عمران سیریز
کراس مشن
مظہر کلیم ایم اے

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، واقعات، کردار اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ------ اشرف قریشی
--------- یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -------- -/ روپے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون ...... ایک ایسا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے جسے بجا طور پر عمران سیریز میں ایک منفرد ناول کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ عمران سیریز پڑھنے والے لاکھوں قارئین جہاں عمران کے کردار کے پرستار ہیں وہاں ان کی یہ خواہش بھی رہی ہے کہ کبھی کوئی ایسا مشن بھی سامنے آئے جس میں عمران کو حقیقتاً شکست کا مزہ چکھنا پڑے لیکن عمران اپنی بے پناہ ذہانت کی وجہ سے اپنی واضح شکست کو بھی کامیابی میں تبدیل کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ جسے عمران کی شکست سمجھا جا رہا تھا وہ در حقیقت عمران کی فتح تھی۔ اس طرح آج تک کوئی ایسا مشن سامنے نہ آیا تھا جس میں عمران کو حقیقتاً واضح شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن "کراس مشن" کی صورت میں آخر کار ایک مشن ایسا بھی عمران کے سامنے آیا کہ عمران تو فتح کے ڈنکے بجاتا ہوا واپس آیا لیکن جب ان ڈنکوں کے شور میں حقیقت کھلی تب عمران کو پتہ چلا کہ جسے وہ اپنی فتح سمجھ رہا تھا وہ فتح نہیں واضح شکست تھی اس ناول میں عمران کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے بھی فتح کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ اور وہ بھی آخر کار فتح کے شادیانے بجاتا واپس لوٹا اور ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ جب بلیک زیرو اور عمران دونوں اپنی اپنی جگہ اپنی فتح اور دوسرے کی شکست پر اصرار کر رہے تھے لیکن فتح ان دونوں کے مقدر میں نہ تھی۔ اور اس بار "کراس

مشن " میں کامیابی کس کا مقدر ٹھہری ۔ توصیف کی...... جی ہاں اپ لینڈ کا توصیف بلیک زیرو اور عمران دونوں کو بیک وقت شکست دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس لحاظ سے اس ناول کو عمران سیریز میں ایک نیا تجربہ کہا جاسکتا ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ قارئین اس نئے تجربے سے نہ صرف لطف اندوز ہونگے بلکہ اسے پسند بھی کریں گے اور یہ ناول کہانی اور سچوئشن کے لحاظ سے ہی نیا تجربہ نہیں بلکہ اس ناول کی کتابت میں بھی ایک نیا تجربہ کیا جارہا ہے ۔ قارئین کو ہمیشہ یہی شکایت رہی ہے کہ ناول انہیں ہر ماہ خاصی تاخیر سے ملتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ کتابت تھی کاتب حضرات میرے اور پبلشر صاحبان کے لاکھ چاہنے کے باوجود ناول کی کتابت میں تاخیر کر دیا کرتے تھے ۔ چنانچہ اس بار یوسف برادرز کے روح رواں جناب محمد اشرف قریشی اور محمد یوسف قریشی صاحبان نے کتابت کی حد تک جدید دور میں قدم رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ اب عمران سیریز کی کتابت کاتب حضرات سے کرانے کی بجائے کمپیوٹر کے ذریعے کرائی جائے کمپیوٹرائزڈ کتابت عمران سیریز میں واقعی ایک نیا اور معیاری تجربہ ہے ۔ اس تجربے کا آغاز اس ناول کی چند باتوں سے ہی کیا جارہا ہے ۔ چنانچہ چند باتوں کے یہ صفحات کاتب کی بجائے کمپیوٹرائزڈ کتابت پر مبنی ہیں مجھے یقین ہے کہ قارئین کو یہ تجربہ بھی ہر لحاظ سے پسند آئے گا اور انشاء اللہ جلد ہی قارئین کو تمام ناول کمپیوٹرائزڈ کتابت میں ہی پڑھنے کو ملیں گے ۔ اس سے نہ صرف کتابت کی خوبصورتی اور معیار میں اضافہ ہو جائے گا ۔ بلکہ قارئین کو ناول بھی بروقت ملتے رہا کریں گے ۔ چنانچہ یہ اعزاز " کراس مشن " کو ہی حاصل ہو رہا ہے کہ اس میں بیک وقت دو تجربے سامنے آرہے ہیں کہانی کے لحاظ سے بھی اور کتابت میں بھی ، مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے قارئین کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا ۔ ان دونوں تجربوں کی نسبت آپ کی آراء کا انتظار رہے گا ۔ آخر میں ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ ایک خط ہزاروں قارئین کے خطوط کی نمائندگی کرتا ہے ۔

پشاور سے محمد اسلم خان بابر لکھتے ہیں...... " آپ کا نیا ناول " بلڈی گیم " بے حد اچھوتے اور جدید دور کے انتہائی بھیانک مسئلے پر لکھا گیا ایک ایسا ناول ہے جس نے حقیقی معنوں میں ہمیں یہ احساس دلایا ہے کہ اوزون گیس کی تہہ میں ہو جانے والے سوراخ سے پوری دنیا کس بھیانک ترین خطرے سے دوچار ہو چکی ہے ۔ اور یہ سوراخ کیوں ہوا ہے اور اس کی اصل وجوہات کیا ہیں آپ نے اس خالصتاً سنجیدہ سائنسی موضوع کو جس دلکش ۔ واضح اور خوبصورت انداز میں ایک جاسوسی ناول کا روپ دیا ہے یہ سب آپ کی بے پناہ اور خداداد تخلیقی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ آپ نے جاسوسی ادب کو جو اعلیٰ معیار دیا ہے یہ آپ کا ہی حصہ ہے ۔ ایسے ناول کسی بھی ادب کا سرمایہ افتخار ہوتے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے ہی اچھوتے اور جدید موضوعات پر ناول لکھتے رہیں گے ۔"

محترم محمد اسلم خان بابر صاحب...... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ جاسوسی ادب کا دائرہ صرف چند مخصوص موضوعات تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ جدید دور کے وہ موضوعات جنہیں جاسوسی ادب کے دائرے سے باہر سمجھا جاتا

ہے بھی جاسوسی ادب کے دائرے میں شامل کر کے اس کو وسعت اور ہمہ گیری دی جائے اور مجھے بے حد مسرت ہے کہ میرے قارئین نے اس جدید موضوع پر مبنی اس ناول کو میری توقع سے کہیں بڑھ کر پسند کیا ہے بے شمار قارئین نے اپنے خطوط میں آپ کی طرح ہی فرمائش کی ہے کہ ایسے موضوعات پر مزید ناول بھی لکھے جائیں ۔ میں آپ کا اور اپنے تمام قارئین کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنی پسندیدگی سے میرا حوصلہ بڑھایا ہے ۔ انشاء اللہ آئندہ بھی میری یہی کوشش رہے گی کہ میں آپ کے لئے نت نئے موضوعات پر مبنی ایسے ناول تحریر کروں جو نہ صرف آپ کے اعلیٰ معیار پر پورے اتریں بلکہ جو اردو جاسوسی ادب کا بھی سرمایہ افتخار ثابت ہوں ۔

اب اجازت دیں

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

توصیف نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اُتر کر وہ کسی انگلش دُھن میں سیٹی بجاتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کا نیا ملازم رستم تیزی سے ایک سائیڈ سے بالکل اس طرح برآمد ہوا جیسے کوئی جن اچانک نمودار ہوتا ہے ۔

”وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ آئی ہیں ۔۔۔ وہ بے حد غصے میں ہیں“ ۔۔۔ رستم نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

”وہ آئی ہیں ۔۔۔ وہ بے حد غصے میں ہیں ۔۔۔ ارے کون آئی ہیں اور کون غصے میں ہیں ۔۔۔ تم اچھے رستم ہو کہ صرف غصہ دیکھ کر ہی کانپ رہے ہو“ ۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

”وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ شالا بی بی“ ۔۔۔ رستم نے اُسی طرح گھبراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیا ۔

”شالا بی بی ۔۔۔ واہ کیا خوبصورت نام ہے ۔ ایک ایسی بی بی جو شال

پہنے ہوئے ہو۔ ویسے تمھیں شاید پورا نام بھول گیا ہوگا۔ دوشالا بی بی ہو گا"۔۔۔ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ جسے رستم شالا کہہ رہا ہے۔ وہ شہلا ہو گی اور چونکہ وہ اُسے کوٹھی میں نہ ملا ہو گا اس لیے یقیناً اُسے غصّے میں بھی ہونا چاہیئے۔ ویسے بھی شہلا کی کار پورچ میں وہ دیکھ چکا تھا۔

"راجہ جی کے باغ میں دوشالا اوڑھے کھڑی تھی"۔۔۔ توصیف نے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے بچّوں کی مشہور پہیلی کے ایک فقرے کو اونچی آواز میں گنگنانا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"ہوں تو تم راجہ جی کے باغ میں گئے تھے۔ کون کھڑی تھی وہاں دوشالا اوڑھے"۔۔۔ توصیف کے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی سامنے صوفے پر بیٹھی شہلا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بوجھو تو جانیں"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان سے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

"اچھا اب یہ بھی میں ہی بوجھوں۔۔۔ میں پوچھتی ہوں تم راجہ جی کے باغ میں گئے ہی کیوں تھے۔ بولو کیوں گئے تھے"۔۔۔ شہلا کا غصّہ عروج پر آ گیا تھا۔

"اگر میں وہاں نہ جاتا تو وہ بیچاری دوشالا اوڑھے کھڑے کھڑے سوکھ جاتی"۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو تم اس شالا دوشالا کی خاطر گئے تھے۔۔۔ ٹھیک ہے جاؤ۔ جتنی بار جی چاہے جاؤ۔ میری جانے جوتی۔ دس ہزار بار جاؤ"۔۔۔ شہلا نے پھنکارتے ہوئے کہا اور تیزی سے اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔

"ارے ارے اب وہاں جانا فضول ہے۔ اب تو وہ شالا دوشالا یہاں کوٹھی میں پہنچ گئی ہے"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہاں کوٹھی میں۔۔۔ اوہ تو بات اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہاں ہے وہ۔ میں اُسے اتنی جوتیاں ماروں گی کہ زندہ زمین میں دفن ہو جائے گی۔ کہاں ہے۔۔۔ بولو۔۔۔ کہاں ہے وہ"۔۔۔ شہلا نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصّے سے آگ بھبھوکا ہو رہا تھا آنکھوں سے جیسے شعلے نکل رہے تھے۔

"سوچ لو اگر تم اُسے جوتے نہ مار سکیں تو"۔۔۔ توصیف نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کیوں نہ مار سکوں گی مجھے چیلنج کر رہے ہو مجھے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ تمھاری کھوپڑی بھی گنجی کر سکتی ہوں سمجھے۔۔۔ نکالو اُسے باہر۔ کہاں چھپا رکھا ہے"۔۔۔ شہلا کا پارہ واقعی غصّے کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ گیا تھا۔

"رستم ارے بھائی رستم زماں بلکہ رستم دوراں صاحب"۔۔۔ توصیف نے چیخ کر ملازم کو بلاتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"۔۔۔ رستم نے دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ شالا کہاں ہے جس کی خبر تم نے مجھے دی تھی"۔۔۔ توصیف نے پوچھا۔

"ہونہہ تو یہ تمہاری بدمعاشی ہے۔ تم نے چھپا رکھا ہے اُسے۔ مجھے کیوں نہیں بتایا تھا۔ بول کہاں ہے وہ" ——— شہلا رستم پہ اُلٹ پڑی۔

"مم ——— تم ——— میں بے قصور ہوں جناب۔ میں تو ملازم ہوں جناب" ——— رستم شہلا کا غصہ دیکھ کر اور زیادہ گھبرا گیا۔

"بے قصور تم جیسے بدمعاشوں کو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ تم بے قصور ہو" ——— شہلا نے پیر سے سینڈل اُتارتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اس غریب کو کیوں مارنے لگی ہو۔ میں نے اسے اس لیے تو ملازم نہیں رکھا کہ تم اسے جوتے مار کر اخبار میں اعلان کرا دو کہ تم اتنی بہادر ہو کہ رستم کو بھی جوتے مار سکتی ہو۔ رستم بتاؤ وہ شالا بی بی کہاں ہے" ——— توصیف نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔

"یہ ——— یہ ——— شش شش شالا بی بی تو ہیں" ——— رستم نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں شہلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ ——— تم ان کا کہہ رہے تھے ——— کمال ہے۔ سارا خواب ہی چکنا چور کر دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ جس قدر خوبصورت نام ہے اس قدر خوبصورت اور حسین بی بی بھی ہوگی۔ لاحول ولا قوۃ" ——— توصیف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے رستم کے اس جواب سے واقعی بیحد مایوسی ہوئی ہو۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کون شالا" ——— شہلا اس عجیب و غریب سچویشن پر واقعی بوکھلا سی گئی تھی۔

"جاؤ رستم تم جا کر اچھی سی کافی بنا لاؤ۔ سارا موڈ ہی غارت کر دیا۔ میں جب کوٹھی میں داخل ہوا تو اس رستم نے مجھے بتایا کہ شالا بی بی اندر

بیٹھی ہے۔ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ شہلا کو شالا کہہ رہا ہے۔ میں سمجھا کوئی دو شالا اوڑھے حسین بی بی بیٹھی ہوگی راجہ اندر جی کے باغ۔ مم میرا مطلب ہے میری کوٹھی کے باغ میں" ——— توصیف نے اُسی طرح مایوسانہ لہجے میں کہا اور دھڑام سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اوہ یہ بات ہے ——— بیچارے کی زبان ہی ایسی ہے۔ شہلا کہہ نہیں سکتا۔ مگر تم کیا کہہ رہے تھے۔ ہونہہ تو تم مجھے بدصورت کہہ رہے ہو۔ یہی بات ہے ناں" ——— شہلا نے یکلخت انتہائی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے تم تو خواہ مخواہ غصہ کر رہی ہو۔ میں نے تمھیں کب بدصورت کہا ہے۔ کیا بات ہے آج اور کچھ کھانے کو نہیں ملا۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو فریج پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ غصے کی بجائے سیب کھا لینے تھے۔ اس سے بھی گالوں پر سُرخی آ جاتی ہے" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے نہیں کہا کہ شالا کوئی خوبصورت اور حسین بی بی ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ میں خوبصورت نہیں ہوں۔ یہی مطلب ہے ناں تمھارا" ——— شہلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ ——— ایک تو تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ تم لفظوں کو اپنے ہی معنی دے دیتی ہو۔ میں تمہارے متعلق تھوڑا کہہ رہا تھا۔ میں تو بی بی کے متعلق کہہ رہا تھا" ——— توصیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو میں اور کیا ہوں۔ رستم مجھے بی بی نہ کہے گا تو اور کیا کہے گا" ——— شہلا نے اُسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے تم آج تک اپنی عمر بھی مجھ سے چھپاتی رہی ہو۔ میں سمجھا تم مس شہلا ہو۔ مگر تم تو بی بی ہو۔ یعنی مم میرا مطلب بی بی تو کسی بزرگ خاتون کو ہی کہا جاتا ہے۔ میں تو رستم کو احمق سمجھتا تھا مگر وہ تو مجھ سے بھی تیز نکلا۔ ایک لمحے میں اس نے تمہیں پہچان لیا" ــــ توصیف نے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شہلا کو دیکھنا شروع کر دیا جیسے واقعی اس کی صحیح عمر کا اندازہ لگا رہا ہو اور شہلا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم سے تو چھوٹی ہوں۔ اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق بی بی ہوں تو تم پھر بابا ہوئے" ــــ شہلا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کا موڈ اب بحال ہو چکا تھا۔

"چلو مان لیا تم بی بی ہو۔ تم نے تو چیلنج کیا تھا کہ تم شالالی بی کو جوتے مار کر زندہ دفن کر دو گی۔ بلاؤ رستم کو۔ وہ ٹائر سول چپل پہنتا ہے" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور شہلا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ میرے متعلق کہہ رہا تھا۔ بہر حال چھوڑو پہلے یہ بتاؤ کہ تم گئے کہاں تھے۔ پتہ ہے میں ایک گھنٹے سے یہاں بیٹھی سوکھ رہی ہوں" ــــ شہلا نے کہا۔

"بتایا تو ہے راجہ جی کے باغ میں گیا تھا" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں ــــ یہ تمہیں باغ میں اکیلے جانے کی جرأت کیسے ہوئی۔ میں مر گئی تھی کیا" ــــ شہلا نے ایک بار پھر ناک سے شوں شوں آوازیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اکیلا تھوڑی گیا تھا" ــــ توصیف نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیں ــــ تو پھر کون گیا تھا تمہارے ساتھ" ــــ شہلا نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے کا پھر رنگ بدلنے لگا تھا۔

"تمہاری یادیں" ــــ توصیف نے جواب دیا اور شہلا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"سچ بتاؤ کہاں گئے تھے۔ دیکھو مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔ سمجھے" ــــ شہلا نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں کوئی راجہ جی کا باغ ہے بھی سہی" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں ہے ــــ سنٹرل گارڈن کو تمام لوگ راجہ جی کا باغ کہتے ہیں۔ کیوں" ــــ شہلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں سمجھا کہ شاید کوئی نیا باغ بن گیا ہے۔ وہ تو پرانا سا باغ ہے۔ ہزار بار دیکھا ہوا ہے" ــــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی وہاں گئے تھے" ــــ شہلا نے پوچھا۔

"ارے نہیں تمہارے بغیر بھلا باغ میں جانے کا کیا فائدہ۔ اچھی بھلی بہار خزاں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ میں تو مقابلہ حسن دیکھنے گیا تھا" ــــ توصیف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور شہلا کا توصیف کے پہلے فقرے سے گلنار ہوتا ہوا رنگ ایک بار پھر تبدیل ہونے لگا۔

"مقابلہ حسن ــــ ہونہہ تو تم اب یہ خرافات بھی دیکھنے لگ گئے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تمہارا کردار خراب ہوتا جا رہا ہے" ــــ شہلا نے انتہائی

غصیلے لہجے میں کہا۔

"لاحول ولاقوۃ۔ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کردار کا مقابلہ حسن سے کیا تعلق۔ مقابلہ حسن تو مقابلہ حسن ہی ہوتا ہے"۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوتا ہے وہاں۔ نیم عریاں لڑکیاں ہی ہوتی ہیں ناں وہاں۔ یہی دیکھنے گئے تھے"۔۔۔ شہلا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لڑکیاں اور نیم عریاں ۔۔۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ آخر آج تمھیں ہو کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے تمھیں ہرمل کی دھونی دینی پڑے گی۔ آنٹی ٹھیک کہتی ہیں کہ جوان جہان لڑکیوں پہ سایہ پڑتے دیر نہیں لگتی"۔۔۔ توصیف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ٹالو مت ۔۔۔ بولو کیوں گئے تھے وہ خرافات دیکھنے۔ بولو"۔۔۔ شہلا کو اور زیادہ غصہ آنے لگا تھا۔

"ارے خود ہی تو کہتی ہو کہ تمھیں مصوری پسند ہے۔ اب خود ہی اسے خرافات کہہ رہی ہو۔ میرا خیال ہے رستم کو بھیج ہی دوں ہرمل لینے کے لیے ساتھ سرخ مرچیں بھی لے آئے۔ کوئی طاقتور سایہ لگتا ہے"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"مصوری۔ مگر تم تو مقابلہ حسن کہہ رہے تھے"۔۔۔ شہلا نے حیران ہو کر کہا۔

"تو کیا مصوری میں حسن نہیں ہوتا۔ قدرت کا حسن تصویروں میں بھرا نہیں ہوتا۔ میں تو وہاں بڑے شوق سے گیا تھا کہ تم وہاں ہی ملو گی لیکن وہاں تمھیں نہ پا کر سارا موڈ ہی غارت ہو گیا اور میں مصوری کا یہ مقابلہ دیکھے بغیر ہی آ گیا۔ کہاں تھیں تم۔ صبح فون کیا تو پتہ چلا کہ کوٹھی سے غائب ہو"۔۔۔

توصیف نے کہا تو شہلا نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیا جیسے اس کے سر سے ہزاروں من کا بوجھ اتر گیا ہو۔ کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ آج کل دارالحکومت کی آرٹ گیلری میں کسی آرٹ کونسل کی طرف سے مصوری کا مقابلہ منعقد ہو رہا ہے۔ وہ یہاں آئی بھی اس لیے تھی کہ توصیف کو ساتھ لے کر وہاں جائے گی۔

"کب کیا تھا فون"۔۔۔ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا ہو گا۔ کیوں"۔۔۔ توصیف نے جواب دیا۔

"اوہ ایک گھنٹہ تو مجھے یہاں ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں یہاں آنے کے لیے نکلی تو تم نے فون کیا ہو گا۔ میرا انتظار تو کرتے"۔۔۔ شہلا نے کہا۔

"یہی انتظار تو ختم ہونے میں نہیں آ رہا"۔۔۔ توصیف نے لمبی سانس لیتے ہوئے کہا اور شہلا کا چہرہ ایک بار پھر گلنار ہو گیا۔

"تم خود ہی موسم بہار کی شرط لگا دیتے ہو۔ ممی کہہ رہی تھیں کہ توصیف ایسے نہیں مانے گا۔ اسے زبردستی دولہا بنانا پڑے گا"۔۔۔ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ غضب نہ کرنا۔ کہتے ہیں زبردستی کا نکاح تو نکاح ہی نہیں ہوتا۔ آنٹی بھی کمال کرتی ہیں"۔۔۔ توصیف نے کہا اور شہلا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اسی لمحے رستم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے کافی کا سامان درمیانی میز پہ لگانا شروع کر دیا۔

"صاحب۔ یہ خط دے گیا تھا ایک لڑکا۔ کہتا تھا کہ صاحب کو دے دینا" سامان لگانے کے بعد رستم نے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے اس نے ایک لفافہ نکال کر توصیف کی طرف بڑھا دیا۔

"خط ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ"۔۔۔ توصیف نے چونک کر کہا اور

پھر رستم کے ہاتھ سے خط لے لیا۔

"کس کا خط ہے"۔۔۔ شہلا نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر شکوک کی پرچھائیاں منڈلانے لگی تھیں۔

"پتہ نہیں"۔۔۔ توصیف نے کہا اور لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا لفافہ سادہ تھا۔ اس پر کوئی تحریر نہ تھی۔ اس نے لفافہ کھولا اور اس کے اندر موجود کاغذ باہر کھینچ کر اُسے کھولا اور پڑھنے لگا۔

"کس کا خط ہے"۔۔۔ شہلا نے ایک بار پھر پوچھا۔

"میرے ایک دوست کا ہے"۔۔۔ توصیف نے جواب دیا اور شہلا مطمئن ہو کر کافی بنانے میں مصروف ہو گئی۔ لیکن توصیف کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔ خط میں صرف دو لائنیں لکھی ہوئی تھیں۔

"مسٹر توصیف میں سخت مشکل میں ہوں۔ پلیز آرام باغ ہوٹل کے ویٹر لالو کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرو۔۔۔ ڈی اسے"۔

اور توصیف چند لمحے حیرت سے خط کو دیکھتا رہا پھر اس نے اُسے تہہ کر کے لفافے میں ڈالا اور لفافہ جیب میں رکھ لیا۔

"کیا ہوا تم پریشان نظر آرہے ہو"۔۔۔ شہلا نے کافی کی پیالی اس کے سامنے رکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ایک دوست نے لکھا ہے کہ وہ مشکل میں ہے۔ اب میں اُسے کیا بتاؤں کہ میں اس سے زیادہ مشکل میں ہوں"۔۔۔ توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب تم کس مشکل میں ہو۔ مجھے کیوں نہیں بتایا"۔۔۔ شہلا اور زیادہ چونک پڑی۔

"اب مشکل کو کیسے بتایا جائے کہ مشکل کیا ہے"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو"۔۔۔ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا دوست ہے۔ اس کی منگیتر بے حد غصیلی اور نک چڑھی ہے۔ غصہ تو اس کی ناک پر دھرا رہتا ہے۔ لیکن ہے بڑی حسین اور خوبصورت۔ یہ میں نہیں کہہ رہا یہ میرے دوست کا خیال ہے"۔۔۔ توصیف نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر اس میں مشکل کی کیا بات ہوئی"۔۔۔ شہلا نے حیران ہو کر کہا۔

"مشکل کی بات تو ہے۔ اب کون اس قدر غصیلی اور نک چڑھی منگیتر سے شادی کرے۔ اس نے مجھ سے اس کا حل پوچھا ہے۔ اب تم بتاؤ میں اُسے کیا جواب دوں۔ میں تو خود۔ مم۔۔۔ مم میرا مطلب ہے۔ میں اس کی منگیتر کا غصہ کیسے دُور کر سکتا ہوں"۔۔۔ توصیف نے بات کرتے کرتے بات بدل دی کیونکہ شہلا کا چہرہ پھر بدلنے لگا تھا۔

"تو نہ کرے اس سے شادی۔ منگنی ہی ہوئی ہے کوئی نکاح تو نہیں ہو گیا"۔۔۔ شہلا نے کہا۔

"خدا تمہارا بھلا کرے۔ واہ کس قدر آسان اور سادہ سا حل ہے۔ واہ اسے کہتے ہیں ذہانت۔ میں خواہ مخواہ موسم بہار کی شرط لگا رہا ہوں"۔۔۔ توصیف نے کہا اور شہلا بُری طرح چونک پڑی۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ تمہارے دوست کی منگیتر میں تمہارا کہاں سے ذکر آگیا"۔۔۔ شہلا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"دوستوں کے حالات ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ آخر دوستی کسی قدر مشترک کی وجہ سے ہی ہوتی ہے" ــــ توصیف نے کہا۔

"ہونہہ تو تم مجھے غصیلی اور نک چڑھی سمجھتے ہو۔ اس لیے شادی کو ٹالتے چلے آ رہے ہو کیوں۔ یہی مطلب ہے ناں تمہارا" ــــ شہلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا حسن تو اسی کو کہتے ہیں غصیلی اور نک چڑھی لڑکی پتہ ہے باغیرت اور باکردار ہوتی ہے۔ سارے ماہرین نفسیات نسواں اس پر متفق ہیں۔ اور اصل حسن تو غیرت اور باکرداری ہی ہوتا ہے۔ ہوتا ہے ناں" ــــ توصیف نے کہا۔

"ہاں بالکل ہوتا ہے۔ جس میں غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں" ــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ واقعی دُور ہو چکا تھا۔

"اس لیے مجھے تو فخر ہے کہ شالا بی بی غصیلی اور نک چڑھی ہے" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے نیا نام کیوں رکھ لیا۔ شہلا نہیں کہہ سکتے۔ خبردار جو اگر آئندہ مجھے بی بی کہا" ــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو بے بی کہہ دیا کروں گا۔ لیکن پھر نجانے کتنے موسم بہار گزارنے پڑیں گے" ــــ توصیف نے کہا اور شہلا اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم سے خدا سمجھے ایسی باتیں نجانے کہاں سے سوچ لیتے ہو۔ بہرحال میں تمہیں بتانے آئی تھی کہ میں کل ممی کے پاس جا رہی ہوں۔ ان کی طبیعت خراب ہے اور تم نے میرے ساتھ جانا ہے۔ سمجھے" ــــ شہلا نے کہا۔

"ارے کیا ہوا آنٹی کو" ــــ توصیف نے چونک کر پوچھا۔ وہ حقیقتاً آنٹی کی بیماری کا سُن کر پریشان ہو گیا تھا۔

"ارے ارے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ نزلہ زکام ہے۔ ہلکی سی حرارت بھی ہے" ــــ شہلا نے اسے اس قدر پریشان ہوتا دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ ٹھیک ہے کل چلیں گے۔ ویسے بھی کافی دن ہو گئے ہیں آنٹی سے ملے ہوئے" ــــ توصیف نے کہا اور شہلا مسکرا دی۔

"شام کا کیا پروگرام ہے" ــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کمال ہے۔ اس قدر سعادت مندی کہ مجھ سے ہی پروگرام پوچھنا شروع کر دیا۔ جب تم موجود ہو تو ہم کیا اور ہمارا پروگرام کیا۔ ہمارا کام تو آنکھیں بند کر کے لاٹھی پکڑنا ہے۔ اور بس" ــــ توصیف نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"بس بس زیادہ فرمانبردار بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ایسے مرد ہرگز پسند نہیں ہیں جو عورتوں کے پیچھے دُم ہلاتے پھریں" ــــ شہلا نے کافی کا آخری گھونٹ لے کر پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"دُم ــــ تو کیا مردوں کی دُم بھی ہوتی ہے۔ پھر تو....." توصیف نے بوکھلا کر کہا۔ اور شہلا کھلکھلا کر ہنستی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"ارے ارے کہاں جا رہی ہو۔ ارے بیٹھو تو سہی۔ ایک تو مصیبت ہے کہ تم ہر وقت ہَوا کے گھوڑے پر سوار رہتی ہو" ــــ توصیف نے کہا۔

"شام کو چھ بجے تیار رہنا۔ ایک ہوٹل میں شاندار فنکشن ہے۔ میں نے سیٹیں بک کرا لی ہیں اور میں نے ابھی اس فنکشن کی تیاری کرنی ہے خدا حافظ

شہلا نے دروازے پر رک کر مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

توصیف مسکرا دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ اُسے روکنے کی بات نہ کرتا تو شہلا دروازے سے ہی مڑ آتی۔ حالانکہ اس کے ذہن میں وہ خط موجود تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ شہلا جائے تو وہ اس سلسلے میں پوچھ گچھ کرے کیونکہ وہ تو کسی ڈی۔ اے کو نہ جانتا تھا۔

"رستم ——— رستم" ——— توصیف نے کچھ دیر بعد رستم کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب" ——— رستم نے کسی جن کی طرح دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ تمھاری شالا بی بی چلی گئیں" توصیف نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیا بُلا لاؤں انھیں۔ ابھی دُور نہ گئی ہوں گی" ——— رستم نے چونک کر کہا۔

"پیدل گئی ہیں کیا" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں کار پر گئی ہیں" ——— رستم نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور توصیف اس کی سادہ لوحی پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹیلیفون اُٹھا لاؤ میں خود اُسے بُلا لوں گا۔ تم خواہ مخواہ تکلیف کرتے پھرو گے" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور رستم سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ وائرلیس فون پیس اٹھا لایا۔

توصیف نے اس کے ہاتھ سے فون لیا اور پھر انکوائری سے اس نے آرام باغ ہوٹل کے نمبر پوچھے اور وہ نمبر پریس کر دیئے۔

"آرام باغ ہوٹل" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک

نسوانی آواز سُنائی دی۔

"آپ کے ہوٹل میں ایک ویٹر ہے لالو ——— کیا اس سے فون پر بات ہو سکتی ہے" ——— توصیف نے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں معلوم کرتی ہوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سُنائی دی۔

"ہیلو سر ——— لالو آج کل چھٹی پر ہے۔ آپ اس سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کر سکتے ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں اور اگر وہاں فون ہو تو فون نمبر بھی بتا دیں" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی رہائش گاہ آرام باغ کالونی میں ہے۔ آپ وہاں سے معلوم کر سکتے ہیں باقی فون تو وہاں نہیں ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور توصیف نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب ظاہر ہے اس لالو سے ملے بغیر یہ مسئلہ حل نہ ہو سکتا تھا کہ یہ ڈی۔ اے کون ہے اور کس مشکل میں پھنسا ہوا ہے۔ اور کیوں اس نے یہ رقعہ توصیف کے نام بھیجا ہے۔ رستم سے اس لڑکے کے بارے میں کچھ پوچھنا فضول تھا جو یہ رقعہ لایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رستم سادہ لوح آدمی ہے۔ اُسے تو شاید اس لڑکے کے چہرے کے خدوخال تک بھی یاد نہ ہوں گے۔ یہی سوچتا ہوا توصیف اُٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کوٹھی سے نکل کر آرام باغ ہوٹل کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ کالونی وسیع و عریض ہوٹل کے عقب میں واقع تھی اور ہوٹل میں کام کرنے والے ملازمین کے لیے ہوٹل انتظامیہ کی طرف سے رہائشی کالونی بنائی گئی تھی۔ یہ کالونی بھی ہوٹل کی

طرح خاصی وسیع تھی۔ اور اس میں کوٹھیوں کے علاوہ کوارٹر نما رہائش گاہیں بھی تھیں۔ توصیف کو معلوم تھا کہ ویٹر کو لازماً کوارٹر ہی الاٹ کیا گیا ہوگا۔ اس لیے وہ کار سیدھی ان کوارٹرز والے ایریا کی طرف ہی لے گیا۔

"لالو ویٹر کا کوارٹر کون سا ہے جناب"۔۔۔ توصیف نے ایک گزرتے ہوئے آدمی کے قریب کار روک کر پوچھا۔

"لالو۔۔۔ سیدھے چلے جائیں پھر بائیں طرف مڑ جائیں۔ اس کا کوارٹر آجائے گا۔ کوارٹر نمبر ایک سو بارہ ہے اس کا۔ میرا ہمسایہ ہے"۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور توصیف نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد وہ کوارٹر نمبر ایک سو بارہ کے سامنے موجود تھا۔ اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر کوارٹر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر ایک میلا سا پردہ لٹک رہا تھا۔

"لالو صاحب"۔۔۔ توصیف نے قریب جا کر زور سے آواز دیتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد پردہ ہٹا کر ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکا باہر آگیا۔

"لالو تمہارے والد ہیں"۔۔۔ توصیف نے کہا۔ اور لڑکے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ان سے ملنا تھا۔ میرا نام توصیف ہے"۔۔۔ توصیف نے جواب دیا اور لڑکا پہلے کی طرح بغیر کچھ بولے سر ہلاتا ہوا پردے کے پیچھے غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پر موجود بیٹھک کا دروازہ کھلا اور وہی لڑکا دروازے میں نظر آیا۔

"آجائیے جناب"۔۔۔ لڑکے نے کہا اور توصیف تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"شکر ہے تم بولے تو سہی، میں سمجھا تھا کہ تم بول ہی نہیں سکتے"۔۔۔ توصیف نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور لڑکا ہنس پڑا۔

توصیف بیٹھک میں داخل ہوا۔ اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ عام سادہ سی بیٹھک تھی۔ جس میں چند کرسیاں اور ایک میز رکھی ہوئی تھی۔ لڑکا اندرونی دروازے سے واپس اندر جا چکا تھا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازے پر موجود پردہ ہٹا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"میرا نام لالو ہے جناب"۔۔۔ آنے والے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے توصیف کہتے ہیں"۔۔۔ توصیف نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے وہی لڑکا اندر داخل ہوا اور اس نے مشروب کی ایک بوتل توصیف کے سامنے رکھ دی۔

"اس تکلف کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ یہ تو میرا فرض تھا"۔۔۔ لالو نے جواب دیا۔

"یہ ڈی۔ اے صاحب کون ہیں"۔۔۔ توصیف نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا اور لالو ڈی۔ اے کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تو آپ ڈی۔ اے صاحب کے لیے تشریف لائے ہیں"۔۔۔ لالو نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ ایک لڑکا میری کوٹھی پر یہ رقعہ دے کر گیا ہے۔ مگر میں تو ڈی۔ اے کو جانتا ہی نہیں"۔۔۔ توصیف نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جیب سے وہ لفافہ نکال کر لالو کی طرف بڑھا دیا۔

"میں سمجھ گیا جناب ۔ میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ ایک ہفتہ پہلے میری ڈیوٹی چوتھی منزل پر تھی کہ میں نے اس منزل کے ایک کمرے سے ہلکی سی چیخ کی آواز سنی ۔ میں دوڑتا ہوا اس کمرے میں گیا ۔ دروازہ ذرا سا کھلا ہوا تھا ۔ میں دروازہ کھول کر اندر گیا تو میں نے ایک غیر ملکی کو وہاں قالین پر بری طرح تڑپتے ہوئے دیکھا ۔ ان کی گردن میں ایک ایسا تیر لگا ہوا تھا جس کے آخر میں سرخ رنگ کے پر تھے ۔ میرے سامنے انہوں نے وہ تیر کھینچ لیا اور گردن سے خون بہنے لگا ۔ عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی ۔ میں نے جب ڈاکٹر کو بلانے کے لیے فون کا رسیور اٹھانا چاہا تو انہوں نے منع کر دیا اور کہا کہ ان کا تعلق ایک سرکاری تنظیم سے ہے ۔ اور وہ یہاں ایک سرکاری کام سے آئے ہیں ان کے دشمن بے شمار ہیں ۔ اگر میں ان کا علاج کسی پرائیویٹ ڈاکٹر سے کرا دوں اور انہیں کسی ایسی جگہ کچھ دنوں کے لیے چھپا دوں کہ جب تک وہ پوری طرح صحت یاب نہ ہو جائیں ان کا پتہ کسی کو نہ چل سکے تو وہ مجھے بھاری انعام دیں گے ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے جیب سے بٹوہ نکال کر اس میں ـــ موجود بھاری مالیت کی ایک گڈی نکال کر مجھے دے دی ۔ ہوٹلوں میں ایسے کام ہوتے ہی رہتے ہیں ۔ اس لیے میں انہیں وہاں سے نکال کر لے آیا اور میں نے انہیں ایک پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کرا دیا ۔ وہ اب تک وہیں داخل ہیں لیکن ان کی حالت روز بروز بگڑتی چلی جا رہی ہے ۔ ڈاکٹر کے مطابق اس تیر کی نوک پر کوئی انتہائی تیز زہر لگا ہوا تھا ۔ اور اگر وہ فوری ہسپتال نہ پہنچ جاتے تو ان کی موت اسی روز ہی واقع ہو جاتی ، لیکن اس کے باوجود ہسپتال تک پہنچتے پہنچتے زہر پورے جسم میں پھیل چکا ہے ۔ بہرحال کل انہوں نے مجھے ایک رقعہ دیا ۔ اور ساتھ ہی آپ کی کوٹھی کا نمبر اور پتہ بھی بتا دیا کہ میں یہ رقعہ وہاں پہنچا دوں ۔ میں چونکہ براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا اس لیے میں نے وہاں سے گزرنے والے ایک لڑکے کو دس روپے دے کر رقعہ دینے اندر بھیج دیا اور خود واپس چلا گیا ۔ اب بھی میں اسی ہسپتال سے آیا ہوں ۔ آپ کے آنے سے چند منٹ پہلے" ـــ لالو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"ان کا پورا نام کیا ہے" ـــ توصیف نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا ۔

"ڈاکٹر آرسن ـــ اور یہی نام ہوٹل کے کاغذات میں بھی درج ہے ۔ ایکریمین ہیں اور کاغذات کے مطابق سیاح ہیں" ۔

"تو تم نے ان کی تیمارداری کے لیے ہوٹل سے چھٹی لے رکھی ہے" ـــ توصیف نے پوچھا ۔

"جی ہاں ۔ وہ روزانہ مجھے اس تیمارداری کے عوض بھاری رقم دیتے ہیں ان کیلئے تازہ پھل ۔ غذا وغیرہ لے جاتا ہوں ۔ ویسے ہسپتال کے اخراجات بھی وہ خود ہی ادا کر رہے ہیں" ـــ لالو نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"او ۔ کے ۔ آؤ میرے ساتھ میں ڈاکٹر صاحب سے فوری ملنا چاہتا ہوں" ـــ توصیف نے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اور لالو بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ۔ اور تھوڑی دیر بعد توصیف کار میں اسے بٹھائے شہر کے ایک کمرشل علاقے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ لالو کے مطابق یہ پرائیویٹ ہسپتال اسی علاقے میں واقع تھا ۔

اور تھوڑی دیر بعد توصیف لالو کے ساتھ ڈاکٹر آرسن کے کمرے میں تھا ۔ ڈاکٹر آرسن کی حالت واقعی خاصی خراب نظر آ رہی تھی لیکن بہرحال وہ ہوش میں تھا اور بول سکتا تھا ۔

"تم جاؤ۔ میں ابھی ڈاکٹر صاحب کے پاس رکوں گا"۔۔۔۔ توصیف نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر لالو کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ اور لالو سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ڈاکٹر آرسن آپ کا رقعہ مجھے ملا تھا۔ میرا نام توصیف ہے"۔۔۔۔ توصیف نے لالو کے باہر جانے کے بعد ڈاکٹر آرسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں آپ کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ آپ کی بے حد مہربانی کہ آپ نے میرا رقعہ ملنے پر مجھ سے ملاقات کر لی۔ آپ کا پتہ مجھے پاکیشیا کے علی عمران نے دیا تھا کہ اگر ضرورت پڑے تو میں آپ سے ان کے نام کا حوالہ دے کر رابطہ کر سکتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اب مجھے اس کی ضرورت پڑ چکی ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرسن نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا اور توصیف عمران کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"عمران صاحب سے آپ کی ملاقات کہاں ہوئی تھی"۔۔۔۔ توصیف نے پوچھا۔

"ایکریمیا میں ہی اتفاق سے ملاقات ہو گئی تھی، وہ میرے پرانے واقف ہیں۔ میرا تعلق ایکریمیا کی ایک تنظیم بلیو لائن سے ہے۔ میں نے لالو سے تو کہہ دیا تھا کہ یہ سرکاری تنظیم ہے لیکن دراصل یہ تنظیم اقوام متحدہ کے تحت کام کرتی ہے اور اس کا مقصد منشیات کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام کرنا ہے۔ میرا تعلق اس تنظیم سے بطور ریسرچ آفیسر ہے۔ میں مختلف ایشیائی ملکوں میں جا کر وہاں کی زیر زمین دنیا کے افراد سے مل کر اور انہیں بھاری رقومات دے کر اس بات کا کھوج لگاتا ہوں کہ اس ملک میں منشیات کی پیداوار اور سپلائی میں کون کون سے گروہ متعلق ہیں۔ ان کی کیا کیا حدیں ہیں بنیادی

معلومات حاصل کرنے کے بعد میں ہیڈ کوارٹر کو تفصیلات مہیا کر دیتا ہوں اور ہیڈ کوارٹر اسی ملک کی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس یا ایسی ہی کسی بڑی ایجنسی کو وہ معلومات مہیا کر دیتا ہے اور اس طرح اس ملک میں ان گروہوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں ہمارے ہیڈ کوارٹر کو مسلسل یہ اطلاعات مل رہی تھیں کہ آپ کا ملک منشیات کا گڑھ بن چکا ہے۔ چنانچہ میں یہاں آنے کے لیے تیار ہو ہی رہا تھا کہ عمران سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے جب ان سے ذکر کیا تو انہوں نے آپ کا نام کوٹھی کا نمبر اور پتے کے ساتھ ساتھ فون نمبر بھی بتا دیا۔ لیکن یہاں آ کر میں اپنے طور پر کام کرتا رہا۔ لیکن مجھے کوئی خاص معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ صرف ایک گروپ کا پتہ چلا جو بین الاقوامی پیمانے پر منشیات میں ملوث تھا۔ اس گروپ کا نام بلیک روز بتایا جاتا ہے اور سنا ہے کہ کوئی عورت اس کی سربراہ ہے۔ بس اس سے زیادہ تفصیل معلوم نہ ہو سکی، لیکن ظاہر ہے میں نے اس کا کھوج لگانا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کسی خاص آدمی کا کھوج لگاتا۔ شاید انہیں میرے متعلق معلومات مل گئیں۔ ایک ہفتہ پہلے میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ اچانک سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی ایک تیر اس کھلی کھڑکی سے اڑتا ہوا میری گردن میں آ لگا۔ اور اس کے بعد یقیناً لالو آپ کو سب کچھ بتا چکا ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو یقین ہو چکا ہو گا کہ میں اب تک مر چکا ہوں گا یا ہو سکتا ہے کہ وہ میرے کمرے کی نگرانی کر رہے ہوں۔ لالو کو بھی میں نے اس لیے ہوٹل جانے سے منع کر دیا تھا کہ کہیں وہ اس کے ذریعے میرا کھوج نہ لگا لیں، لیکن اب میری حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر میں کچھ اور عرصہ یہاں رہا تو میں یقیناً ہلاک

ہو جاؤں گا۔ میں نے آپ کو تکلیف اس لیے دی ہے کہ آپ کسی طرح میرے یہاں سے ہیڈ کوارٹر ایکریمیا جانے کا بندوبست کرا دیں۔ اخراجات کی فکر نہ کریں۔ لیکن کسی طرح میں اس گروپ سے بچ کر یہاں سے نکل جاؤں آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہو گا"۔۔۔ ڈاکٹر آرسن نے رک رک کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آرسن آپ بے فکر رہیں میں آج ہی بندوبست کرتا ہوں۔ آپ کی حالت واقعی ٹھیک نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ آپ آج کی فلائٹ سے ہی یہاں سے چلے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔۔۔ توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کسی طرح، مجھے تفصیل بتا دیں تاکہ میری تسلی ہو جائے کیونکہ یہ گروپ انتہائی خطرناک ہے"۔۔۔ ڈاکٹر آرسن نے کہا۔

"میں آپ کو خاموشی سے یہاں سے ایک خفیہ کوٹھی میں لے جاؤں گا۔ وہاں آپ کا میک اپ کروں گا۔ آپ کے نئے کاغذات بھی ایک گھنٹے میں تیار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ کو گریٹ لینڈ والی فلائٹ میں سوار کرا دوں گا۔ اس طرح کسی کو بھی شک نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ان کاغذات اور میک اپ کی وجہ سے آپ ایکریمین نہیں بلکہ گریٹ لینڈ کے باشندے ہوں گے"۔۔۔ توصیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آرسن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

"آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ مجھ سے رقم لے لیں اور پلیز فوری بندوبست کریں"۔۔۔ ڈاکٹر آرسن نے کہا۔

"رقم کی فکر نہ کریں۔ آپ نے جن صاحب کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے

بعد آپ کی مدد میرا فرض بن جاتا ہے۔ میں ابھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں"۔ توصیف نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر آرسن کچھ کہتا وہ مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے کار کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے روکی اور پھر کا
سے اُتر کر وہ سائیڈ ستون پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کی طرف بڑ
گیا۔ اس نے کال بیل بجائی اور پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس
کے جسم پر سلیقے کا لباس تھا لیکن چہرے پر انتہائی معصومیت بھرے
تاثرات موجود تھے۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوا
لڑکی باہر آگئی۔ اس کے جسم پر نیم عریاں سا لباس تھا اور چہرے پر بے
میک اپ اس بری طرح تھوپا ہوا نظر آ رہا تھا کہ نہ چاہنے کے باوجو
عمران کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات اُبھر آئے۔

"بیگم رضا سے کہو علی عمران سفیدی والا آیا ہے"۔۔۔ عمرا
نے کہا۔

"علی عمران سفیدی والا۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ اس لڑکی نے حیر
ہو کر عمران کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"آج سے پہلے میں کوٹھیوں میں سفیدی کرتا تھا، لیکن آج مجھے احساس ہو گیا ہے کہ کوٹھی سے زیادہ تو کوٹھی کے رہنے والوں کو سفیدی کرانے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ کوٹھی میں تو سال میں ایک بار سفیدی ہوتی ہو گی لیکن کوٹھی میں رہنے والوں کو شاید روزانہ تو کیا بلکہ دن میں دو تین بار سفیدی کرانی پڑتی ہو گی۔ اس طرح وسیع و عریض دھندے کا سکوپ بن سکتا ہے"۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور لڑکی چند لمحے تو حیرت سے علی عمران کو اور پھر اس کی شاندار سپورٹس کار کو دیکھتی رہی پھر تیزی سے مڑ کر پھاٹک کے اندر غائب ہو گئی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور اطمینان سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک بڑی سی جدید ماڈل کی کار موجود تھی اور وہاں گیٹ پر آنے والی لڑکی کی طرح مختلف لڑکیاں اِدھر اُدھر آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں اور ان سب کے لباس تقریباً نیم عریاں اور چہروں پر میک اپ تھوپا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران جیسے ہی کار سے اُترا برآمدے میں موجود ایک لڑکی تیزی سے آگے بڑھی۔

"آپ کا نام علی عمران ہے"۔۔۔ اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"علی عمران سفیدی والا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئیے۔ بیگم صاحبہ آپ کی منتظر ہیں"۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر راہداری کی طرف بڑھ گئی۔ ظاہر ہے عمران نے اس کے پیچھے ہی جانا تھا اور چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہو رہا تھا، کمرے کو سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا اور اس میں

انتہائی قیمتی اور شاندار فرنیچر موجود تھا۔ عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ جبکہ اُسے لے آنے والی لڑکی واپس چلی گئی تھی۔ اس کمرے کی ڈیکوریشن اس انداز میں کی گئی تھی کہ یہاں بیٹھنے والے پر بیگم رضا کی امارت کا رعب اچھی طرح قائم ہو جائے۔ بیگم رضا خان رضا کی بیوہ تھیں اور خان رضا سر سلطان کے دُور کے رشتہ دار لگتے تھے۔ اور سر سلطان نے عمران کو اپنی کوٹھی پر بُلا کر اس سے درخواست کی تھی کہ وہ جا کر بیگم رضا سے ملے، کیونکہ بیگم رضا نے ان سے فون پر بات کی تھی کہ انہیں اپنے کسی دشمن سے جان کا خطرہ ہے اور ان پر کئی بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں، لیکن وہ اپنی عزت کی خاطر پولیس کو اطلاع نہیں دے سکتیں۔ اس لیے سر سلطان کوئی ایسا انتظام کریں کہ جس سے ان کے دشمن ان کا پیچھا چھوڑ جائیں۔ پہلے تو سر سلطان انہیں ٹالتے رہے لیکن پھر انہوں نے دفتر میں آنا جانا شروع کر دیا تو سر سلطان مجبور ہو گئے اور انہوں نے عمران کو بُلا کر اس کی منت کی کہ کسی طرح اس عورت سے ان کی جان چھڑائی جائے۔ عمران نے ان کو واقعی پریشان دیکھ کر بیگم رضا سے ملنے کا وعدہ کر لیا۔ اور سر سلطان کی ساری پریشانی دُور ہو گئی۔ انہوں نے عمران کے سامنے ہی بیگم رضا کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ علی عمران کو ان کے پاس بھیج رہے ہیں وہ ان کا مسئلہ حل کر دے گا۔ اس طرح عمران اب ان کی کوٹھی میں موجود تھا۔ وہ تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ سر سلطان کی دُور کی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے بیگم رضا انتہائی معزز خاتون ہوں گی لیکن پھاٹک سے نکلنے والی لڑکی کا لباس اور اس کے چہرے پر موجود میک اپ اور پھر کوٹھی کے اندر گھومتی پھرتی لڑکیوں اور سب سے زیادہ اس سٹنگ روم کی ڈیکوریشن کا

انداز دیکھ کر اُسے یقیناً بے حد ذہنی کوفت ہو رہی تھی، لیکن ظاہر ہے وہ اب آ گیا تھا تو اس بیگم رضا سے ملے بغیر واپس جانا فضول تھا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر عورت اندر داخل ہوئی۔ اور عمران اُسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا کیونکہ عمر کے اور اپنے رکھ رکھاؤ کے لحاظ سے وہ بیگم رضا ہی لگتی تھیں، لیکن بیگم رضا نے جس انداز کا لباس پہنا ہوا تھا اور جس طرح اس کے چہرے پر میک اپ تھا۔ اُسے دیکھ کر عمران کا جی چاہا کہ وہ فوراً ہی یہاں سے بھاگ جائے۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ سر سلطان کی دُور کی رشتہ دار عورت اس ٹائپ کی بھی ہو سکتی ہے۔

"بیٹھو مسٹر" ـــــ اس عورت نے انتہائی نخوت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور اس طرح سامنے صوفے پر بیٹھ گئی جیسے عمران کی خاطر یہاں تک آ کر اس نے عمران تو کیا اس کی آئندہ سات نسلوں پر احسان کر دیا ہو۔

"بیگم رضا سر سلطان نے آپ سے بات کی ہو گی" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں لیکن اس نے تو کہا تھا کہ وہ انتہائی ذمہ دار آدمی کو بھیج رہا ہے لیکن تم تو مجھے شکل سے ہی مسخرے لگتے ہو" ـــــ بیگم رضا نے بڑے تحقیر آمیز انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ سر سلطان کے بارے میں بھی ایسے بات کر رہی تھی کہ جیسے سر سلطان اس کی کوٹھی کے مالی رہے ہوں۔

"لیکن سر سلطان نے تو مجھے کہا تھا کہ آپ مسخروں کو پسند کرتی ہیں۔ اس لیے مجھے پورا یقین تھا کہ میں بر دکھاوے میں کامیاب ہو جاؤں گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بردکھاوے کیا مطلب" ——— بیگم رضا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے میک اَپ سے لتھڑے ہوئے چہرے پر حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے ۔

"جس طرح خان رضا کسی زمانے میں بردکھاوے میں کامیاب ہوئے ہوں گے" ——— عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ نان سنس۔ احمق۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی ایسی بات کرنے کی" ——— بیگم رضا تو ہتھے سے ہی اُکھڑ گئیں۔ اور بُری طرح چیخنے لگیں ۔

"بالکل بالکل سر سلطان نے مجھے بتا دیا تھا کہ اگر آپ غصے میں آجائیں تو میں سمجھوں کہ میں بردکھاوے میں کامیاب ہو گیا ہوں ۔ لیکن اپنی ایک شرط میں پہلے بتا دوں کہ آپ کو نکاح سے پہلے اپنی تمام جائیداد میرے نام کرانی ہو گی اور ایک بھاری مالیت کا بیمہ بھی کرانا ہو گا۔ تاکہ نکاح کے فوراً بعد اگر آپ وفات پا جائیں تو کم از کم مجھے آپ کی جائیداد تو مل جائے" ——— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا ۔

"اوہ یو فول۔ میں تمہیں گولی مار دوں گی ۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ——— بیگم رضا کی حالت واقعی پاگلوں جیسی ہو گئی ۔ اور وہ اُٹھ کر دروازے کی طرف مڑی ہی تھی ۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ ورنہ" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور بیگم رضا اس کی غراہٹ بھری آواز سنتے ہی تیزی سے مڑی تھیں کہ دوسرے لمحے ان کا غصے سے سرخ پڑا ہوا چہرہ تیزی سے زرد پڑتا گیا کیونکہ عمران کے ہاتھ میں موجود بھاری ریوالور کی خوفناک نالی کا رُخ ان کی طرف تھا

"میرا نشانہ خطا نہیں جاتا ۔ خاموشی سے بیٹھ جاؤ" ——— عمران نے اس طرح غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور بیگم رضا کا جسم بُری طرح کانپنے لگ گیا۔ وہ واقعی بے حد خوفزدہ ہو گئی تھیں ۔

"تت ۔ تت تم کون ہو۔ تم" ——— بیگم رضا کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی ۔

"میں کہہ رہا ہوں صوفے پر بیٹھ جاؤ" ——— عمران کی غراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی اور بیگم رضا ایک دھماکے سے واپس صوفے پر بیٹھ گئیں ۔

"خدا کے واسطے مجھے مت مارو۔ مم مم میں تمہیں منہ مانگی رقم دے دیتی ہوں ۔ اتنی رقم تمہیں شیر خان نے بھی نہ دی ہو گی ۔ مجھے مت مارو ۔ پلیز تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ مجھ پر رحم کرو" ——— بیگم رضا نے بُری طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑفوں ریوالور کو دیکھتے ہی اس طرح غائب ہو گئی تھی کہ جیسے ملمع اتر جانے کے بعد اصل رنگ سامنے آجاتا ہے ۔

"اگر تم اتنی ہی خوفزدہ تھیں تو تم نے اپنی حفاظت کے لیے یہاں لیڈی گارڈ کیوں نہیں رکھے تھے" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں بیگم رضا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"مم مم ۔ میں یہاں نہیں رہتی ۔ صرف تمہاری وجہ سے یہاں آئی تھی میں تو خفیہ مقام پر رہتی تھی ۔ مجھے سر سلطان نے کہا تھا کہ تم آج میرے پاس آؤ گے ۔ مم ۔ مم ۔ مگر" ——— بیگم رضا نے رُک رُک کر اور خوفزدہ سے لہجے میں کہا ۔

"یہ لڑکیاں کون ہیں اور یہاں کیوں رہتی ہیں" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"خان رضا کا خاندانی رواج ہے کہ ان کے گھر میں مرد ملازم نہیں ر
جاتے۔ اس لیے میں نے بھی لڑکیاں ملازم رکھی ہوئی ہیں تاکہ ان کی رُوح
تکلیف نہ پہنچے"۔۔۔۔ بیگم رضا نے جواب دیا۔

"یہ شیر خان کون ہے اور اس کی تم سے کیا دشمنی ہے"۔۔۔۔ عمر
نے کہا۔

"تم۔ تم شیر خان کے آدمی نہیں ہو کیا"۔۔۔۔ بیگم رضا نے آنکھیں
پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے، لیکن تم نے جس تحقیرانہ انداز میں سر سلطا
کے بارے میں بات کی ہے۔ اس کا نتیجہ تو یہی نکلنا چاہیئے تھا کہ اب تک
تمہارے جسم میں کم از کم دس گولیاں اُتر چکی ہوتیں۔ لیکن میں اس لیے
لحاظ کر گیا ہوں کہ سر سلطان نے تمہیں دُور کی رشتہ دار بتایا ہے اور
سُن لو کہ اب اگر تمہارے مُنہ سے سر سلطان کے بارے میں گھٹیا
الفاظ نکلے تو الفاظ ختم ہونے سے پہلے میں ٹریگر دبا دوں گا۔ میں نے اب
تک لاکھوں نہیں تو ہزاروں قتل تو ضرور کیے ہوں گے۔ ان میں اگر ایک
کا اور اضافہ ہو جائے گا تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن سر سلطان میرے
محسن ہیں اور میں اپنے محسنوں کے خلاف کوئی گھٹیا لفظ سُننے کا عادی
نہیں ہوں"۔۔۔۔ عمران نے اُسی طرح انتہائی سنجیدہ اور سرد لہجے میں ک

"تت تت تم قاتل ہو"۔۔۔۔ بیگم رضا اور زیادہ خوفزدہ ہو گئیں۔

"میری بات چھوڑو۔ اور مجھے بتاؤ کہ یہ شیر خان کون ہے اور اس کی
تم سے کیا دشمنی ہے اور اس نے کیا کہا ہے کہ تم نے سر سلطان سے مدد
مانگی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ وہ یہاں آیا تھا تو کسی اور موڈ میں تھا

لیکن یہاں رہنے والی لڑکیوں کو دیکھ کر اور بیگم رضا کے انداز اور گفتگو
نے واقعی اس کا موڈ سخت خراب کر دیا تھا۔

"مم مم۔ میں معافی چاہتی ہوں۔ سر سلطان بے حد معزز آدمی ہیں۔
انہوں نے مہربانی کی ہے کہ تمہیں یہاں بھیجا ہے۔ مگر یہ یہ خوفناک
ریوالور تم جیب میں رکھ لو میری تو اسے دیکھ کر ہی جان نکلی جا رہی ہے"۔۔۔
بیگم رضا نے اُسی طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے
ریوالور واپس جیب میں رکھ لیا۔

"مم۔ مم میں تمہارے لیے کیا منگواؤں۔ میرے پاس ہر قسم کی
شراب موجود ہے"۔۔۔۔ بیگم رضا نے ریوالور عمران کے ہاتھ میں نہ دیکھ
کر قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر
بے اختیار چونک پڑا۔

"تم شراب پیتی ہو"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں واقعی حیرت تھی۔

"ہاں کیوں۔ میرے پاس شراب پینے کا باقاعدہ لائسنس موجود ہے
مجھے ڈاکٹر نے نسخے میں لکھ کر دیا ہوا ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا
میں شراب نہیں پی سکتی۔ میری وسیع جائیداد ہے۔ میری آمدنی لاکھوں
نہیں بلکہ کروڑوں میں ہے۔ میں کیوں نہیں شراب پی سکتی"۔۔۔۔
بیگم رضا آہستہ آہستہ پھر پہلے والی جون میں آتی جا رہی تھیں۔

"تم یہ شراب وغیرہ رہنے دو۔ اور مجھے پوری تفصیل بتاؤ اور یہ بھی
سُن لو کہ میں اپنی بات دوہرانے کا بھی عادی نہیں ہوں اور میرے پاس
اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ میں تمہاری فضول باتیں سُنتا رہوں"۔۔۔۔
عمران کا لہجہ اب پہلے سے بھی زیادہ سرد پڑ گیا تھا۔

"شیرزمان ریاست نیلم نگر کا سب سے بڑا رئیس ہے۔ اپنے گھر میں ہی رہتا
ہے۔ رئیس ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں کا مشہور بدمعاش اور غنڈہ
بھی ہے۔ نیلم نگر کا ہر شخص اس کا نام سنتے ہی خوف سے کانپنے لگتا ہے
خان رضا کی بھی نیلم نگر میں وسیع جائیداد ہے جس کی میں اب مالک ہوں
اور شیرزمان چاہتا ہے کہ یا تو میں یہ ساری جائیداد اس کے ہاتھ بیچ دوں
یا پھر اس سے شادی کر لوں۔ اور اس کی باندی بن کر اس کے پاس رہوں
لیکن میں نے اس کی یہ دونوں باتیں ماننے سے انکار کر دیا۔ میں دراصل
نیلم نگر کی ہی رہنے والی ہوں۔ میرا باپ خان رضا کا سائیس تھا۔ خان رضا
بھی بے حد عیاش آدمی تھا اور اسی عیاشی کی غرض سے اس نے شادی
نہ کی تھی۔ میں جوان تھی۔ پھر خان رضا نے مجھے زبردستی اٹھوا لیا اور اپنے گھر
میں رکھ لیا لیکن میرا باپ شیر خان کے باپ احمد خان کے پاس فریاد لیکر
پہنچ گیا۔ احمد خان نیلم نگر کا سب سے بڑا سردار تھا اور وہ بے حد نیک
اور اچھا آدمی تھا۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ خان رضا نے مجھے زبردستی
اپنے گھر میں ڈال لیا ہے تو اس نے خان رضا کو اپنے آدمیوں کی مدد سے
زبردستی اپنے ڈیرے پر اٹھوا لیا اور خان رضا کو مجبور کر دیا کہ وہ مجھ سے
شادی کرے ورنہ وہ خان رضا کو ہلاک کر دے گا۔ خان رضا اس سے
ڈرتا تھا۔ اس لیے خان رضا نے مجبوراً احمد خان کے ڈیرے پر ہی شادی
کر لی۔ اور احمد خان نے خان رضا کو دھمکی بھی دی کہ اگر اُسے یہ شکایت ملی
کہ اس نے میرے ساتھ کوئی غلط سلوک کیا ہے تو وہ اس پر کُتے چھڑوا
دے گا۔ لیکن خان رضا ظاہر ہے صرف مجھ پر اکتفا نہ کر سکتا تھا۔ اس
نے مجھے نظر انداز کر دیا اور دوبارہ عیاشی شروع کر دی۔ مجھے بھی غصہ

آگیا اور میں نے جا کر احمد خان کو رو رو کر شکایت کر دی۔ احمد خان اپنے
آدمیوں کے ساتھ خان رضا کے ڈیرے پر آیا تو وہاں واقعی عورتیں موجود
تھیں۔ احمد خان نے اپنے آدمیوں کے ذریعے خان کو اس قدر پٹوایا کہ
وہ شدید زخمی ہو گیا اور پھر دو تین روز تک سسک سسک کر مر گیا۔ اس
کے مرنے کے بعد اس کی ساری جائیداد مجھے مل گئی۔ سردار احمد خان نے
خود حکام کو کہہ کر خان رضا کی ساری جائیداد میرے نام چڑھوا دی پھر
جب تک سردار احمد خان زندہ رہا میں سکون سے رہی لیکن سردار احمد
خان کے مرنے کے بعد اس کا اکلوتا بیٹا شیر خان سردار بنا تو وہ اپنے
باپ کے بالکل اُلٹ تھا۔ وہ خان رضا سے بھی زیادہ عیاش تھا۔ اس
نے پہلے تو مجھے شادی کی پیش کش کی، لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ مجھے
معلوم تھا کہ وہ صرف میری جائیداد ہتھیانے کے لیے شادی کر رہا ہے۔ وہ
شادی کے بعد جب ساری جائیداد پر قبضہ کر لے گا تو مجھے مروا دے گا۔ اور
کوئی اُسے پوچھنے والا نہ ہو گا"۔۔۔ بیگم رضا نے جواب دیا۔

"تو اب اس کا کیا حل ہے تمہاری نظروں میں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم اس شیطان کو قتل کر دو۔ جتنا معاوضہ تمہیں چاہیئے میں دے دیتی
ہوں اگر تم نے ہزاروں قتل کیے ہیں تو تمہیں ایک اور قتل کرنے سے کیا
فرق پڑ جائے گا۔ تم زبان سے بولو ایک لاکھ، دو لاکھ، پانچ لاکھ، دس لاکھ،
جتنی رقم تم کہو میں تمہیں دے دیتی ہوں"۔۔۔ بیگم رضا نے پُرجوش لہجے
میں کہا۔

"ٹھیک ہے پہلے میں شیطان کا جائزہ لے لوں پھر تم سے بات ہو گی"۔

عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار بیگم رضا کی کوٹھی سے نکل کر تیزی سے سر سلطان کی کوٹھی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اُسے یقیناً سر سلطان پر غصہ آ رہا تھا کہ انہوں نے اُسے اس تھرڈ کلاس عورت کے پاس بھیج دیا تھا۔

"کیا بات ہے بیٹے خیریت ہے۔ تمہارا چہرہ کیسے ہو رہا ہے"۔۔۔ سر سلطان نے عمران کو دیکھتے ہی حیران ہو کر کہا۔

"مجھے اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے کہ اگر میں ہزاروں افراد کو قتل کر سکتا تھا تو ایک گولی اپنے سر میں کیوں نہیں مار سکا"۔۔۔ عمران نے واقعی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا۔ میں نے تمہیں پہلے کبھی اس موڈ میں نہیں دیکھا"۔۔۔ سر سلطان عمران کے انداز اور بات سے حقیقتاً بیحد پریشان ہو گئے تھے۔

اور عمران نے اُنہیں بیگم رضا کے پاس جانے، وہاں کے حالات اور بیگم رضا کی باتیں سب تفصیل سے سنا دیں۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری بیٹے واقعی میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے مجھے دراصل اندازہ ہی نہ تھا کہ وہ عورت اس قسم کی ہو گی"۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے کہا تھا کہ وہ آپ کے دفتر میں آنے لگ گئی تھی۔ اس کے باوجود آپ اس کی نیچر کو نہیں پڑھ سکے تھے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سر سلطان کو اس طرح شرمندہ دیکھ کر اب اُسے اپنے آپ پر

افسوس ہو رہا تھا کہ آخر اس نے سر سلطان کے سامنے اس قدر جھلاہٹ کا مظاہرہ کیوں کیا تھا۔ اس میں سر سلطان کا کیا قصور تھا کہ اگر بیگم رضا کا وہ سٹینڈرڈ نہ تھا جس کی توقع عمران کو تھی۔

"اس نے فون پر دھمکی دی تھی کہ وہ دفتر آ جائے گی اور آ کر بیٹھ جائے گی جس پر میں گھبرا گیا تھا۔ کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے دفتر میں کس قدر نازک اور پیچیدہ معاملات نمٹانے پڑتے ہیں۔ میں کوئی غیر ضروری ڈسٹربنس ایک لمحے کیلئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ بہر حال اب میں اس سے خود ہی نمٹ لوں گا۔ تم فکر نہ کرو"۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"کیسے نمٹیں گے۔ کیا شادی کا پیغام بھیجیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

"لاحول ولاقوۃ۔۔۔ کیا اس کا اثر تم پر بھی ہو گیا ہے کہ تم نے اب اس طرح کی گھٹیا باتیں کرنی شروع کر دی ہیں"۔۔۔ سر سلطان کا چہرہ واقعی غصے سے سُرخ پڑ گیا تھا۔

"آخر اس میں ہرج ہی کیا ہے سر۔ بے پناہ جائیداد کی مالک ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد عیش کریں گے آپ"۔۔۔ عمران نے ڈھیٹ بنتے ہوئے کہا۔

"تو تم اب مجھ سے اس طرح انتقام لینا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ لو۔ جب میں نے ایک غلطی کی ہے تو اس کی سزا بھی مجھے بھگتنی ہو گی"۔۔۔ سر سلطان نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ سر سلطان اب واقعی ذہنی طور پر جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ گئے ہیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ بس آپ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ یہ

بیگم رضا آپ کی دُور سے رشتہ دار کیسے لگتی ہے۔ آپ کا نیلم نگر سے کیا تعلق ہے"۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے ننھیال نیلم نگر کے تھے۔ اور خان رضا سے دُور کی رشتہ داری تھی۔۔۔ بس۔۔۔ اس عورت کی تو میں نے آج تک شکل ہی نہیں دیکھی"۔۔۔ سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"او۔کے۔ آپ آرام کریں میں ٹائیگر کو نیلم نگر بھیج دوں گا تاکہ اصل حالات معلوم کر آئے۔ اگر واقعی وہ شیر خان قصور وار ہے تو پھر اُسے اتنی سزا تو بہر حال ملنی ہی چاہیئے کہ وہ کسی دوسرے کو ناجائز طور پر تنگ نہ کرے"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری اپنی مرضی ہے کہ تم اس بارے میں کچھ کرنا چاہتے ہو تو کرو۔ بہر حال میری طرف سے اب کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر اس بیگم رضا نے دوبارہ مجھے فون کیا تو میں پولیس کو رپورٹ کر دوں گا۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا"۔۔۔ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران مُسکراتا ہوا اُس کی کوٹھی سے نکلا اور واپس اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا، لیکن اس سے پہلے کہ وہ فلیٹ کی طرف جانے والی سڑک پر مڑتا۔ اس نے ٹائیگر کی کار سامنے سے آتی ہوئی دیکھی تو اس نے کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر اُسے اشارہ کیا اور پھر کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے بھی کار اس کی سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اُتر کر عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز

میں عمران کو سلام کیا۔

"کہاں سے آ رہے ہو۔۔۔ ادھر سائیڈ سیٹ پر آ جاؤ"۔۔۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر گھوم کر سائیڈ سیٹ کی طرف آیا اور پھر دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"میں ایک دوست سے ملنے گیا تھا۔ اب واپس اپنے ہوٹل جا رہا تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کبھی نیلم نگر گئے ہو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نیلم نگر نہیں۔۔۔ گیا تو نہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو اب جاؤ۔ اور وہاں کے سردار شیر خان کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر کے آؤ کہ اس کا کردار کیا ہے۔ اس کی سرگرمیاں کیا ہیں۔ تھوڑا سا بیک گراؤنڈ میں تمہیں بتا دیتا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تم نے وہاں کس انداز کی انکوائری کرنی ہے۔ یہاں ایک بیگم رضا رہتی ہے ایک جاگیردار خان رضا کی بیوہ ہے۔ وہ سر سلطان کی دُور کی رشتہ دار ہے۔ اس نے سر سلطان سے شکایت کی ہے کہ نیلم نگر کا شیر خان اس سے زبردستی اس کی جائیداد خریدنا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس نے دھمکی دی ہے کہ اگر بیگم رضا نے اُسے جائیداد فروخت نہ کی تو وہ اُسے قتل کرا دے گا"۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بیگم رضا وہی ہیں جو مسلم ٹاؤن میں رہتی ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تم اُسے کیسے جانتے ہو"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"زیرزمین دنیا کا کون فرد ہوگا جناب جو آپ سے نہ جانتا ہو۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اب مجھے نیلم نگر جانے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ جس شیر خان کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ یہیں دارالحکومت میں رہتا ہے۔ جائیداد البتہ اس کی نیلم نگر میں ہے۔ اور یہ بتا دوں کہ بیگم رضا اور شیر خان دونوں منشیات کے دھندے میں ملوث ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران حیران رہ گیا۔

"بیگم رضا منشیات کے دھندے میں۔ وہ تو انتہائی ڈرپوک عورت ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی ٹائیگر کی بات سن کر حیران رہ گیا تھا۔

"بیگم رضا۔ خوبصورت لڑکیوں کے ذریعے منشیات بیرون ملک سپلائی کرتی ہے۔ اس کے ایئرپورٹ اور وہاں کے اعلیٰ حکام سے بہت گہرے تعلقات ہیں۔ اور ان تعلقات کی وجہ بھی وہ خوبصورت لڑکیاں ہی ہیں۔ اس لیے زیرِ زمین دنیا میں اس کے گروہ کو بٹر فلائی گروپ کہا جاتا ہے۔ اور شیر خان بھی منشیات سپلائی کرتا ہے، لیکن اس کا کاروبار زیادہ تر ایپ لینڈ سے ہے۔ اور نیلم نگر منشیات کی پیداوار کا گڑھ سمجھا جاتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم نے آج تک مجھے ان منشیات سپلائی کرنے والے گروہوں کے بارے میں کوئی رپورٹ ہی نہیں دی تھی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے ایک بار کہا تھا کہ پاکیشیا سے باہر جانے والی منشیات کی رپورٹنگ نہ کیا کروں۔ صرف ان تنظیموں کے متعلق رپورٹ دیا کروں

جو منشیات باہر سے پاکیشیا سپلائی کرتے ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باہر کے ملکوں کے لوگ بھی انسان ہوتے ہیں۔ میرا مطلب صرف اتنا تھا کہ بڑے گروہوں کی رپورٹ دیا کرو چھوٹے موٹے گروپوں سے نمٹنے کیلئے تو یہاں اور بھی بے شمار ایجنسیاں موجود ہیں"۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں بھی کوئی بڑے گروپ نہیں ہیں۔ اس جیسے تو نجانے اور کتنے گروپ ہوں گے۔ منشیات کی سپلائی تو آج کل سب سے منافع بخش دھندے کی صورت اختیار کر گیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ شیر خان کہاں رہتا ہے۔ اس سے ابھی ملاقات ہو سکتی ہے" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔ رہائش کا تو مجھے علم نہیں۔ کیونکہ کبھی معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ البتہ وہ ریٹا بو کلب کا مستقل ممبر ہے۔ اور اس وقت یقیناً وہیں ہوگا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ریٹا بو کلب۔۔۔ یہ کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سالم روڈ پر نیا بنا ہے۔ اعلیٰ طبقے کا کلب سمجھا جاتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔۔۔ چلو وہاں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس وقت تک رکا رہا جب تک ٹائیگر نے اپنی کار آگے نہ بڑھا دی، اور پھر عمران نے کار اسکے پیچھے لگائی اور دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے ساتھ رکھی ہوئی آرام کرسی پر بیٹھا ہوا ایک لمبا تڑنگا ایکریمین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا اور وہ اُسے پڑھنے میں مصروف تھا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ اس نے رسالہ تہہ کر کے میز پر رکھا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اُٹھا لیا۔

"یس فرانڈس بول رہا ہوں"۔۔۔ نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"راجرک بول رہا ہوں فرانڈس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم راجرک ۔۔۔ خیریت ۔۔۔ کیسے فون کیا"۔۔۔ فرانڈس نے چونک کر کہا۔

"ایک کام ہے تمہارے لیے میرے پاس ۔ اگر کرو تو"۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"ضرور کروں گا ۔۔۔ اگر میرے بس کا ہوا تو"۔۔۔ فرانڈس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"فیس معیار کی ملے گی۔ البتہ کام بڑا نہیں ہے۔ معمولی سا ہے۔ صرف ایک آدمی کو قتل کرنا ہے۔ اور بس ۔۔۔ تمہارا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ تم کام انتہائی برق رفتاری سے کرتے ہو"۔۔۔ راجرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آج کل فارغ ہوں۔ بولو کیا فیس دو گے اور کیسے فنش کرنا ہے"۔۔۔ فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیس تم جو مانگو وہ مل جائے گی۔ لیکن کام شام سے پہلے پہلے مکمل ہو جانا چاہیئے ۔۔۔ ایک آدمی ہے ۔۔۔ رابرٹ جونی ۔۔۔ وہ اقوام متحدہ کے کسی دفتر میں کوئی آفیسر ہے۔ اس کی رہائش گاہ تھرٹی فور ففتھ ایونیو پر ہے۔ اکیلا رہتا ہے۔ اس نے ایک آدمی ڈاکٹر آرسن سے سنٹرل ہسپتال میں آج ہی ملاقات کی ہے۔ اور اس سے چند کاغذات حاصل کیے ہیں۔ ہمارے آدمی دیر سے پہنچے تھے۔ وہ کاغذات لے کر پہلے نکل گیا تھا۔ ڈاکٹر آرسن سے ہی اس کا پتہ معلوم ہوا ہے۔ لیکن وہ فلیٹ بند ہے۔ اور ہم نے وہ کاغذات آج شام سے پہلے پہلے اس سے ہر حال حاصل کرنے ہیں۔ اور اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے ۔۔۔ بس یہ کام ہے"۔ راجرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اُسے میں تلاش بھی کروں۔ اس سے کاغذات بھی لوں اور اُسے فنش بھی کر دوں۔ اور یہ سارا کام شام سے پہلے مکمل بھی ہو جائے"۔۔۔ فرانڈس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ اور اس بات کے پیش نظر تو تمہارا انتخاب کیا گیا ہے ورنہ تم جانتے تو ہو کہ یہ میرے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے" ـــ راجرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کے کاغذات ہیں ـــ کوئی تفصیل" ـــ فرانڈس نے پوچھا۔

"ایک ڈائری ہے۔ نیلے رنگ کی جلد والی۔ بس اتنا ہی معلوم ہے"۔ راجرک نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ وغیرہ تو بتاؤ" ـــ فرانڈس نے پوچھا۔ اور جواب میں راجرک نے حلیہ بتا دیا۔

"او۔ کے ـــ دس لاکھ ڈالر ہوں گے اس کام کے۔ ڈائری تمہیں رات کو مل جائے گی" ـــ فرانڈس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ ڈائری میرے کلب آ کر مجھے ہی دینا۔ رقم کہو تو تمہاری رہائش گاہ پر بھجوا دی جائے۔ چاہو تو تمہارے بنک اکاؤنٹ میں جمع کرا دی جائے" ـــ راجرک نے کہا۔

"بنک اکاؤنٹ میں جمع کرا دینا" ـــ فرانڈس نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے او۔ کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔

فرانڈس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میں جونی بول رہا ہوں" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

"فرانڈس بول رہا ہوں جونی" ـــ فرانڈس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس" ـــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اسی طرح سپاٹ تھا۔

"ایک حلیہ بتا رہا ہوں۔ اسے نوٹ کر لو" ـــ فرانڈس نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے وہ حلیہ بتا دیا جو راجرک نے اسے بتایا تھا۔

"یس" ـــ جونی نے کہا۔

"اس کی رہائش گاہ کا پتہ بھی نوٹ کر لو ـــ تھرٹی فور ففتھ ایونیو۔ نام ہے ـــ رابرٹ جونی ـــ اقوام متحدہ کے کسی دفتر میں آفیسر ہے۔ میں نے اسے شام سے پہلے پہلے ہر صورت میں فنش کرنا ہے ـــ سمجھ گئے" ـــ فرانڈس نے کہا۔

"ہو جائے گا کام" ـــ جونی نے کہا اور فرانڈس نے او۔ کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ وہ جونی اور اس کے گروپ کے ساتھیوں سے واقف تھا۔ وہ بھوسے کے ڈھیر سے سوئی اور انسانوں کے جنگل میں کسی بھی آدمی کو تلاش کر لینے کا ماہر تھا۔ اس کے پاس اس قدر بڑی تنظیم تھی کہ وہ ایسے کام بعض اوقات اس قدر جلدی سرانجام دے لیا کر لیا تھا کہ فرانڈس کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ آدمی جونی کے ساتھ ہی بیٹھا رہتا ہو۔ فرانڈس کے ساتھ اس کی فیس طے تھی۔ ایک لاکھ ڈالر ـــ اور جونی کو معلوم تھا کہ جیسے ہی اس نے آدمی کو تلاش کر لیا ایک لاکھ ڈالر خود بخود اس کے اکاؤنٹ میں جمع ہو جائیں گے۔ فرانڈس نے دوبارہ رسالہ اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ رسالے میں تحریر کم اور نیم عریاں عورتوں کی تصویریں زیادہ تھیں۔ اور فرانڈس بڑی دلچسپی اور باریک بینی سے ایک ایک تصویر کو اس طرح دیکھ رہا

تھا جیسے اس نے ان میں سے اپنے لیے رشتے کا انتخاب کرنا ہو۔ ابھی وہ رسالہ دیکھنے میں محو تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور فرانڈس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ فرانڈس بول رہا ہوں" ۔۔۔ فرانڈس نے کہا۔

"جونی بول رہا ہوں ۔۔۔ کام ہوگیا ہے ۔۔۔ رابرٹ جونی اس وقت ففتھ ایونیو کے فلیٹ نمبر ون زیرو ون میں موجود ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مگر اس کا فلیٹ تو تھرڈ فور تھا" ۔۔۔ فرانڈس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن وہ کسی وجہ سے ون زیرو ون میں چھپا ہوا ہے" ۔۔۔ جونی نے جواب دیا۔

"گڈ شو جونی تم واقعی کمال کے آدمی ہو۔ کس طرح معلوم کر لیا تم نے" ۔۔۔ فرانڈس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے جونی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"کوئی لمبا چکر نہیں چلا۔ اس بلڈنگ کے چوکیدار کو رقم دی گئی۔ اس نے بتا دیا ۔۔۔ بس" ۔۔۔ دوسری طرف سے جونی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ شکریہ" ۔۔۔ فرانڈس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جب وہ باہر نکلا تو اس کا چہرہ اور لباس بدل چکا تھا۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ففتھ ایونیو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ففتھ ایونیو رہائشی فلیٹس پر مشتمل ایک چار منزلہ عمارت تھی۔ اور خاصی

مشہور تھی۔ عمارت میں پہنچ کر فرانڈس نے کار پارکنگ میں روکی۔ اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ میں داخل ہونے سے قبل اس نے سائیڈ پر لگے ہوئے فلیٹس نمبروں کی تفصیل چیک کی تو فلیٹ نمبر ون زیرو ون دوسری منزل پر تھا ۔۔۔ وہ لفٹ میں داخل ہوا اور اس نے دوسری منزل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ دوسری منزل پر پہنچ چکا تھا۔ ون زیرو ون فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ اور اس کے باہر موجود نیم پلیٹ بھی خالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ فلیٹ خالی ہے۔ فرانڈس نے جیب سے ایک باریک سی تار نکالی اور دروازے کے لاک کے سوراخ میں ڈال کر اس نے اسے آہستہ سے گھمانا شروع کر دیا۔ اس وقت منزل پر آمد و رفت نہ تھی کیونکہ یہاں اکیلے لوگ رہتے تھے اور ظاہر ہے وہ دفتروں میں گئے ہوئے ہوں گے۔ فرانڈس نے دستک اس لیے نہ دی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ رابرٹ جونی چونکہ چھپا ہوا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے اس نے باوجود دستک کے دروازہ نہیں کھولنا اور یہی تاثر دینا ہے کہ اندر کوئی موجود نہیں ہے ۔۔۔ کیونکہ باہر نیم پلیٹ بھی خالی تھی۔ اس لیے فرانڈس نے تار کی مدد سے لاک کھولنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ فرانڈس ایسے کاموں میں ماہر تھا۔ اس لیے اس نے آہستہ سے دو تین بار تار گھمائی تو ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی۔ اور فرانڈس نے مسکراتے ہوئے تار باہر نکالی اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے ہینڈل کو دبا کر اس نے تیزی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک

پڑا۔ کیونکہ کمرہ خالی تھا۔ اس نے تیزی سے مڑ کر دروازہ بند کیا اور پھر
دبے قدموں آگے بڑھتا گیا۔ اُسی لمحے اُسے سائیڈ پر موجود باتھ روم
کے دروازے کی نچلی درز سے روشنی نکلتی دکھائی دی اور اندر سے پانی
گرنے کی ہلکی سی آواز بھی سُنائی دے رہی تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ
تیرنے لگی۔ وہ اطمینان سے باتھ روم کی سائیڈ پر ایک کٹاؤ میں اس طرح
کھڑا ہو گیا کہ باتھ روم سے نکلنے والے کی اس پر فوری نظر نہ پڑ سکتی تھی۔
تقریباً دس منٹ بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا اور بھاری قدموں کی آواز
اسی کٹاؤ کی طرف آتی سُنائی دی۔ فرانڈس دیوار کے ساتھ چپک سا گیا
چند لمحوں بعد ایک بھاری جسم اور درمیانے قد کا آدمی اس کے سامنے
سے گزرنے لگا۔ اس نے مڑ کر بھی اس طرف نہ دیکھا تھا جس طرف
فرانڈس کھڑا تھا۔ شاید اس کے تصوّر میں بھی نہ تھا کہ بند فلیٹ کے
اندر بھی کوئی آسکتا ہے۔ وہ آدمی جیسے ہی آگے بڑھا۔ فرانڈس نے ہاتھ
میں پکڑے ہوئے بھاری ریوالور کو نال سے پکڑا۔ اور دوسرے لمحے آگے
بڑھ کر اس نے پوری قوت سے ریوالور کا دستہ آگے جاتے ہوئے اس
آدمی کے سر پر مار دیا۔ وہ آدمی چیخ مار کر اُچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر
تیزی سے اُٹھنے ہی لگا تھا کہ فرانڈس نے لات چلائی اور اس کے
بوٹ کی ٹو اس آدمی کی کنپٹی پر پڑی اور اس بار وہ بے حس و حرکت
ہو گیا۔ فرانڈس نے ایک طویل سانس لے کر ریوالور کو جیب میں ڈالا
اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اُسے سیدھا کیا تو اس کے چہرے پر اطمینان
کے تاثرات اُبھر آئے کیونکہ حُلیے کے مطابق وہ واقعی رابرٹ جونی ہی تھا۔
اس نے اس کی نبض دیکھی۔ لیکن نبض کی رفتار بتا رہی تھی کہ اگر اُسے ہوش

نہ دلایا جائے تو خود بخود اُسے دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آسکتا
چنانچہ وہ اطمینان سے واپس مڑا اور اس نے سب سے پہلے بیرونی دروازے
کو اندر سے لاک کیا۔ اور پھر اس نے فلیٹ میں کوئی رسّی تلاش کرنی
شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ سٹور سے رسّی کا ایک بنڈل برآمد
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے رابرٹ جونی کو اٹھا کر ایک کرسی
پر بٹھایا اور پھر اس کے ہاتھ اور پیر رسّی سے باندھ کر باقی رسّی سے اس
نے اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کی طرف سے
اطمینان ہو جانے کے بعد فرانڈس نے پہلے اس کے لباس کی تلاشی لی۔
لیکن جیبوں میں سوائے چند کاغذات اور کرنسی کے اور کچھ نہ تھا۔
اُسے چونکہ نیلی جلد والی ڈائری کی تلاش تھی۔ چنانچہ اس نے فلیٹ کی
تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن مکمل تلاشی کے باوجود اُسے اس ڈائری
کا جب کہیں پتہ نہ چلا تو وہ مجبوراً رابرٹ جونی کی طرف آیا۔ اور دوسرے
لمحے اس نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چوتھے زوردار
تھپڑ کے بعد رابرٹ جونی بے اختیار چیختا ہوا ہوش میں آگیا تو فرانڈس
نے ایک کرسی گھسیٹی اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ رابرٹ جونی خوف
اور حیرت کے ملے جلے انداز میں اُسے دیکھ رہا تھا۔

"تت ــــ تت تم کون ہو۔ اور اندر کیسے آئے" ــــ رابرٹ
جونی نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام رابرٹ جونی ہے ــــ اور تم آج ہسپتال میں ایک آدمی
ڈاکٹر آرسن سے ملے جس نے تمہیں نیلے رنگ کی جلد والی ایک ڈائری
دی۔ وہ ڈائری کہاں ہے" ــــ فرانڈس نے اس کے سوال کا جواب

دینے کی بجائے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"مم ——— مم میرا نام تو انتھونی ہے۔ میں تو کسی ڈاکٹر آرسن کو نہیں جانتا" ——— اس آدمی نے رُک رُک کر کہا۔
"او۔ کے ——— پھر غلط آدمی کو زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے۔ تم تو چھٹی کرو میں رابرٹ جونی کو خود ہی تلاش کر لوں گا" ——— فرانڈس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور جیب سے وہی بھاری سائلنسر لگا ریوالور نکالا اور اس نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں اس کی لمبی نال رابرٹ جونی کی پیشانی پر رکھ دی۔ اس کی آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی کہ رابرٹ جونی بے اختیار چیخ پڑا۔
"رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ میں ہی رابرٹ جونی ہوں" ——— رابرٹ جونی نے انتہائی خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"سنو رابرٹ جونی۔ میرے پاس قطعی وقت نہیں ہے۔ مجھے تمہاری زندگی ختم کرنے کا بھی کوئی شوق نہیں ہے۔ اگر تم مجھے وہ ڈائری دے دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہارا حشر انتہائی عبرت ناک بھی ہو سکتا ہے" ——— فرانڈس کا لہجہ واقعی انتہائی سرد اور بے رحمانہ تھا۔
"میں نے ڈائری اپنے دفتر میں رکھی ہوئی ہے۔ وہ کل صبح مل سکتی ہے" ——— رابرٹ جونی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو ٹھیک ہے شوق سے مر جاؤ۔ مجھے کیا اعتراض ہے" ——— فرانڈس نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر موجود اُنگلی کو آہستہ سے حرکت دی تو رابرٹ

جونی بے اختیار چیخ پڑا۔ نہ صرف اس کا چہرہ بلکہ پورا جسم پسینے سے بھیگ گیا تھا۔ آنکھیں خوف کی شدت سے بُری طرح پھٹ گئی تھیں۔
"رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ مت مارو۔ میں دے دیتا ہوں ڈائری" ——— رابرٹ جونی نے چیختے ہوئے کہا اور فرانڈس نے بغیر کوئی لفظ کہے ریوالور کو ذرا سا پیچھے ہٹا لیا۔
"بولو کہاں ہے" ——— فرانڈس نے سرد لہجے میں کہا۔
"باتھ روم کی فلیش ٹینکی میں۔ مگر مجھے مت مارنا" ——— رابرٹ جونی نے کانپتے ہوئے کہا۔ اور فرانڈس چونک پڑا۔
اس نے واقعی باتھ روم کو تو چیک ہی نہ کیا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور قدم بڑھاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور واقعی چند لمحوں بعد فلیش ٹینکی سے ڈائری برآمد ہو چکی تھی۔ اس کے اوپر پلاسٹک اس طرح لپٹا گیا تھا کہ اندر پانی نہ جا سکے۔ اس نے وہ پلاسٹک علیحدہ کیا اور پھر ڈائری کو کھول کر دیکھنے لگا۔ لیکن ڈائری کے ورق پر تحریر شدہ عبارتیں اس کی سمجھ میں نہ آئیں تو اس نے ڈائری بند کی اور اُسے جیب میں ڈال کر وہ باتھ روم سے نکلا اور دوبارہ رابرٹ جونی کی طرف آ گیا۔ جو اُمید بھری نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔
"اس ڈائری میں کیا درج ہے" اور تم نے اسے کسے دینا تھا۔ اور وہ ڈاکٹر آرسن کون ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ تو تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا" ——— فرانڈس نے سرد لہجے میں کہا۔
"مم۔ میرا تعلق بلیو ربن سے ہے۔ میں سیکشن چیف ہوں۔ یہ اقوامِ متحدہ کے تحت قائم ایک ادارہ ہے۔ جو پوری دُنیا میں منشیات پھیلانے

والے گروہوں کا سراغ لگایا ہے۔ ڈاکٹر آرسن ریسرچ آفیسر ہے۔ اُسے اپ لینڈ بھیجا گیا تھا تاکہ وہاں موجود منشیات کے گروہوں کا سراغ لگا سکے۔ وہاں اُسے زخمی کر دیا گیا اور وہ چھپ چھپا کر یہاں پہنچ گیا۔ اس ڈائری میں اس نے وہاں کے گروہوں کے بارے میں معلومات لکھی ہیں جو مخصوص کوڈ میں ہیں۔ میں نے یہ ڈائری کل دفتر میں ڈی کوڈ کرنے والے سیکشن کے حوالے کرنی تھی لیکن مجھے اطلاع مل گئی کہ میرے جانے کے بعد کسی نے ڈاکٹر آرسن کو ہلاک کر دیا ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ دشمن اس ڈائری کے پیچھے لگے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ میں اپنے فلیٹ کے بجائے اس خالی فلیٹ میں آکر چھپ گیا تاکہ رات یہاں گزار کر صبح سیدھا دفتر چلا جاؤں گا"۔۔۔۔ رابرٹ جونی نے جلدی سے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"دفتر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگلے جہان بھیج دیتا ہوں تمہیں"۔۔۔۔ فرانڈس نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ اس کا ریوالور والا ہاتھ بلند ہوا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی رابرٹ جونی کے منہ سے چیخ نکلی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ بھاری گولی نے اس کی کھوپڑی کو توڑ دیا تھا۔ فرانڈس نے ریوالور کو جیب میں رکھا اور اس طرح مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے اس نے کسی انسان کی بجائے کسی ضرر رساں کیڑے کو ہلاک کیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس بلڈنگ سے نکل کر دوبارہ اپنی رہائش گاہ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ رہائش گاہ پہنچ کر اس نے میک اپ اور لباس تبدیل کیا۔ اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ راجرک بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے راجرک کی آواز سنائی دی۔

"فرانڈس بول رہا ہوں راجرک"۔۔۔۔ فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیا بات ہے۔ کچھ پتہ چلا اس رابرٹ جونی کا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے راجرک نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہ صرف پتہ چل گیا ہے۔ بلکہ وہ اب تک عالم بالا تک بھی پہنچ چکا ہو گا۔ ڈائری میرے پاس موجود ہے۔ اگر کہو تو ابھی دے دوں۔ اور چاہو تو رات کو ساتھ لے آؤں۔ یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے"۔۔۔۔ فرانڈس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"واہ واہ فرانڈس تم واقعی باکمال آدمی ہو۔ کہاں سے فون کر رہے ہو۔ رہائش گاہ سے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے راجرک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔۔۔۔ فرانڈس نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ تمہارا فون آنے سے پہلے میں رقم جمع کرانے کے لیے کہنے ہی والا تھا۔ اب میں رقم ساتھ ہی لے آتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے لے آؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔ فرانڈس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجا دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"جیک گرین کلب کا راجرک آرہا ہے۔ اُسے فوراً میرے پاس لے آنا"—— فرانڈس نے آنے والے سے کہا۔

"یس باس"—— نوجوان نے جواب دیا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اور فرانڈس ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود شراب کی بے شمار بوتلوں میں سے ایک بوتل نکالی اور اس کا ڈھکنا اُتار کر اُس نے اُسے مُنہ سے لگایا اور پھر اس وقت تک اس نے بوتل منہ سے علیحدہ نہ کی جب تک بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ تک اس کے مُنہ سے نیچے نہ اُتر گیا۔ یہ اس کی پُرانی عادت تھی۔ جب بھی وہ کسی آدمی کو قتل کرتا تھا تو ہمیشہ واپس آکر شراب کی پوری بوتل پی لیتا تھا۔ خالی بوتل ایک طرف ٹوکری میں اچھال کر وہ مڑا اور دوبارہ اسی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ جہاں وہ راجرک کا فون ملنے سے پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

"کس قدر فائدہ مند دھندہ ہے۔ ڈیڑھ دو گھنٹوں میں دس لاکھ ڈالر کما لیے۔ ایک لاکھ جونی کے نکال کر نو لاکھ بچ گئے"—— فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میز پر اوندھا پڑا رسالہ دوبارہ اُٹھا لیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اُس کے چہرے پر عیّاری اور مکاری جیسے ثبت نظر آرہی تھی۔

"ہیلو فرانڈس"—— آنے والے نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آؤ راجرک بیٹھو"—— فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تم واقعی بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس قدر مشکل کام تم اس قدر جلد نمٹا دو گے"—— راجرک نے مصافحہ کر کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جب کام کرنا ہی ہے تو پھر اس میں دیر لگانے کا کیا فائدہ"—— فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجرک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کوٹ کی جیب سے اس نے بھاری مالیت کے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکالی اور فرانڈس کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو اپنی رقم گن لو"—— راجرک نے کہا۔

"ارے چھوڑو—— مجھے معلوم ہے کہ تم با اصول آدمی ہو"—— فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجرک کے ہاتھ سے گڈی لے کر اس نے لاپرواہی سے اُسے میز پر اچھال دیا۔

"یہ لو ڈائری"—— دوسرے لمحے اس نے جیب سے نیلے رنگ کی جلد والی ڈائری نکال کر راجرک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور راجرک نے ڈائری اس کے ہاتھ سے یوں جھپٹی جیسے ڈائری میں کسی بہت بڑے خزانے کا راز موجود ہو۔ اس نے جلدی سے ڈائری کھولی اور اس پر سرسری سی نظریں ڈال کر اس نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا اور ڈائری بند کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"او۔کے—— اب مجھے اجازت دو"—— راجرک نے کہا۔

"ارے بیٹھو۔ کچھ پی لو۔ آخر اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ویسے بھی اب اَپ لینڈ کے منشیات فروشوں کے بارے میں راز بھاگ تو نہیں جائیں گے"—— فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اُٹھ کر دوبارہ اُس الماری

کی طرف بڑھ گیا جہاں سے اس نے پہلے بوتل نکالی تھی اور راجرک کا چہرہ یک لخت سکڑ سا گیا۔

"کیا تم نے ڈائری کو پڑھا ہے" ——— راجرک نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کوشش تو کی تھی کہ معلوم تو ہو سکے کہ آخر اس میں ایسی کیا چیز ہے کہ راجرک جیسا کنجوس آدمی اس کی خاطر اس قدر بھاری رقم دے رہا ہے۔ لیکن تحریر تو نہ پڑھی جا سکی۔ البتہ اس رابرٹ جونی نے بتایا ہے کہ اس میں کسی ایشیائی ملک اَپ لینڈ کے منشیات کے گروہوں کے متعلق معلومات موجود ہیں" ——— فرانڈس نے الماری سے بوتل اُٹھا کر مڑتے ہوئے بڑے مسکراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"لیکن آج سے پہلے تو یہی کہا جاتا تھا کہ تم صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہو۔ کبھی دوسرے کے کام میں مداخلت نہیں کرتے" ——— راجرک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"انسان تو ہوں کبھی کبھی تجسس جاگ اُٹھتا ہے۔ بہرحال یہ لو۔ یہ جام پیو۔ ظاہر ہے۔ منشیات کا کروڑوں ڈالر کا دھندہ ہو گا جو تم نے لاکھوں ڈالر ہی کے حصول کے لیے دے دیئے" ——— فرانڈس نے مسکراتے ہوئے کہا اور جھک کر اس نے بوتل کھول کر میز پر رکھے ہوئے ایک جام میں شراب انڈیلتے ہوئے کہا۔

"تم نے بے اُصولی کی ہے فرانڈس۔ اور اس بے اُصولی کی سزا موت ہے" ——— راجرک کی انتہائی سرد آواز گونجی اور فرانڈس نے چونک کر سر اُٹھایا ہی تھا کہ راجرک کے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ریوالور سے

ٹھک کی آواز سُنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فرانڈس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اُلٹ کر کُرسی پر گرا اور پھر کُرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔ اس دوران اس کا ہاتھ لاشعوری طور پر کوٹ کی جیب میں رینگ گیا تھا لیکن اُسی لمحے راجرک نے دوسرا فائر کر دیا اور اس بار گولی فرانڈس کی پیشانی میں سُوراخ کر گئی۔ اور اس کی کھوپڑی بالکل اُسی طرح ٹوٹ گئی جیسے رابرٹ جونی کی ٹوٹی تھی۔

"ہونہہ۔ رقم بھی بھاری لیتے ہو اور بے اُصولی بھی کرتے ہو" ——— راجرک نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی اپنی دی ہوئی نوٹوں کی گڈی اُٹھائی اور اُسے جیب میں ڈالتے ہوئے وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور فرانڈس کا ملازم تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ راجرک نے ہاتھ میں موجود ریوالور کا ٹریگر دبا دیا اور ملازم سینے پر گولی کھا کر وہیں دروازے میں ہی گرا اور تڑپنے لگا۔ راجرک نے بڑے مطمئن سے انداز میں دوسرا فائر کیا اور ملازم ساکت ہو گیا۔

"اچھا ہوا تم خود ہی یہاں آ گئے ورنہ تمہیں تلاش کرنے میں کافی وقت ضائع ہو جاتا" ——— راجرک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ملازم کی لاش کو پھلانگتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

جواب دیا اور آغا بے اختیار ہنس دیا۔

"بہت شیطان ہو تم"۔۔۔ آغا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مرید کن کا ہوں"۔۔۔ توصیف نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور آغا اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ حالانکہ عام حالات میں وہ بے حد سنجیدہ رہتا تھا۔

"آپ نے مجھے شیطان بنا دیا ہے حالانکہ مجھ سے زیادہ نیک مُرید آپ کو نہیں ملے گا۔ ابھی دو روز پہلے میں نے اپنی جیب سے خرچہ کر کے نیکی کا کام کیا ہے"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں بھی سُنوں کہ تم نے ایسی کون سی نیکی کر ڈالی ہے کہ جس کی تم باقاعدہ مثال دینے پر اُتر آئے ہو"۔۔۔ آغا نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف نے اُسے ڈاکٹر آرسن کا رقعہ ملنے سے لیکر ڈاکٹر آرسن کی ایکریمیا روانگی تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"کم از کم اس سے یہ تو پوچھ لیا ہوتا کہ اس نے یہاں کس گروپ کے خلاف کام کیا ہے"۔۔۔ آغا نے چونک کر کہا۔

"اب اتنی بھی نیکی کا میں قائل نہیں ہوں کہ ڈاکٹر آرسن کی طرح گردن پر زہریلا تیر کھانے کا منصوبہ بنا لوں۔ وہ غریب الدیار اور بے یار و مددگار تھا۔ نیکی کا کام کرنے آیا تھا اس لیے میں نے اس کے ساتھ نیکی کر دی"۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے۔ اس نے تم سے غلط بیانی کی ہو۔ اس کا تعلق بھی کسی بین الاقوامی منشیات فروشوں کے گروہ سے ہو"۔۔۔ آغا نے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا جناب تو پھر وہ اکیلا نہ ہوتا۔ یا اکیلا ہوتا تو فون کر کے

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاۃ"۔۔۔ توصیف نے کمرے میں داخل ہوتے ہی پورے خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہو کہا۔ اور میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا آغا بے اختیار مسکرا دیا۔

"وعلیکم السلام۔ خیریت ہے۔ آج تم بڑے موڈ میں نظر آ رہے ہو کہیں شہلا سے شادی کی تاریخ تو طے نہیں ہو گئی"۔۔۔ آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک خلیفہ اور پیر دونوں کی شادی نہیں ہو جاتی مجھ جیسے مُرید کی شادی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔ یہ تو پیری مُریدی کے ادب آداب کے خلاف ہے"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خلیفہ اور پیر۔ کیا مطلب"۔۔۔ آغا نے حیران ہو کر کہا۔

"عمران صاحب پیر اور آپ ان کے خلیفہ"۔۔۔ توصیف نے

اپنی تنظیم کے آدمی منگوالیتا۔ اور دوسری بات یہ کہ اس نے ایکریمیا پہنچ کر ہسپتال سے مجھے باقاعدہ فون کیا اور میرا شکریہ ادا کیا۔ اگر وہ مجرم ہوتا تو ظاہر ہے ایسا کیوں کرتا" ——— توصیف نے کہا۔

"کب فون کیا تھا" ——— آغا نے پوچھا۔

"آج ہی صبح دس بجے فون آیا تھا اس کا" ——— توصیف نے جواب دیا

"یہ زہریلے تیر مارنے والی بات میری سمجھ تو نہیں آئی۔ یہ کام تو جنگلوں میں رہنے والے قبائل کرتے ہیں۔ یہاں تو اُسے گولی ماری جاسکتی تھی اور اگر گولی کی آواز کا خطرہ تھا تو سائیلنسر لگا ریوالور بھی استعمال کیا جاسکتا تھا" ——— آغا نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"یہاں بھی تو قبائلی بے شمار ہیں۔ اور منشیات میں ایسے لوگ بھی ملوث ہوسکتے ہیں۔ اور جہاں تک میں نے سوچا ہے۔ اُسے کافی دُور سے نشانہ بنایا گیا تھا۔ اور ہوسکتا ہے ان کے پاس سائیلنسر لگی دور مار بندوق نہ ہو۔ اس لیے ایروگن استعمال کی گئی ہو" ——— توصیف نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے اس کی اطلاع راجندر سنگھ کو دے دینی چاہیئے۔ مقامی سیکرٹ سروس خود ہی انہیں تلاش کرلے گی" ——— آغا نے کہا

"نہیں اس طرح وہ بے چارہ لالو ویٹر قابو میں آجائے گا۔ چھوڑیں یہ ہمارا دردِ سر نہیں ہے۔ میں نے اس لیے آپ کو نہیں بتایا تھا کہ آپ اسے مسئلہ بنا کر بیٹھ جائیں" ——— توصیف نے اُکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس ہسپتال کا نمبر پوچھا تھا تم نے، جہاں وہ ڈاکٹر آرسن داخل

ہے" ——— آغا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں" ——— توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"میں اس سے خود بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم یہاں فارغ تو ہیں اگر کوئی نیکی کا کام کردیں تو کیا حرج ہے۔ آخر یہ منشیات انسانوں کیلئے تباہ کُن تو ہے" ——— آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ تمہیں واقعی نیکی کا ڈھنڈورا پیٹنا پسند نہیں ہے۔ ورنہ یہ مصیبت نہ آتی۔ بہرحال ٹھیک ہے اب اپنے کیئے کا تو کوئی علاج نہیں ہے" ——— توصیف نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ اور آغا ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"اب وہ نمبر بتا بھی دو۔ یہ دُعائیں وغیرہ بعد میں مانگ لینا" ——— آغا نے کہا اور توصیف نے اُسے نمبر بتا دیا۔ آغا نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اُٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کردیئے۔ پہلے اس نے ایکریمیا کا رابطہ نمبر ڈائل کیا، پھر ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کا اور آخر میں توصیف کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کردیئے۔

"سنٹرل ہاسپٹل" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سُنائی دی۔

"میں ایپ لینڈ سے بول رہا ہوں۔ یہاں ہمارے ایک دوست ڈاکٹر آرسن داخل ہیں۔ ان کے جسم میں زہر پھیل گیا تھا۔ ان سے بات چیت کرنی ہے تاکہ بیمار پرسی کی جاسکے" ——— آغا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔ ڈاکٹر آرسن کو نامعلوم افراد نے ابھی دو گھنٹے پہلے

گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے“ ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور آغا بے اختیار
چونک پڑا۔

”اوہ ویری سیڈ ـــــ کیا قاتل پکڑے گئے ہیں“ ـــــ آغا
نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”پولیس انکوائری کر رہی ہے۔ جناب“ ـــــ دوسری طرف سے
کہا گیا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔ آغا نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اور لاؤڈر پر ڈاکٹر آرسن کی موت کی خبر
توصیف بھی سن چکا تھا۔ اس لیے اس کے چہرے پر بھی حزن و ملال
کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر آرسن نے یہاں کوئی خاص بات
دریافت کر لی تھی۔ اس لیے قاتل اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے یہاں
وہ کسی وجہ سے اس کا سراغ نہ لگا سکے تو وہ ایکریمیا پہنچ گئے۔ لیکن
ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے“ ـــــ آغا نے سوچنے کے سے انداز
میں کہا۔

”اس نے ضرور یہاں کے کسی خاص گروہ کا پتہ چلا لیا ہو گا ـــــ
ٹھیک ہے۔ اب ڈاکٹر آرسن کی اس طرح موت کے بعد مجھے اس
کیس پر کام کرنا ہو گا“ ـــــ توصیف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے ضرور کام کرو۔ فارغ رہنے سے بہتر ہے کہ ہم کسی
نہ کسی ایسے کام میں مصروف رہیں جس سے معاشرے میں پھیلتی ہوئی
خرابیاں دور ہو سکیں۔ لیکن ابھی بیٹھو۔ اس تیر کے سلسلے میں میرے

ذہن میں ایک بات آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی خاص کلیو
مل جائے“ ـــــ آغا نے کہا اور توصیف دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ آغا
نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ـــــ آرچرڈ کلب“ ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”آرچرڈ سے بات کراؤ ـــــ میں اس کا دوست راشد علی خان بول
رہا ہوں“ ـــــ آغا نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ کریں“ ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد
ایک آواز سنائی دی۔

”ہیلو ـــــ آرچرڈ بول رہا ہوں“ ـــــ بولنے والے کے لہجے
میں ہلکی سی کرختگی تھی۔

”ارشد علی خان بول رہا ہوں آرچرڈ ـــــ تم نے ایک بار ذکر
کیا تھا کہ تمہارا کوئی دوست ایروگن کا ماہر ہے۔ کیا نام ہے اس کا“ ـــــ
آغا نے کہا۔

”کیوں خیریت ـــــ کیا ضرورت پڑ گئی اس کی۔ کسی کو قتل کرانا
ہے“ ـــــ آرچرڈ نے کہا۔

”تم بتاؤ تو سہی“ ـــــ آغا نے کہا۔

”اس کا نام قاسم ہے ـــــ پیشہ ور قاتل ہے۔ عام طور پر اسے
ریڈ ایرو کے نام سے پکارا جاتا ہے“ ـــــ آرچرڈ نے جواب دیا۔

”اس سے ملاقات کہاں ہو سکتی ہے“ ـــــ آغا نے کہا۔

”کبھی کبھار کلب آتا ہے۔ ویسے مجھے اس کے ٹھکانے کا پتہ
نہیں ہے۔ آخر مسئلہ کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ“ ـــــ آرچرڈ

نے کہا۔

"میں اس سے ایروگن سے نشانہ بازی کا فن سیکھنا چاہتا ہوں" ——— آغا نے کہا اور دوسری طرف سے آرچرڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"او۔کے ——— اگر کبھی آیا تو میں اس سے بات کروں گا" ——— آرچرڈ نے کہا اور آغا نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"بالکل اس آدمی نے ڈاکٹر آرسن پر وار کیا تھا کیونکہ لالووریٹ مجھے بتایا تھا کہ جو تیر ڈاکٹر آرسن کے گلے میں لگا تھا۔ اس کے پیچھے سرخ رنگ کے پر لگے ہوئے تھے۔ اور شاید یہ ریڈ ایرو نشانی کیلئے سرخ پر استعمال کرتا ہو گا۔ اس لیے ہی ریڈ ایرو کہلاتا ہے۔ ٹھیک ہے اب میں اسے تلاش کر لوں گا" ——— توصیف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور آغا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریٹا لو کلب واقعی اپنی جدید ترین تعمیر اور خوبصورتی کی وجہ سے بے حد شاندار نظر آ رہا تھا۔ کلب کی پارکنگ میں رنگ برنگی جدید ماڈلوں کی کاروں کا میلہ سا لگا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے اپنی کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی کار روک کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ کلب میں چونکہ داخلے پر کوئی پابندی نہ تھی اس لیے گیٹ پر انہیں روکا نہیں گیا۔ وسیع و عریض ہال ماڈرن عورتوں اور مردوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا اور باوردی ویٹر تیزی سے حرکت کرتے نظر آ رہے تھے۔

"یہاں تو نظر نہیں آ رہا۔ شاید کسی خاص کمرے میں ہو۔ میں معلوم کرتا ہوں" ——— ٹائیگر نے ہال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران اس طرح آنکھیں پٹپٹا پٹپٹا کر ہال اور اس کے اندر

موجود افراد کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دیہاتی زندگی میں پہلی بار اس قسم کے
کلب میں داخل ہوا ہو۔

"ادھر تشریف لائیے ـــ ادھر میز خالی ہے" ـــ ایک ویٹر
تیزی سے عمران کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میز خالی ہے ـــ ہوتی رہے خالی۔ میں کیا کروں" ـــ عمرا
نے چونک کر ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ وہاں تشریف رکھیں" ـــ ویٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دی

"میز پر ـــ کمال ہے۔ تمہاری لغت میں تشریف کے معنی کہ
گلدان کے تو نہیں ہیں" ـــ عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہو
کہا اور ویٹر اس کی اس بات پر بے اختیار ہنس دیا۔

"جناب محاورتاً ایسے ہی کہا جاتا ہے۔ ورنہ آپ نے بیٹھنا تو کرسی
ہے" ـــ ویٹر نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھنا کرسی پر اور خالی میز ہے۔ سوری۔ یہ محاورہ میری سمجھ میں
نہیں آسکا۔ تم نے کون سی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے" ـــ عمرا
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب میں تو صرف میٹرک پاس ہوں۔ اگر میں نے ڈاکٹریٹ کی
ہوتی تو یہاں ویٹر ہوتا" ـــ اس بار ویٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویٹر تو بہر حال ہوتے۔ یہاں نہ ہوتے کسی نوکری دلانے وا
ادارے کے سامنے لگی ہوئی قطار میں کھڑے ویٹ کر رہے ہوتے
لیکن کمال ہے کہ تم میٹرک پاس ہو کر اس قدر مشکل محاورے بول
ہو۔ اگر ڈاکٹریٹ کر جاتے تو یقیناً یہ کہتے کہ آئیے۔ کرسی خالی ہے۔ ا

میز پر تشریف رکھیے" ـــ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا
تھا اور ویٹر اب ایسی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اب اُسے یقین
آتا جا رہا ہو کہ عمران کی دماغی صحت مشکوک ہے۔

"آیئے باس وہ ادھر سپیشل ونگ میں موجود ہے" ـــ اُسی لمحے ٹائیگر
نے قریب آ کر کہا۔

"سپیشل رِنگ ـــ مگر ـــ مگر میں نے تو نہ کبھی ریسلنگ
کی ہے اور نہ باکسنگ۔ یہ کیسا کلب ہے کہ یہاں کا ویٹر کہتا تو ہے کہ میز خالی
ہے اور بٹھاتا کرسی پر ہے اور یہاں سپیشل رنگ بھی ہے جہاں مجھ جیسے
اناڑیوں کو تم لے جانا چاہتے ہو" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"رنگ نہیں باس ونگ کہا ہے" ـــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ونگ اچھا اچھا ـــ ویسے ونگ سے مجھے ایک یونانی دوا
واؤ وڑنگ یاد آجاتی ہے۔ کمال کا لفظ ہے یہ بھی۔ کہ واؤ کو اگر کیا کیا جائے
کہ وہ وڑنگ بن جائے۔ کمال ہے۔ کس قدر خوبصورت لفظ ہے ـــ
مگر" ـــ عمران نے کہنا شروع کیا لیکن ٹائیگر اس دوران کاؤنٹر کی
سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اور عمران کو مجبوراً اپنا فقرہ
نامکمل چھوڑ کر اس کے پیچھے جانا پڑا۔ اُسے معلوم تھا کہ ویٹر اُسے جاتا ہوا
حیرت سے دیکھ رہا ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے عمران کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی
تھی۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں اور پھر سیڑھیوں
کے اختتام پر ایک دروازہ کھول کر وہ ایک اور بڑے ہال میں پہنچ
گئے۔ اور وہاں پہنچتے ہی عمران کو معلوم ہو گیا کہ اسے سپیشل ونگ کیوں کہا
جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں غیر ملکی شراب عام استعمال کی جا رہی تھی۔

"وہ ادھر دائیں طرف کونے میں شیر خان بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے اس کے دو باڈی گارڈ ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے ایک میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جہاں کرسی پر ایک لمبے قد مگر خاصے چوڑے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی چھوٹی سیاہ داڑھی اور اس پر لمبی لمبی لہراتی ہوئی مونچھیں اس کی وجاہت میں خاصا اضافہ کر رہی تھیں۔ وہ ایک خاتون کے ساتھ باتیں بھی کر رہا تھا اور شراب بھی پی رہا تھا۔ اس کے عقب میں پہلوان نما دو آدمی کھڑے تھے۔ جو اپنی شکلوں کی وجہ سے بھائی لگتے تھے۔ ان کے سر گنجے تھے۔ کان ٹوٹے ہوتے تھے۔ اور انہوں نے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکائی ہوئی تھیں۔ وہ دیوار سے پشت لگائے بڑے مطمئن انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔

"خاصا رعب داب بنا رکھا ہے اس نے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر شیر خان موجود تھا۔۔۔ عمران اور ٹائیگر کو میز کی طرف آتا دیکھ کر اس کے دونوں باڈی گارڈ چوکنا ہو کر کھڑے ہو گئے اور غور سے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

"دخل درنامعقولات کی معافی چاہتا ہوں شیر خان"۔۔۔ عمران نے قریب جا کر بڑے بااخلاق لہجے میں کہا تو شیر خان چونک کر عمران اور اس کے ساتھ کھڑے ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"کون ہو تم"۔۔۔ شیر خان نے خاصے کرخت لہجے میں کہا۔ نامعقولات کا شاید وہ مطلب بھی نہ جانتا ہو گا۔ اس لیے اس نے اس بارے میں کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔

"ببر شیر خان اور یہ ہے ٹائیگر"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر اس طرح بیٹھ گیا جیسے شیر خان نے اُسے

بیٹھنے کی باقاعدہ دعوت دی ہو۔ ٹائیگر بھی اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"میں پھر ملوں گی شیر خان"۔۔۔ اس عورت نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شیر خان کچھ کہتا وہ تیزی سے اُٹھی اور ایک سائیڈ پر بڑھ گئی۔

"تمہارا شاید دماغ خراب ہے۔ چلو اُٹھو یہاں سے اور دفع ہو جاؤ ورنہ"۔۔۔ شیر خان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اُٹھ بھی جائیں گے اور دفع بھی ہو جائیں گے۔ لیکن ابھی نہیں، پہلے بیگم رضا کے متعلق کچھ بات چیت کر لیں"۔۔۔ عمران نے اُسی طرح نرم لہجے میں کہا اور شیر خان بیگم رضا کا نام سُن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تو تمہیں بیگم رضا نے بھیجا ہے۔ اس احمق عورت نے۔ بولو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے"۔۔۔ شیر خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اُسے تمہاری دونوں شرطیں منظور ہیں"۔۔۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا تو شیر خان بے اختیار اُچھل پڑا۔

"دونوں شرطیں۔۔۔ کیا مطلب۔ کیسی شرطیں"۔۔۔ شیر خان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم نے اُس کے سامنے دو شرطیں پیش کی تھیں ناں۔۔۔ ایک تو یہ کہ وہ تم سے شادی کرے یا دوسری صورت میں نیلم نگر میں اپنی جائیداد تمہارے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُسے یہ دونوں شرطیں منظور ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس بوڑھی گھوڑی کا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید۔ میں اس سے شادی کروں گا۔ میں۔ شیر خان اور جہاں تک اس کی جائیداد خریدنے کا تعلق

ہے۔ اس کے پاس کوئی جائیداد ہوگی تو فروخت بھی کرے گی۔ میں تو سمجھا تھا کہ شاید دھندے کے سلسلہ میں اس نے تمہیں کوئی پیغام دے کر بھیجا ہوگا۔ اب جاؤ اُٹھ جاؤ۔ ورنہ میں ایک اشارہ کروں گا اور یہاں تمہاری لاشیں بھی نظر نہ آئیں گی"۔۔۔۔ شیر خان نے غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصّہ کی شدّت سے سُرخ پڑ گیا تھا۔ اِرد گرد بیٹھے ہوئے لوگ اس کے چیخنے کے باوجود خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ شاید وہ شیر خان یا اس کے باڈی گارڈوں کے خوف کی وجہ سے کوئی احتجاج نہ کر رہے تھے۔

"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران شیر خان کا جواب سُن کر حیران رہ گیا تھا۔

"مانکو ان دونوں کو گولی مار دو"۔۔۔۔ اچانک شیر خان نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اتنا بھی کیا غصّہ۔ ہم چلے جاتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا اور کُرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ظاہر ہے ٹائیگر بھی اس کے ساتھ ہی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ویسے ٹائیگر کے چہرے پر اس وقت زلزلے کے سے آثار تھے مگر ظاہر ہے وہ عمران کی اجازت کے بغیر کوئی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ اور شیر خان نے اس طرح کاندھے اُچکائے جیسے کہہ رہا ہو کہ دفع ہو جاؤ۔

"ٹائیگر۔۔۔۔ اس مانکو اور ٹانکو جو بھی ہیں کو گولی مار دو"۔۔۔۔ اچانک عمران نے کرخت لہجے میں ساتھ کھڑے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شیر خان یا اس کے باڈی گارڈ کچھ سمجھتے۔۔۔۔ سپیشل ونگ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور شیر خان کے باڈی گارڈوں کی

چیخوں سے گونج اُٹھا۔ وہ دونوں گولیاں کھا کر اُچھل کر نیچے گرے اور بُری طرح تڑپنے لگے۔ ٹائیگر نے اس وقت تک فائرنگ جاری رکھی جب تک وہ دونوں ٹھنڈے نہ پڑ گئے۔ ہال میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور تیزی سے ہوا تھا کہ کسی کو سانس لینے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔

"اب اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ شیر خان"۔۔۔۔ عمران نے غرّاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز گونجتے ہی ہال میں اس طرح شور سا اُٹھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی سے جسموں میں زندگی کی لہر دوڑا دی ہو۔ سب لوگ بے اختیار چیختے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"جو کھڑا ہوا اُسے گولی مار دو ٹائیگر"۔۔۔۔ عمران کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا مشین پسٹل ایک بار پھر تڑتڑانے لگا۔ اور ہال میں اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے لوگ دوبارہ اس طرح کرسیوں پر بیٹھے جیسے ایک لمحہ کی دیر سے ان پر موت وارد ہو جائے گی۔ ٹائیگر کی گولیاں ان کے سروں کے اُوپر سے گزر گئی تھیں۔ شیر خان اُسی طرح کُرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اس کے جسم میں موجود خون منجمد ہو گیا ہو۔

"میں نے تم سے کیا کہا تھا"۔۔۔۔ عمران نے غرّاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے شیر خان بُری طرح چیختا ہوا فضا میں اُٹھا اور پھر دھڑام سے فرش پر جا گرا۔ عمران نے اُسے گردن سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں کُرسی سے اُٹھا کر نیچے اس طرح پھینک دیا تھا کہ جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔

"اُٹھو اور باہر چلو۔ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ اور ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ سُن لیں کہ ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ اس لیے اگر کسی نے بھی کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو اپنی موت کا وہ خود ذمہ دار ہو گا" ___ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ہال میں موجود سب افراد کے چہرے سپیشل فورس کا نام سُنتے ہی زرد پڑ گئے۔

"چلو اُٹھو" ___ عمران نے شیر خان کی پسلیوں میں لات مارتے ہوئے کہا۔ اور شیر خان بجائے اُٹھنے کے یک لخت اس طرح تڑپ کر عمران پر حملہ آور ہوا کہ جیسے دبا ہوا سپرنگ اچانک کھلتا ہے لیکن دوسرے لمحے ہال اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اُٹھا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور شیر خان فضا میں چکراتا ہوا ایک میز پر جا گرا تھا۔ میز پر موجود افراد تیزی سے ایک طرف ہٹے اور شیر خان نیچے گر کر اُٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پکڑ لی اور اُسے ایک بار پھر اُٹھا کر فرش پر پٹخ دیا۔ شیر خان کی حالت اب کافی خستہ ہو چکی تھی اس کا چہرہ فرش سے ٹکرا کر لہولہان ہو چکا تھا۔ اور ناک اور مُنہ سے خون کی دھاریں سی نکلنے لگی تھیں۔

"اُٹھو اور چلو ___ ورنہ" ___ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس بار شیر خان اس طرح اُٹھ کر کھڑا ہوا کہ جیسے اُسے اُٹھنے میں سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو۔ اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے دونوں بازو عقب میں کیے اور کلپ ہتھکڑی لگا دی

اب شیر خان آگے اور عمران اس کے پیچھے تھا۔ جب کہ ٹائیگر عمران کی طرف پُشت کر کے اُلٹا چل رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھا۔ اور اس کی تیز نظریں ہال میں موجود ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن ہال میں موجود افراد بُری طرح دہشت زدہ نظر آ رہے تھے۔ ظاہر ہے۔ ان کا تعلق اعلیٰ طبقے سے تھا۔ اگر ان میں کوئی مجرم ہوں گے بھی سہی تو وہ بہر حال فیلڈ کے آدمی نہ ہوں گے۔

ساؤنڈ پروف دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتے ہی ٹائیگر نے عمران کو ایک خُفیہ راستے کے متعلق بتایا اور عمران شیر خان کو لیے اس خُفیہ راستے سے کلب کی عقبی سمت میں آگیا۔

"میری کار یہیں لے آؤ" ___ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"تم ___ تم کون ہو۔ میں نے تم جیسا دلیر اور طاقتور فائٹر پہلے کبھی نہیں دیکھا" ___ شیر خان نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے میرا نام ببر شیر خان ہے" ___ عمران نے اُسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

"تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو" ___ شیر خان نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ اس وقت اس کے چہرے پر شدید بے بسی کے تاثرات موجود تھے۔

"بیگم رضا کی کوٹھی پر ___ تاکہ تم دونوں آمنے سامنے بیٹھ کر شرائط طے کر سکو" ___ عمران نے جواب دیا۔ اور شیر خان کے چہرے پر یک لخت اطمینان کے تاثرات اُبھر آئے۔ چند لمحوں بعد کار عقبی گلی

کے سامنے آکر رُکی اور ٹائیگر نیچے اُتر کر ان کی طرف بڑھا۔

عمران نے ٹائیگر کو سٹیرنگ پر بٹھایا اور خود وہ شیر خان کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل موجود تھی۔ شیر خان خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ ورنہ وہ لازماً ہال میں ہی اُسے باہر نکالنے کی کوشش ضرور کرتا۔ شاید باڈی گارڈز کی وجہ سے اس نے اپنے پاس اسلحہ رکھنا ضروری نہ سمجھا ہو۔ عمران نے ٹائیگر کو بیگم رضا کا پتہ بتا دیا تھا اس لیے ٹائیگر اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور کار میں خاموشی تھی۔ شیر خان نجانے کیا سوچ رہا تھا جب کہ عمران اس لیے خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ وہ شیر خان سے باقی باتیں اس بیگم رضا کے سامنے کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار بیگم رضا کی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رُک گئی۔

"جا کر کال بیل دو اور جو نکلے اُسے زبردستی اندر لے جا کر پھاٹک کھول دو"—— عمران نے کار روکتے ہی ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اُترا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان لڑکی باہر آئی ہی تھی کہ ٹائیگر اُسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں احتجاج کرنا ہی چاہا تھا کہ ٹائیگر نے زوردار تھپڑ مارا اور نسوانی چیخ اندر سے سُنائی دی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر نے اُسے تھپڑ مار کر خاموش کرا دیا ہو گا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ٹائیگر باہر آگیا۔ وہ ایک بار پھر سٹیرنگ پر بیٹھا اور اس نے کار اندر کی طرف

بڑھا دی۔ عمران نے دیکھا کہ چھوٹا پھاٹک کھولنے والی لڑکی پھاٹک کے پاس ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ شاید ٹائیگر کا ایک ہی تھپڑ اس کے لیے کافی ثابت ہوا تھا۔ پورچ خالی پڑا ہوا تھا اور کوٹھی میں کوئی عورت یا مرد نظر نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی —— خالی پڑی ہوئی ہو۔ کار پورچ میں رُکتے ہی عمران نیچے اُتر آیا اور اس نے شیر خان کو بھی نیچے اُترنے کے لیے کہا۔ شیر خان خاموشی سے نیچے اُتر آیا۔

"ٹائیگر تم جا کر پھاٹک بھی بند کر دو اور اس لڑکی کو بھی اُٹھا لاؤ"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور پھر شیر خان کو بازو سے پکڑ کر وہ سٹنگ روم میں لے آیا۔

"تم حیرت انگیز آدمی ہو—— میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ورنہ شاید تم شیر خان کو اتنی آسانی سے وہاں سے یہاں نہ لے آسکتے"—— شیر خان نے سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آسانی اور مشکل کی میں نے کبھی پرواہ نہیں کی شیر خان صاحب"۔ عمران نے کہا۔

اسی دوران ٹائیگر بھی پھاٹک بند کر کے اور اس لڑکی کو کاندھے پر اُٹھا کر ان کے پاس پہنچ چکا تھا۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ عمران کے حکم پر اس لڑکی کو ہوش میں لایا گیا تو لڑکی ہوش میں آتے ہی خوف سے بُری طرح چیخنے لگی۔

"سُنو لڑکی ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم صرف بیگم رضا سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر تم نے نہ بتایا تو پھر تمہارے جسم کی

ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہ۔ نہ۔ نہ مجھے نہ مارو۔۔۔۔ مم۔ میں تو ملازمہ ہوں۔ غریب ہوں"۔۔۔۔ لڑکی نے انتہائی دہشت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ بیگم رضا کہاں ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ نجانے کہاں رہتی ہیں۔ انہوں نے مجھے صرف فون نمبر دیا ہوا ہے کہ اگر کوئی خاص بات ہو جائے تو میں اس فون نمبر پر فون کر کے ان سے بات کر لوں"۔۔۔۔ لڑکی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"فون نمبر بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور لڑکی نے فوراً ہی فون نمبر بتا دیا۔ عمران نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور لڑکی کے بتائے ہوئے فون نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ بولنے والی خود بیگم رضا ہے۔

"بیگم رضا۔ میں تمہاری کوٹھی سے بول رہا ہوں۔ میں وہی ہوں جسے سر سلطان نے تمہارے پاس بھیجا تھا۔ تم نے چونکہ شیر خان کے قتل کے عوض مجھے بھاری معاوضہ دینے کی بات کی تھی۔ اس لیے میں شیر خان کو قتل کر کے اس کی لاش لے آیا ہوں۔ اب تم فوراً آجاؤ اور اس کی لاش چیک کر کے مجھے رقم دو۔ جلدی آجاؤ"۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے بیٹھے ہوئے شیر خان کو منہ پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کے لیے کہہ دیا۔

"کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تم شیر خان کو اس قدر جلد ہلاک کر دو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بیگم رضا نے حیرت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ میں نے لاکھوں نہیں تو ہزاروں انسانوں کو قتل کیا ہے۔ اس لیے شیر خان کا قتل میرے لیے انتہائی معمولی بات تھی۔ اور سنو، میرے پاس زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔ اس لیے تم فوراً رقم سمیت یہاں آجاؤ"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا میں آرہی ہوں۔ میں تمہیں دولت میں تول دوں گی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بیگم رضا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر اس لڑکی کے ساتھ باہر جاؤ اور بیگم رضا کو لے آؤ۔ اور سنو اگر یہ لڑکی کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کرے تو بے دریغ گولی سے اڑا دینا"۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس لڑکی کو بازو سے پکڑے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"سنو شیر خان بیگم رضا نے واقعی تمہارے قتل کے لیے مجھے بھاری رقم کی آفر کی تھی۔ اور جس طرح تمہارے باڈی گارڈ ہلاک ہوئے ہیں۔ اس طرح تم بھی وہاں آسانی سے ہلاک ہو سکتے تھے۔ لیکن تم نے یہ کہہ کر کہ نہ تم نے بیگم رضا کو شادی کی آفر کی ہے اور نہ ہی اس کی نیلم نگر میں جائیداد ہے۔ مجھے چونکا دیا تھا۔ اس لیے میں تمہیں زندہ لے آیا ہوں تاکہ بیگم رضا سے تمہارے سامنے پوچھ سکوں کہ اس نے مجھ سے غلط بیانی

کیوں کی ہے۔ ویسے اس کے آنے تک کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ بیگم رضا
تمہیں قتل کیوں کرانا چاہتی ہے۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں علیحدہ
علیحدہ منشیات کے گروپوں سے منسلک ہو۔ اور علیحدہ علیحدہ کام کرتے
ہو"۔۔۔ عمران نے شیر خان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پہلے تم اپنے متعلق بتاؤ کہ تم کون ہو۔۔۔ میں نے اس سے پہلے کبھی
تمہیں نہیں دیکھا۔ کیا تمہارا تعلق واقعی سپیشل فورس سے ہے"۔۔۔
شیر خان نے کہا۔

"تم صرف میرے سوالوں کے جواب دو گے"۔۔۔ عمران نے
سرد لہجے میں کہا۔

"بیگم رضا مجھے اس لیے قتل کرانا چاہتی ہے۔ یا گرفتار کرانا چاہتی ہے
کہ اس کا رابطہ دنیا میں مافیا کے بعد ڈرگ تنظیم وائٹ کالر سے
ہونے والا تھا۔ اور وہ اسے پاکیشیا میں اپنا ایجنٹ مقرر کرنا چاہتے
تھے، لیکن میں نے مداخلت کی اور وائٹ کالر نے بیگم رضا کی بجائے مجھے
یہاں پاکیشیا میں اپنا ایجنٹ مقرر کر دیا۔ بس اس کے علاوہ اور کوئی
بات نہیں ہے۔ وہ دراصل وائٹ کالر پر یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ اس
کی اہمیت یہاں مجھ سے زیادہ ہے۔ اور وہ یہاں کے اعلیٰ حکام اور
زیرِ زمین دنیا کے افراد پر مجھ سے زیادہ مؤثر ہے"۔۔۔ شیر خان
نے کہا۔

"پہلے وائٹ کالر کا یہاں پاکیشیا میں کون ایجنٹ تھا"۔۔۔
عمران نے پوچھا۔

"کوئی نہیں۔۔۔ یہ نئی تنظیم وجود میں آئی ہے۔ مافیا کا دائرہ کار
چونکہ یورپ ایکریمیا اور اس جیسے دوسرے ملکوں میں ہے۔ اور ایشیا
وغیرہ میں ان کے مؤثر اڈے نہیں ہیں۔ اس لیے یہاں چھوٹے چھوٹے
گروپ کام کر رہے تھے۔ چنانچہ وائٹ کالر تنظیم نے اس خالی میدان کو
سنبھال لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے پورے برّاعظم ایشیا پر اپنا مؤثر
کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ اور اب برّاعظم ایشیا میں وائٹ کالر ایک منظم
منصوبے کے تحت منشیات پھیلا رہی ہے۔ اور وہ اس قدر طاقتور ہے
کہ اس نے برّاعظم ایشیا کے تمام ملکوں کے چیدہ چیدہ حکام کو بھی خرید
لیا ہے۔ اگر تمہارا تعلق واقعی سپیشل فورس سے ہے تو بہتر یہی ہے کہ تم
وائٹ کالر کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اب تک میرے اغواء کی اطلاع
میرے اپنے گروپ اور وائٹ کالر کے ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہوگی۔ اس
لیے ہر طرف تمہاری تلاش جاری ہوگی اور تمہیں یہاں سے نکلتے ہی موت
کے گھاٹ اتار دیا جائے گا"۔۔۔ شیر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس وائٹ کالر تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔ یہاں اس کا ایک ایجنٹ ہے۔ میرا رابطہ
اسی سے ہوتا ہے"۔۔۔ شیر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون ہے وہ ایجنٹ"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سوری۔۔۔ انہوں نے سسٹم ہی ایسا بنا رکھا ہے کہ انہیں
ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔ صرف ان کا فون نمبر معلوم ہے، لیکن اس کا
ایکس چینج سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس نمبر پر فون کیا جائے اور اپنا نام
بتا دیا جائے تو وہ واپسی فون کرتے ہیں مشینی سی آواز ہوتی ہے"۔۔۔
شیر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد دور سے کار کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ بیگم رضا آئی ہوگی۔ شیر خان نے بھی ہونٹ بھینچ لیے تھے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد قدموں کی تیز آواز راہداری میں ابھری اور پھر دروازے سے بیگم رضا آندھی اور طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا جب کہ وہ لڑکی اس کے ساتھ تھی۔

"کیا — کیا — یہ تو زندہ ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ مر چکا ہے" — بیگم رضا نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے بتاؤ کہ تم نے مجھ سے غلط بیانی کیوں کی تھی" — عمران نے بیگم رضا کا بازو پکڑ کر اسے جھٹکا دے کر ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ — یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرے ہی گھر میں مجھ پر" — بیگم رضا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا عمران نے ریوالور کی نالی اس کی کنپٹی پر رکھ دی۔ اور بیگم رضا کی زبان کو اس طرح بریک لگ گئی جیسے اس نے کبھی زندگی بھر زبان کو حرکت ہی نہ دی ہو۔ اس کے چہرے پر یک لخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب بتاؤ کہ تم نے میرے سامنے غلط بیانی کیوں کی تھی۔ اور سنو۔ اگر میں تمہیں ہلاک کر دوں تو مجھے تم سے زیادہ رقم شیر خان سے مل سکتی ہے۔ اس لیے میں سچ سننا چاہتا ہوں صرف سچ" — عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کک کک — کون سی غلط بیانی" — بیگم رضا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ شیر خان تم سے زبردستی شادی کرنا چاہتا ہے یا زبردستی تمہاری جائیداد خریدنا چاہتا ہے۔ حالانکہ شیر خان کے مطابق نہ ہی وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی تمہاری کوئی جائیداد نیلم نگر میں ہے" — عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"تم — تم اسے قتل کر دو پلیز — تم جس قدر رقم کہو گے میں دوں گی۔ میں تمہیں بلینک چیک دے دوں گی تم اسے مار ڈالو۔ یہ بہت خطرناک آدمی ہے۔ اس کا زیادہ دیر زندہ رہنا پورے ملک کے لیے خطرناک ہے" — بیگم رضا نے ایک بار پھر پرجوش لہجے میں کہا۔

"کیا واقعی تم اسے اس لیے راستے سے ہٹانا چاہتی تھیں کہ وائٹ کالر کی ایجنسی پاکیشیا کیلئے تمہیں مل جائے۔ اگر ایسی بات تھی تو تم نے سر سلطان جیسے اعلیٰ آفیسر کو کیوں مدد کے لیے کہا۔ کیا تم یہاں کے کسی پیشہ ور قاتل کی مدد حاصل نہ کر سکتی تھیں" — عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم — مم میں نے کوشش کی تھی لیکن کوئی اس کی حامی نہ بھرتا تھا۔ یہاں کے اعلیٰ حکام اس کے زر خرید ہیں۔ صرف مجھے سر سلطان پر یقین تھا کہ وہ ایماندار آدمی ہیں۔ اس لیے میں نے سوچا کہ ان سے بات کروں اس طرح اس کی سرگرمیاں یقیناً حکومت کی نظروں میں آجائیں گی اور پھر اس کے خلاف کام شروع ہو جائے گا۔ اور اسے مجبوراً روپوش ہونا پڑے گا۔ پھر تم آئے۔ تم نے کہا کہ تم ہزاروں قتل کر چکے ہو اور تمہارے لہجے اور انداز میں نجانے کیا بات تھی کہ میرا دل گواہی دینے لگا کہ اگر تم چاہو تو اس شیر خان کا خاتمہ کر سکتے ہو۔ اس لیے میں نے تمہیں اسکے قتل کی

کی آفر کردی۔ ویسے یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ تم
نے اپنے ساتھی کے ساتھ ریٹا بوکلب کے سپیشل ونگ میں جس طرح
شیر خان کے باڈی گارڈوں کو ہلاک کیا اور پھر اُسے وہاں سے نکال لائے
اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ تم اگر اتنا بڑا کام کر سکتے ہو تو تم اسے باہر نکال
کر ہلاک بھی کر سکتے ہو"۔۔۔۔ بیگم رضا جب بولنے پر آئی تو اس کی زبان
ہی رُکنے میں نہ آ رہی تھی۔

"مقصد کیا تھا۔ وہ بتاؤ۔ کیا مقصد وائٹ کالر سے ایجنسی لینا تھا
یا کوئی اور مقصد تھا"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور بیگم رضا بے اختیار
چونک پڑی۔

"تمہیں ۔۔۔۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے وائٹ کالر کے متعلق۔ کیا
شیر خان نے بتایا ہے"۔۔۔۔ بیگم رضا نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ تم شیر خان کی جگہ خود وائٹ
کالر کے پاکیشیا میں ایجنٹ بننا چاہتی ہو اور تمہارا دھندہ بھی منشیات
ہے۔ اور تم نے نوجوان لڑکیوں پر مشتمل باقاعدہ ایک گروپ بنا رکھا ہے"۔
عمران کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ سرد سے سرد تر ہوتا چلا گیا۔

"ہاں یہ درست ہے ۔۔۔۔ اور سنو اگر تم اس شیر خان کو راستے
سے ہٹا دو تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں اپنے سارے بزنس میں آدھے کا
پارٹنر بنا لوں گی۔ کروڑوں اربوں روپے کا کاروبار ہے"۔۔۔۔ بیگم رضا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے مجھے وائٹ کالر کے اس ایجنٹ کا نام اور پتہ بتاؤ جو یہاں
کا انچارج ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔ اس کا صرف
فون نمبر ہے۔ اور وہ بھی ٹریس نہیں ہو سکتا۔ یہاں ایکس چینج میں وہ نمبر
ہی نہیں ہے۔ جب وہاں فون کیا جائے تو صرف اپنا نام بتانا پڑتا ہے
پھر وہ خود فون کرتے ہیں۔ لیکن کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اُسی وقت
بھی فون کر سکتے ہیں اور ایک ہفتے بعد بھی مشینی سی آواز آتی ہے"۔۔۔۔
بیگم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا فون نمبر ہے ان کا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو بیگم رضا نے
فون نمبر بتا دیا۔

"ٹائیگر ۔۔۔۔ بیگم رضا اور اس لڑکی کو باہر لے جاؤ وقتی طور پر میری
نظروں سے دُور۔ تاکہ میں ان کی عدم موجودگی میں شیر خان سے مذاکرات
کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے قریب کھڑے ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر نے
آگے بڑھ کر بیگم رضا کو بازو سے پکڑ کر بڑے بے رحمانہ انداز میں جھٹکا دے کر
اُٹھایا اور پھر اُسی طرح بے رحمانہ انداز میں تقریباً گھسیٹتا ہوا سٹنگ روم
سے باہر لے گیا۔ اس کے چہرے پر اس قدر سختی تھی کہ وہ ملازمہ اس
کے سر کا صرف اشارہ دیکھ کر ہی خاموشی سے باہر چلی گئی۔

"کیا یہ درست فون نمبر ہے جو بیگم رضا نے بتایا ہے"۔۔۔۔ عمران
نے صوفے پر بیٹھے شیر خان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور شیر خان نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ اُسی لمحے باہر سے ہلکی ہلکی دو چیخیں یکے بعد دیگرے
سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو بھی بجلی کی سی تیزی سے
گھوما اور شیر خان بھی چیخ مار کر سائیڈ پر اُلٹ گیا۔ نیچے گرتے ہی وہ
ایک جھٹکے سے دوبارہ اُٹھا ہی تھا کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور

اس بار شیر خان کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ پہلے صوفے پر گرا اور پھر لڑھک کر نیچے قالین پر جا گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران نے سائیڈ کی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد غصیلا تھا۔

"ارے کیا ہوا ——— کیا سلمٰی بھابھی اب مضبوط جوتی پہننے لگ گئی ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون ——— کون تم عمران ہو۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ ابھی دفتر سے تھکا ہوا آیا ہوں کہ تمہارا فون ٹپک پڑا۔ تم باپ بیٹے مجھے کہیں چین بھی لینے دیتے ہو یا نہیں" ——— فیاض کی جھلاہٹ اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

"تو تم آرام کرنا چاہتے ہو ——— ٹھیک ہے ——— آرام کرو جس قدر جی چاہے۔ میں پھر انسپکٹر جلال کو فون کر دیتا ہوں۔ اس بیچارے کو ترقی چاہیئے۔ اس لیے وہ ایسی بات نہ کرے گا۔ اور دو ٹاپ کلاس مجرم اس وقت میرے سامنے بے بس پڑے ہوئے ہیں۔ سمجھو تیار شدہ کیس موجود ہے اور مجھے یقین ہے انسپکٹر جلال کو حکومت نے ایک لمحہ ضائع کیئے بغیر چیف سپرنٹنڈنٹ بنا دینا ہے اور تم آرام ہی کرتے رہ جاؤ گے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اب تم اس قدر کمینے ہو گئے ہو کہ دوست کو چھوڑ کر اس نامراد انسپکٹر کو فون کرو گے۔ پہلے بھی ایک کیس میں اس نے وزارت سائنس کے انڈر سیکرٹری کو معہ ثبوت گرفتار کر کے چیف کے سامنے اپنی عزت بنالی ہے۔ اب چیف اسے مجھ پر ترجیح دیتے ہیں اور تم بھی اب یہی کرو گے۔ میں تمہارا خون نہ پی جاؤں گا" ——— فیاض نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے میں اگر تمہاری طرح ہوتا تو پہلے انسپکٹر کو ہی فون نہ کر دیتا۔ میں نے تو دوستی نبھانے کے لیے ہی تمہیں فون کیا مگر تم تو آرام کرنا چاہتے ہو۔ بہت تھکے ہوئے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لعنت بھیجو میرے آرام پر۔ تم مجھے بتاؤ کہاں ہیں وہ مجرم کیا کیس ہے جلدی بتاؤ" ——— فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ آغا سلیمان پاشا بھی تو آرام کر رہا ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک سابقہ تنخواہوں کے بل نہیں ملیں گے وہ آرام کرتا رہے گا اور تمہیں معلوم ہے کہ بچپن سے اس کے ہاتھ کے کھانے کھاتا آ رہا ہوں۔ اس لیے کیا کروں مجبوری ہے۔ گزشتہ تین روز سے سوائے پانی کے اور کچھ نہیں پیا" ——— عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"میں اسے گولی مار دوں گا۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے تو اسے کان سے پکڑ کر فلیٹ سے باہر نکال دو۔ کیوں تم نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے" ——— دوسری طرف سے فیاض نے کہا۔

"تم کان سے پکڑنے کی بات کر رہے ہو۔ میں نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے ہیں کہ وہ کچھ دنوں کے لیے اپنی یادداشت گم کر دے۔ مگر وہ مانتا ہی نہیں۔ الٹا دھمکی دیتا ہے کہ بڑے صاحب کے پاس جا کر بتا دے گا اور تم جانتے ہو کہ ڈیڈی کو اگر پتہ چل گیا کہ میں نے اس کے کتنے

سالوں کی تنخواہ نہیں دی۔ تو کیا ہوگا۔ تمہاری بجائے مجھے آرام کرنا پڑے گا اور وہ بھی کسی سرد اور تنگ قبر میں" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ـــــ تم اب پکے بلیک میلر ہو چکے ہو پکے سمجھے۔ اور میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ اب تمہیں ایک پیسہ بھی نہ دوں گا۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ بس میری اس بات کو نوٹ کر لو" ـــــ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔کے ـــــ پھر تم واقعی آرام کرو۔ مجھے ظاہر ہے پھر کوئی اور بندوبست کرنا پڑے گا" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ اوہ ـــــ رک جاؤ۔ فون مت بند کرو۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں تمہیں رقم دے دوں گا۔ پی لو میرا خون پی لو۔ نجانے کس عذاب کے لمحے میں تم سے دوستی کر بیٹھا تھا" ـــــ فیاض نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوچ کر بات کیا کرو۔ اگر میرے ساتھ دوستی نہ ہوئی ہوتی تو اب تک سب انسپکٹر بنے سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے پھرتے۔ اب سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بنے بیٹھے ہو اور مجھے تو صرف سلمٰی بھابھی اور تمہارے پیارے پیارے معصوم بچوں کا خیال آجاتا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا بابا ـــــ اچھا بس ٹھیک ہے۔ تم جو کہہ رہے ہو وہی ٹھیک ہے۔ تم جو کہو گے وہی کروں گا" ـــــ فیاض نے بری طرح نرم ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آجاؤ ـــــ مسلم ٹاؤن بلاک اے کی کوٹھی میں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ مڑا اور سٹنگ روم سے باہر راہداری میں آگیا۔

"کہاں ہے وہ بیگم رضا اور اس کی ملازمہ" ـــــ عمران نے ٹائیگر کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"اس کمرے میں پڑی ہیں۔ میں نے انہیں آپ کے اشارے کے مطابق بیہوش کر دیا ہے" ـــــ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شیر خان اور اس کا گروپ یقیناً تمہاری اور میری تلاش میں ہوگا اس لیے تم میری کار لے جاؤ۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی جیپ میں چلا جاؤں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں باس ـــــ شیر خان اور اس کا گروپ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ اس لیے وہ مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی بجائے اب مجھ سے چھپتے پھر رہے ہوں گے" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"واہ ـــــ بڑا رعب داب بنا لیا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ پھر تم جاؤ۔ اور وائٹ کالر کے متعلق تمہیں جس قدر معلومات حاصل ہو سکیں حاصل کرو۔ میں اب اس تنظیم پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے سے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران برآمدے میں کھڑا اب سوپر فیاض کی آمد کا منتظر تھا۔ تاکہ شیر خان اور بیگم رضا دونوں کو اس کے حوالے کر کے وہ فارغ ہو سکے۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد

اُسے پھاٹک کے سامنے جیپ رُکنے کی آواز سُنائی دی اور وہ برآمدے سے اُتر کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اُسی لمحے اندر موجود کال بیل بج اُٹھی۔ اور عمران نے پھاٹک کھول دیا۔ جیپ کے ساتھ فیاض کھڑا تھا۔

"کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب مجھے دربانی کرنی پڑ رہی ہے کہ صاحب آئیں تو ان کے لیے پھاٹک کھولوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوتے کہا۔

"کہاں ہیں وہ مجرم۔ کس قسم کے مجرم ہیں ——— یہ کوٹھی تو بیگم رضا کی ہے اور بیگم رضا کے تعلقات تو انتہائی اعلیٰ حکام سے ہیں" ——— فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سے تو نہیں ہیں اس کے تعلقات" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"لاحول ولاقوۃ ——— اب تم مجھے اتنا گھٹیا سمجھتے ہو" ——— فیاض نے واپس جیپ کی طرف بڑھتے ہوتے کہا۔

"کتنا گھٹیا سمجھوں کوئی پیمانہ بتا دو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف بڑھ گیا۔ فیاض جیپ لے کر پورچ میں آگیا تو عمران نے پھاٹک بند کیا اور کنڈہ لگا دیا۔ فیاض جیپ سے اُتر کر اس طرح اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے کسی کونے سے کوئی بڑا مجرم باہر آجائے گا اور وہ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگائے گا۔

"کہاں ہیں وہ مجرم اور یہ بیگم رضا کی کوٹھی میں کیوں ہیں" ——— فیاض نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اُسے لے کر وہ پہلے اس کمرے میں داخل ہوا جہاں قالین پر بیگم رضا

اور اس کی ملازمہ بیہوش پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ یہ تو بیگم رضا ہے ——— یہ بیہوش پڑی ہے۔ اور یہ دوسری کون ہے" ——— فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب آؤ میرے ساتھ۔ تاکہ دوسرے بڑے مجرم کی رونمائی بھی کرا دوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"دوسرا ——— اوہ تمہارا مطلب ہے کہ یہ لڑکی بھی مجرم ہے" ——— فیاض نے اس کے پیچھے آتے ہوئے چونک کر کہا۔

"یہ لڑکی تو ملازمہ ہے۔ اصل مجرم تو بیگم رضا خود ہے" ——— عمران نے راہداری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بیگم رضا تو انتہائی معزز خاتون ہے۔ کہیں تم مجھے اب جیل تو نہیں بھجوانا چاہتے" ——— فیاض نے اُچھل کر کہا۔

"اگر تم اسی طرح ڈرتے رہے تو پھر واقعی تمہیں مستقل آرام کرنا پڑے گا۔ میں کچا کام نہیں کیا کرتا اور کچے کام کے بدلے ملتا بھی کچھ نہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ فیاض کے ساتھ سٹنگ روم میں داخل ہو گیا۔

"یہ ہے دوسرا مجرم" ——— عمران نے قالین پر اوندھے منہ پڑے ہوئے شیر خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور فیاض نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے اُسے سیدھا کیا تو دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر اس طرح اُچھل پڑا جیسے اُسے طاقتور الیکٹرک شاک لگا ہو۔

یہ —— یہ تو شیر خان ہے۔ نیلم نگر کا سردار۔ یہ تو بیگم رضا سے
زیادہ معزز آدمی ہے۔ یہ تم کیا کر رہے ہو" —— حیرت کی شدت سے
فیاض کی آنکھیں پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

"تم اسے کیسے جانتے ہو" —— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"کون اسے نہیں جانتا۔ ہر بڑی سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات میں
یہ موجود ہوتا ہے۔ تمہارے ڈیڈی کے بھی اس سے اچھے خاصے تعلقات
ہیں۔ کئی بار یہ دفتر میں بھی تمہارے ڈیڈی کے پاس آچکا ہے" —— فیاض
نے جواب دیا۔

"ہونہہ —— یہ لوگ اسی وجہ سے اپنی حیثیت بناتے ہیں تاکہ ان
پر نہ صرف یہ کہ ہاتھ نہ ڈالا جا سکے بلکہ ان پر شک تک نہ کیا جا سکے۔ سنو
بیگم رضا اور شیر خان دونوں پاکیشیا میں منشیات کا دھندہ کرتے ہیں
اور دونوں کے اپنے اپنے گروپ ہیں" —— عمران نے کہا۔

"منشیات کا دھندہ —— گروپ —— کیا تم واقعی درست کہہ رہے
ہو عمران اگر واقعی تم درست کہہ رہے ہو تو سمجھو یہ اتنا بڑا دھماکہ
ہو گا کہ تمہارے ڈیڈی بھی اچھل پڑیں گے۔ پلیز عمران مجھے تفصیل بتاؤ
پھر میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے ڈیڈی مجھ پر انسپکٹر جلال کو کس طرح ترجیح
دیتے ہیں" —— فیاض نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

"یہ خود اپنے منہ سے بولیں گے" —— عمران نے کہا اور پھر اس
نے ان دونوں کے متعلق تفصیل بیان کرنی شروع کر دی۔ لیکن اس نے
وائٹ کالر کا قصہ گول کر دیا تھا۔

"واہ واہ —— ویری گڈ —— واہ کمال کیا تم نے۔ اوہ اب میں
ان سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔ اور پھر دھماکہ ہو گا۔ بہت بڑا دھماکہ ——
بیک وقت دو گروہ ویری گڈ" —— فیاض نے مسرت کی شدت سے
کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے سٹینڈ پر رکھے ہوئے فون کی
طرف بڑھ گیا۔

"ایک منٹ پہلے میری بات سن لو —— تم نے ان دونوں کے
پورے گروہ کو پکڑنا ہے۔ اور کوئی آدمی رہ نہ جائے۔ ان کے منشیات
کے سٹور وغیرہ بھی قبضے میں لینے ہیں۔ بڑا اور مکمل آپریشن۔ اور
آخری بات یہ کہ اگر مجھے بھنک بھی پڑ گئی کہ تم نے ان دونوں کے ساتھ
کوئی معاملہ کرنے کی کوشش کی ہے تو پھر سلمیٰ بھابھی بیوہ اور بچے
یتیم ہو جائیں گے۔ سمجھے" —— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا —— کیا کہہ رہے ہو۔ میں ان مجرموں سے معاملہ کروں گا۔ تمہیں
میرے متعلق ایسی بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی" —— فیاض نے
غصے کی شدت سے سرخ پڑتے ہوئے کہا۔

"میں صرف حفظ ماتقدم کے طور پر کہہ رہا تھا کیونکہ یہ بڑی مچھلیاں ہیں
ورنہ میں جانتا ہوں کہ ان معاملات میں تم با اصول آدمی ہو۔ او۔ کے اب
تم انہیں سنبھالو۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے" —— عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا سٹنگ روم سے باہر
نکل آیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

توصیف نے کار دارالحکومت کی ایک تنگ سی گلی کے کنارے سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر کار سے نیچے اُتر کر وہ قدم بڑھا اس تنگ سی گلی میں داخل ہو گیا۔ گلی واقعی خاصی تنگ تھی اور اس تنگ گلی میں اونچے اونچے اور قدیم مکانات تھے۔ اور دائیں طرف ایک پرانے اور سالخوردہ سے مکان پر ایک پرانا سا سائین بورڈ بھی لگا ہو دکھائی دے رہا تھا جس پر کسی ہوٹل کا نام لکھا ہوا تھا لیکن لفظ ہوٹل تو پڑھا جا سکتا تھا لیکن اس کا نام مکمّل طور پر مٹ چکا تھا۔ اس کا صدر درواز بھی پرانا اور سالخوردہ سا تھا۔ دروازے کے باہر ایک ادھیڑ عمر آدمی ٹوٹ سی کرسی اور میز رکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔

”السّلام علیکم“ ـــــ توصیف نے اس کے قریب جا کر کہا۔

”وعلیکم السّلام“ ـــــ اس ادھیڑ عمر آدمی نے سر اُٹھا کر سر سے پیر تک توصیف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

قاسم سے ملنا تھا۔ کیا وہ اپنے کمرے میں ہے“ ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں ـــــ کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل، لیکن صاحبزادے ایک بات بتا دوں وہ انتہائی غصہ ور آدمی ہے۔ اس لیے اس سے بات ذرا دھیان سے کرنا۔ کہیں پھر ہلدی چونا نہ تھوپنا پڑے تمہیں اپنی ہڈیوں پر“ ادھیڑ عمر آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کے مشورے کا دھیان رکھوں گا ـــــ شکریہ“ ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر انتہائی تاریک اور گندی قسم کی ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں چڑھ کر جب وہ دوسری منزل پر پہنچا تو اُسے وہاں کمرہ نمبر بارہ تلاش کرنا مشکل ہو گیا۔ کمروں پر نمبر پلیٹیں تو موجود تھیں لیکن شاید وہ نصف صدی پہلے لگائی گئی تھیں اس لیے اب بس پلیٹیں ہی پلیٹیں تھیں۔ نمبر غائب ہو چکے تھے۔ ابھی توصیف اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک نوجوان لڑکی جس نے نیم عُریاں سا لباس پہنا ہوا تھا، باہر آگئی۔ اس نے ایسی نظروں سے توصیف کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ میرا کمرہ حاضر ہے۔

”قاسم کس کمرے میں رہتا ہے“ ـــــ توصیف نے پوچھا تو لڑکی قاسم کا نام سُنتے ہی چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یک لخت خوف کے تاثرات اُبھر آئے۔ اس نے جلدی سے کونے والے کمرے کا اشارہ کیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اُترتی نیچے غائب ہو گئی۔ توصیف مسکراتا ہوا اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف اس لڑکی نے اشارہ

کیا تھا۔ دروازہ بند تھا لیکن اندر سے کسی فحش گانے کی اونچی آواز سنائی
دے رہی تھی۔ توصیف نے دروازے پر دستک دی تو گانے کی آواز
یک لخت بند ہوگئی اور پھر اندر سے دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"کون ہے"—— بولنے والے کا لہجہ انتہائی بداخلاقی پر مبنی
اور کرخت تھا۔
"دروازہ کھولو قاسم"—— توصیف نے اونچی آواز میں کہا۔ تو
دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ دروازے پر اب
ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ جس نے سیاہ رنگ کی شلوار اور اوپر بنیان
پہنی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ تھیں اور بڑی
بڑی مونچھیں سائیڈوں پر لہرا رہی تھیں۔ چہرے سے وہ خبیث فطرت
اور مکار و عیار آدمی نظر آرہا تھا۔ تنگ پیشانی اور اس کے اوپر ڈریکولا
کی طرز کے چھوٹے چھوٹے لیکن کھڑے بال تھے۔ جن میں کہیں کہیں
سفیدی نظر آرہی تھی۔ شکل سے تو وہ ادھیڑ عمر نظر آرہا تھا لیکن جسمانی
لحاظ سے خاصا صحت مند اور ٹھوس جسم کا مالک تھا۔ اور بنیان میں سے
اس کے بازوؤں کی ابھری ہوئی مچھلیاں پھڑک رہی تھیں۔ دونوں کلائیوں
پر بل کھاتے سانپوں کی تصویریں کھدی ہوئی تھیں۔
"کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے ہو"—— قاسم نے چند لمحے توصیف
کو غور سے دیکھنے کے بعد پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔
"کام لے کر آیا ہوں"—— توصیف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"کون سا کام"—— قاسم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"جو تم کرتے ہو- اور کیا تم یہ ساری باتیں یہیں کھڑے کھڑے کر لو
گے"—— توصیف نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔
"ہونہہ—— آؤ اندر"—— قاسم نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔
اور پھر دروازے کے درمیان سے ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ توصیف
قدم بڑھاتا اندر داخل ہوگیا۔ کمرہ کیا تھا عورتوں کی نیم عریاں تصویروں
کی پکچر گیلری تھی۔ ایک طرف ایک پلنگ بچھا ہوا تھا۔ فرش پر
دری تھی۔ پلنگ کے ساتھ دو کرسیاں تھیں۔ جن پر رکھے ہوئے
گدّوں پر بھی عورتوں کی تصویریں تھیں۔ ایک سائیڈ پر جدید ماڈل کا
بڑا سا ریڈیو اور کیسٹ پلیئر تھا۔ توصیف کے اندر آنے پر قاسم نے
دروازہ بند کیا اور پھر کرسیوں کی طرف بڑھ آیا۔
"بیٹھو—— اور بتاؤ کیا کام ہے۔ اور تمہیں کس نے یہاں بھیجا
ہے"—— قاسم نے ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے
کرخت لہجے میں کہا۔
"ایک آدمی کو فنش کرنا ہے"—— توصیف نے جواب دیا۔
"کس نے بھیجا ہے تمہیں"—— قاسم کے ہونٹ بھنچ گئے اور
چہرے کے عضلات تن سے گئے تھے۔
"آرچرڈ نے"—— توصیف نے جواب دیا۔
"اوہ- اچھا ٹھیک ہے—— پھر تو اس نے میرا معاوضہ بھی
بتا دیا ہوگا"—— قاسم نے آرچرڈ کا نام سنتے ہی اطمینان بھرے
لہجے میں کہا۔
"مجھے اس نے صرف یہی کہا تھا کہ معاوضہ اس سے خود طے کر لینا
لیکن ایک شرط ہے کہ تم نے اس آدمی کو بالکل اسی طرح فنش کرنا

ہے جیسے تم نے ہوٹل آرام باغ میں رہنے والے غیر ملکی کو کیا تھا"___
توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور قاسم ایک بار پھر چونک پڑا
"تمہیں کس نے بتایا ہے کہ اُسے میں نے فنش کیا تھا"___ قاسم
نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے تم خواہ مخواہ سوال پوچھنے کے عادی ہو۔ تمہارے
ریڈ ایرو کو کون نہیں جانتا"___ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا
"اوہ___ تو یہ بات ہے۔ تم خاصے باخبر آدمی ہو۔ ٹھیک ہے
ویسے ہی ہو جائے گا۔ لیکن معاوضہ دُگنا ہوگا"___ قاسم نے کہا
"مجھے منظور ہے___ بولو کتنا لو گے"___ توصیف نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اس سے یہ اُگلوانے میں کامیاب
ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر آرسن کو اُسی نے نشانہ بنایا تھا اور توصیف اس
بات کو کنفرم کرانا چاہتا تھا۔
"پہلے بتاؤ کہ کس آدمی کو فنش کرانا ہے اور کتنے عرصے میں"___
قاسم نے کہا۔
"جس نے تمہیں اس غیر ملکی کو فنش کرنے کے لیے ہائر کیا تھا"
توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا___ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو"___ قاسم بے اختیار
اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔
"تمہیں معاوضے سے مطلب ہے۔ تمہیں اس سے کیا کہ کون
مرتا ہے"___ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"نہیں یہ ناممکن ہے___ ہیرا سنگھ کو میں فنش نہیں کر سکتا

تم جا سکتے ہو"___ قاسم نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"تو تمہیں ہیرا سنگھ نے یہ کام دیا تھا"___ توصیف نے کرسی سے
اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
"ہاں___ اور تم جانتے ہو کہ ہیرا سنگھ کو فنش نہیں کیا جا سکتا وہ
اَپ لینڈ کا بے تاج بادشاہ ہے۔ تم اگر کہو تو میں اَپ لینڈ کے صدر کو
فنش کر سکتا ہوں لیکن ہیرا سنگھ کو نہیں"___ قاسم نے تیز لہجے
میں کہا۔
"یہ ہیرا سنگھ کہاں مل سکتا ہے"___ توصیف نے پوچھا۔
"کیوں___ تم کیوں پوچھ رہے ہو"___ قاسم نے چونکتے
ہوئے پوچھا تو توصیف نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی
اور قاسم کی طرف اُچھال دی۔
"سنو___ میں بھی تمہاری طرح کا کام کرتا ہوں۔ مجھے میری
پارٹی نے کام دیا تھا کہ جس آدمی نے اس غیر ملکی کو فنش کرایا ہے اُسے
میں فنش کر دوں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اُسے کس نے فنش کرایا
ہے، لیکن میں نے سودا کر لیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم سے یہ معلومات
مل سکتی ہیں۔ یہ رقم لو اور مجھے ہیرا سنگھ کے متعلق تفصیل بتا دو۔ تمہارا
نام درمیان میں نہیں آئے گا"___ توصیف نے کہا۔ اور قاسم کی
آنکھوں میں لالچ کی تیز چمک پیدا ہوئی۔ وہ بار بار نوٹوں کی گڈی کو
اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کیا واقعی کوئی شخص
اتنی بڑی دولت صرف معلومات کے لیے بھی دے سکتا ہے۔ اور پھر
توصیف اس کے رہن سہن کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ انتہائی

تھرڈ کلاس آدمی ہے۔

"میرا نام واقعی نہیں آئے گا" ___ قاسم نے کہا۔

"بالکل نہیں آئے گا۔ تم جانتے تو ہے کہ ہم پیشہ ور قاتل اصولوں کا کس طرح خیال رکھتے ہیں" ___ توصیف نے جواب دیا۔

"ایک منٹ میں یہ نوٹ رکھ دوں" ___ قاسم نے کہا اور جلدی سے پلنگ کی دوسری طرف موجود ایک ٹرنک کے پاس پہنچ کر اس نے ٹرنک کھولا۔ نوٹوں کی گڈی اس کے اندر رکھی اور پھر اسے بند کر کے مڑ کر توصیف کی طرف آگیا۔

"تمہارا نام کیا ہے ___ میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا" ___ قاسم نے کہا۔

"میں چہرے بدلنے کا ماہر ہوں۔ اور نام بھی۔ اس لیے تم ان باتوں کو رہنے دو اور ہیرا سنگھ کے متعلق تفصیل بتا دو" ___ توصیف نے کہا۔

"ہوں ___ تو اس کا مطلب ہے خاصے اونچے ٹائپ کے آدمی ہو۔ بہر حال میں بتا دیتا ہوں۔ ہیرا سنگھ اپ لینڈ کا بے تاج بادشاہ ہے۔ اس کے گرد ہر وقت چار مسلح اور خونخوار لڑاکے رہتے ہیں۔ وہ خود بھی انتہائی شاندار لڑاکا اور بہترین نشانہ باز ہے۔ اپ لینڈ میں منشیات کا سب سے بڑا گروہ جسے وہ لوگ سفید بطخ کہتے ہیں وہ ہیرا سنگھ ہی چلاتا ہے۔ اور پوری دنیا کے منشیات کے گروپوں سے اس کے تعلقات ہیں۔ بہت بڑا آدمی ہے۔ بہت ہی بڑا۔ اس کی رہائش گاہ سرخ محل میں ہے۔ وہ سرخ محل جو شمالی پہاڑیوں

میں ہے۔ بہت بڑی عمارت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہیرا سنگھ شہنشاہ ہے۔ اس کا زیادہ اٹھنا بیٹھنا بھی رائل کلب میں ہے۔ رائل کلب اس کی ذاتی ملکیت ہے۔ اور اب تو سنا ہے کہ اس کے کسی غیر ملکی ایسی تنظیم سے رابطہ ہو گیا ہے کہ اب پوری دنیا پر اس کی حکومت ہو جائے گی" ___ قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا حلیہ بھی بتا دو" ___ توصیف نے پوچھا۔ اور قاسم نے اس کا حلیہ بتا دیا۔

"او۔کے ___ بے حد شکریہ کہ تم نے مجھے معلومات مہیا کی ہیں لیکن تم ڈاکٹر کے قاتل ہو۔ اس لیے تمہاری سزا موت ہے" ___ توصیف نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس سے پہلے کہ قاسم سمجھتا۔ توصیف کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی ٹھک کی آواز ابھری اور قاسم چیخ مار کر اچھل کر پشت کے بل گرا ہی تھا کہ توصیف نے سائلنسر لگے ریوالور کا ٹریگر دوبارہ دبا دیا۔ اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی دوسری گولی بھی اس کے سینے میں گھس گئی۔ قاسم کا چہرہ بری طرح مسخ ہوتا چلا گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

"تم انسان نہیں ہو قاسم زہریلے سانپ ہو" ___ توصیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ریوالور جیب میں ڈال کر وہ اس کی لاش کو پھلانگتا ہوا پلنگ کی عقبی طرف کو گیا۔ اس نے پلنگ

کی چادر کھینچ کر اُسے ہی ہاتھ پر لپیٹا اور پھر ٹرنک کھولا اور اندر موجود نوٹوں کی وہ گڈی اُٹھا کر جیب میں ڈال لی جو اس نے قاسم کو دی تھی۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چادر سے ٹرنک اس نے اس لیے کھولا تھا کہ وہ اپنی اُنگلیوں کے نشان ٹرنک کے کُنڈے پر نہ چھوڑنا چاہتا تھا۔ چہرے کی اُسے پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ میک اَپ میں تھا۔

"ہو گئی قاسم سے بات"۔۔۔ ہوٹل سے باہر آنے پر اس ادھیڑ عمر آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں توصیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں پکی بات ہو گئی ہے"۔۔۔ توصیف نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا گلی کراس کر کے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کار میں بیٹھ کر اس کے کلرڈ شیشے چڑھائے اور پھر چہرے پر موجود ماسک میک اَپ اُتار کر اس نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر اس کے اندر اُسے ڈالا۔ اور وہاں موجود ایک اور ماسک نکال کر اس نے چہرے اور سر پر چڑھانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس کا حلیہ مکمل طور پر بدل چکا تھا۔ اس نے کوٹ کے اندر موجود چیزیں نکال کر سائیڈ سیٹ پر رکھیں۔ اور کوٹ کو اُتار کر اُلٹ کر پہن لیا۔ ڈبل بریسٹ کا کوٹ بھی اب ڈیزائن اور کلر کے لحاظ سے مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا۔ سیٹ پر پڑی ہوئی چیزیں اُٹھا کر اس نے دوبارہ جیبوں میں منتقل کیں اور شیشے ہٹا کر اس نے کار سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ یہ بات بہرحال اُسے معلوم ہو چکی تھی کہ ڈاکٹر آرسن نے یقیناً اس ہیرا سنگھ کا کھوج نکال لیا ہوگا۔ اور اس ہیرا سنگھ نے

اس لیے ایک تھرڈ کلاس پیشہ ور قاتل سے اُسے قتل کروا دیا تاکہ بات اس تک نہ پہنچ سکے اور ڈاکٹر آرسن پر یہاں حملہ اور پھر ایکریمیا میں فوری حملے سے قاسم کی یہ بات بھی درست نظر آ رہی تھی کہ ہیرا سنگھ کا رابطہ بین الاقوامی پیمانے پر ہے۔ وہ یہی باتیں سوچتا ہوا کار آگے بڑھائے لیے گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کار رائل کلب کی وسیع و عریض عمارت کی پارکنگ میں روکی اور نیچے اُتر کر اصل بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا۔ کلب کے ہال میں خاصی رونق تھی۔ لیکن وہاں بیٹھنے والے سب طبقہ شرفاء سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ایک سمارٹ سا نوجوان کھڑا تھا۔

"کیا چیف دفتر میں ہے"۔۔۔ توصیف نے کاؤنٹر پر پہنچ کر آہستہ سے پوچھا تو کاؤنٹر پر کھڑا نوجوان چونک پڑا۔

"کون چیف جناب"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم چیف کو نہیں جانتے ۔۔۔ ہیرا سنگھ"۔۔۔ توصیف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ آپ شہنشاہ کہیں چیف تو انہیں نہیں کہا جاتا۔ وہ آج کلب نہیں آئے۔ اپنے محل میں ہوں گے"۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور توصیف نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار شمالی پہاڑیوں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جہاں بقول قاسم ہیرا سنگھ کا محل تھا۔ اور پھر واقعی پہاڑیوں کے درمیان اُسے ایک خوبصورت اور جدید انداز کی محل نما کوٹھی نظر آ گئی۔

جو سُرخ پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ گیٹ پر دو مسلح آدمی کھڑے ہوئے
تھے۔ توصیف نے کار پھاٹک کے سامنے جا کر روکی تو ایک دربان
تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

"شہنشاہ کو کہو کہ ریذیڈنٹ کا آدمی آیا ہے"—— توصیف
نے ایسے ہی ایک نام لیتے ہوئے کہہ دیا۔

"بہتر"—— دربان نے کہا اور واپس مڑ کر پھاٹک کے ساتھ
بنے ہوئے ایک کیبن میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کیبن سے باہر نکلا
اور کار کی طرف آنے لگا۔

"آپ کار ایک سائیڈ پر روک دیں۔ شہنشاہ نے آپ سے ملاقات
قبول کر لی ہے"—— دربان نے کہا اور توصیف نے سر ہلاتے
ہوئے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر نیچے اُتر کر اُسے لاک
کر دیا۔ اور دوبارہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کے پاس اسلحہ ہو تو ہمیں دے دیجیے۔ اندر کسی قسم کا اسلحہ
لے جانا منع ہے۔ واپسی پر آپ کو مل جائے گا"—— دربان نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور توصیف نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے سائیلنسر
لگا ریوالور نکالا اور دربان کے حوالے کر دیا۔ اور دربان نے وہ ریوالور
کیبن کے اندر رکھا اور پھر توصیف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے
ہوئے اس نے سائیڈ پھاٹک کھولا اور توصیف کو اندر لے گیا اور
وسیع و عریض لان کراس کر کے وہ اُسے برآمدے میں لے آیا جہاں
چار مسلح افراد موجود تھے۔

"آئیے"—— ان میں سے ایک نے توصیف سے مخاطب

ہو کر کہا اور مڑ کر ایک راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک بند
دروازے پر اس نے خصوصی انداز میں دستک دی۔ دروازے کی ساخت
بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

"یس کم ان"—— اندر سے ایک آواز اُبھری اور اس مسلح آدمی نے دروازہ
کھولا اور توصیف کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ توصیف اندر داخل ہوا تو اس
نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض کمرے میں پایا۔ وہاں چار مسلح آدمی ایک
دیوار سے پشت لگائے کھڑے تھے جبکہ درمیان میں رکھے ہوئے جہازی
سائز کے صوفوں میں سے ایک پر ہیرا سنگھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہیرا سنگھ کا چہرہ
کلین شیو تھا۔ اس نے جسم پر انتہائی جدید تراش کا تھری پیس سوٹ پہنا
ہوا تھا۔ سر پر باقاعدہ فلیٹ ہیٹ بھی موجود تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں
میں تیزی اور چمک تھی اور چہرے سے وہ پڑھا لکھا نظر آ رہا تھا۔ اس کا حلیہ
بالکل وہی تھا جو قاسم نے بتایا تھا۔

"آؤ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ یہ ریذیڈنٹ کون ہے۔ اور تمہیں کیوں اس
نے میرے پاس بھیجا ہے"—— ہیرا سنگھ نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور
توصیف اطمینان سے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ریذیڈنٹ بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اور منشیات کا دھندہ کرتی ہے۔ میرا
نام ہاشم ہے اور میں پاکیشیا میں ریذیڈنٹ کا مین ایجنٹ ہوں۔ ہیڈ کوارٹر
نے مجھے یہاں تم سے رابطہ کرنے کے لیے کہا ہے تاکہ میں تم سے اپ لینڈ
میں ریذیڈنٹ کی ایجنسی کی بات چیت کر سکوں"—— توصیف نے بڑے
مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"نام تو پہلی بار سنا ہے—— کہاں ہے اس کا ہیڈ کوارٹر"——

ہیرا سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اٹالی میں ہیڈ کوارٹر ہے۔ واقعی نئی پارٹی ہے لیکن اب تیزی سے بین الاقوامی مارکیٹ پر کنٹرول کر رہی ہے" ——— توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کس قسم کی ایجنسی وہ مجھے دینا چاہتا ہے" ——— ہیرا سنگھ نے کہا۔

" جس قسم کی تم چاہو۔ یہ سب کچھ تم پر منحصر ہے۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کے مطابق اپ لینڈ میں تمہارے بغیر کام نہیں کیا جا سکتا" ——— توصیف نے جان بوجھ کر کہا اور ہیرا سنگھ کے چہرے پر بے اختیار چمک سی لہرا گئی۔

" تمہارا ہیڈ کوارٹر واقعی باخبر ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری آفر قبول نہیں کر سکتا۔ اس نے یہ آفر دیر سے کی ہے۔ اگر دو سال پہلے کی ہوتی تو شاید میں اسے قبول کر لیتا" ——— ہیرا سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" دیکھو شہنشاہ اپ لینڈ جیسے ملک کو کھلا تو نہیں چھوڑا جا سکتا ظاہر ہے ہیڈ کوارٹر یہاں کام تو کرے گا۔ اس وقت ہیڈ کوارٹر تمہاری ہر شرط منظور کر سکتا ہے۔ مگر ہو سکتا ہے بعد میں تمہیں اس کی شرائط ماننا پڑیں۔ اس لیے یہ موقع ہے ایک بین الاقوامی ایجنسی حاصل کرنے کا آگے تمہاری مرضی۔ ظاہر ہے تمہیں مجبور تو نہیں کیا جا سکتا۔ صرف بات کی جا سکتی ہے۔ اور میں تو صرف پیغامبر ہوں" ——— توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سنو مسٹر۔ اپ لینڈ میں منشیات پر مکمل کنٹرول میرا ہے۔ یہاں ایک گرام بھی میری اجازت کے بغیر نہ فروخت کی جا سکتی ہے نہ خریدی جا سکتی ہے۔ اس بات کو طے سمجھو۔ اور جہاں تک بین الاقوامی ایجنسی کا تعلق ہے۔ میں پہلے ہی وائٹ کالر کا ایجنٹ مقرر ہو چکا ہوں، اور وائٹ کالر ایسی تنظیم ہے کہ شاید اس کا نام سنتے ہی تمہارے ہیڈ کوارٹر میں بھی زلزلہ آ جائے" ——— ہیرا سنگھ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" وائٹ کالر ——— اوہ اس لیے تم انکار کر رہے ہو۔ لیکن ایک بات بتا دوں شہنشاہ کہ ریڈیڈنٹ وائٹ کالر سے زیادہ وسیع اور مضبوط تنظیم ہے۔ بے شک تم وائٹ کالر کے ہیڈ کوارٹر سے معلوم کر لو۔ اگر وہاں کا کوئی باخبر آدمی تمہارا واقف ہو تو" ——— توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم مہمان ہو مسٹر۔ اس لیے تمہاری اس گستاخی کو میں معاف کر رہا ہوں۔ آئندہ اگر تمہاری زبان سے وائٹ کالر کے خلاف ایک لفظ بھی نکلا تو تمہاری لاش کا بھی وجود نہ رہے گا" ——— ہیرا سنگھ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" سوری شہنشاہ ——— میرا مقصد کسی کی توہین کرنا نہ تھا۔ باقی رہی آپ کی دھمکی۔ تو میرا تعلق بھی آپ کی ہی فیلڈ سے ہے۔ آپ بھی اگر میرے میزبان نہ ہوتے تو میرے متعلق ایسے الفاظ زبان سے نکلنے کے بعد آپ شاید دوسرا سانس نہ لے سکتے۔ یہ آپ کے چار مسلح افراد یا اس محل میں موجود دوسرے مسلح افراد میرا بال بھی بیکا نہیں

"کر سکتے"۔۔۔۔ توصیف نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا اور ہیراسنگھ آگے کی طرف جُھک کر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر توصیف کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے حیرت ہو رہی ہو کہ کیا کوئی آدمی اس کے سامنے بھی ایسی زبان استعمال کر سکتا ہے۔

"اوہو۔۔۔ ہو۔۔۔ کمال ہے۔ آج بڑے طویل عرصے کے بعد ہیراسنگھ کے سامنے کسی نے ایسی زبان استعمال کی ہے۔ واقعی مجھے بے حد عجیب سا لگ رہا ہے۔ بڑے دلیر آدمی ہو۔ بہرحال تم اس وقت تک میرے مہمان ہو جب تک تم میرے محل سے باہر نہیں چلے جاتے۔ اسکے بعد جو کچھ بھی ہوگا وہ تمہاری اپنی ذمہ داری پر ہوگا"۔۔۔۔ ہیراسنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شکریہ شہنشاہ۔۔۔۔ صرف ایک بات بتا دو کہ وائٹ کالر کا یہاں دفتر بھی ہے"۔۔۔۔ توصیف نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے۔۔۔۔ نہ صرف دفتر ہے بلکہ ان کا اپنا آدمی بھی یہاں موجود ہے۔ لیکن وہ خفیہ رہ کر صرف نگرانی کرتا ہے اور بس۔ اب ملاقات ختم۔ تم جا سکتے ہو"۔۔۔۔ ہیراسنگھ نے کہا اور توصیف اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اس ایجنٹ کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ توصیف نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے جو کہہ دیا ہے وہ میں دوہرانے کا عادی نہیں ہوں ہاشم صاحب"۔۔۔۔ ہیراسنگھ نے غرّاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"اچھا آپ کی مرضی"۔۔۔۔ توصیف نے کاندھے اُچکاتے ہوئے

کہا اور تیزی سے گھوم کر دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ یک لخت اس نے کسی عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اُٹھا۔

"خبردار ورنہ"۔۔۔۔ توصیف نے غُرّاتے ہوئے کہا۔ اور ہیراسنگھ کا مُنہ کُھلے کا کُھلا رہ گیا۔ اس کی شاید سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ ایک جھٹکے میں یہ سب کیسے ہو گیا۔ اس کے چاروں مسلح آدمی دیوار کے ساتھ فرش پر ساکت پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ توصیف کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا اور اس کی مشین گن کا رُخ ہیراسنگھ کی طرف تھا۔ اس نے دراصل مڑتے ہوئے بجلی کی سی تیز رفتاری سے ایک آدمی کے ہاتھ سے مشین گن چھینی تھی اور پھر اس سے زیادہ تیزی سے اس نے ان چاروں پر فائر کھول دیا تھا۔ چونکہ اس نے ملاقات کے درمیان یہی تاثر دیا تھا کہ وہ اطمینان سے واپس جا رہا ہے اور ویسے بھی انہیں معلوم تھا کہ اس کے پاس اسلحہ نہیں ہے اس لیے وہ مطمئن تھے اور توصیف نے اس اطمینان سے فائدہ اُٹھایا تھا۔

"اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی ہیراسنگھ تو ایک لمحے میں سینکڑوں گولیاں تمہارے جسم میں گھس جائیں گی"۔۔۔۔ توصیف نے غُرّاتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔ ہیراسنگھ نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا بتا دو کہ وائٹ کالر کا ایجنٹ کون ہے۔ اور اس کا

دفتر کہاں ہے" ـــــــ توصیف نے غراتے ہوئے کہا۔

"شاید تم میری زبان پر یقین نہ کرو گے اس لیے میں تمہیں اس کا کارڈ دے دیتا ہوں۔ اس پر اس کی اصل حیثیت دفتر کا پتہ اور فون نمبر موجود ہے" ـــــــ ہیرا سنگھ نے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ کارڈ" ـــــــ توصیف نے پوچھا۔

"میری جیب میں ہے۔ اگر اجازت دو تو میں خود نکال لوں اور اگر چاہو تو تم خود آ کر نکال لو" ـــــــ ہیرا سنگھ نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ـــــــ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور منہ دوسری طرف کر لو" توصیف نے کہا اور ہیرا سنگھ اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی توصیف کے چہرے پر ہیرا سنگھ کے سامنے پڑی ہوئی چھوٹی میز اس طرح اچھل کر آ ٹکرائی جیسے اس کے پیروں میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں اور توصیف چیختا ہوا سائیڈ کے بل گرا ہی تھا کہ یک لخت کمرہ ریوالور کے دھماکے سے گونج اٹھا مگر دوسرے لمحے ہیرا سنگھ کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ بھی ایک صوفے کی کرسی کی ضرب کھا کر نیچے جا گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ توصیف نے بھی نیچے گرتے ہوئے ایک کرسی کو بالکل اسی طرح اچھال کر ہیرا سنگھ پر دے ماری تھی جس طرح اس نے پیر کی مدد سے چھوٹی تپائی کو توصیف پر اچھالا تھا۔ ہیرا سنگھ سے بنیادی غلطی یہی ہوئی تھی کہ تپائی اچھالنے کے بعد وہ اچھل کر ایک طرف ہٹنے کی بجائے وہیں کھڑا رہ گیا تھا اس لیے جوابی وار کا شکار ہو گیا۔ گو اس نے نیچے گرتے ہی انتہائی برق رفتاری

سے اٹھ کر توصیف پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن توصیف کے ایکشن میں اس سے زیادہ تیزی تھی۔ اس لیے جیسے ہی ہیرا سنگھ اٹھا توصیف اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ہیرا سنگھ سنبھلتا توصیف کے سر کی بھرپور "ٹکر" اس کی ناک پر پڑی اور ہیرا سنگھ چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ توصیف ـــــ یک لخت اچھل کر دونوں پیر جوڑ کر اس کے سینے پر پوری قوت سے کودا اور کمرہ ہیرا سنگھ کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ توصیف کودتے ہی تیزی سے ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے اس کی لات کراہتے ہوئے ہیرا سنگھ کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی اور پھڑکتا ہوا ہیرا سنگھ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور توصیف چند لمحے تو کھڑا زور زور سے سانس لیتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بیہوش پڑے ہوئے ہیرا سنگھ کو الٹا کر پشت کے بل کیا اور جھک کر اس کا کوٹ پشت کی طرف سے آدھے سے زیادہ نیچے کر دیا اس کے بعد اس نے اس کے مسلح ساتھیوں کی لاشوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ کیونکہ ان کی جیبوں کے مخصوص ابھار بتا رہے تھے کہ ان کے پاس مشین پسٹل بھی موجود تھے۔ اور جب ایک کی جیب سے سائیلنسر لگا ہوا ایک مشین پسٹل نکلا تو توصیف کے حلق سے اطمینان بھرا سانس نکل گیا۔ اس نے اس کا میگزین چیک کیا اور پھر وہ ہیرا سنگھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور پہلے اپنی بیلٹ کھول کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے مضبوطی سے باندھ دیئے اور پھر اسی ہیرا سنگھ کی بیلٹ کھول کر اس نے اس کے دونوں

پیر بھی باندھ دیئے۔ اس کے بعد وہ اپنے کپڑے درست کرتا ہوا دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر راہداری میں آیا تو راہداری کی دوسری
سائیڈ پر دو مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے
ہی وہ چونک کر ادھر متوجہ ہوئے۔ توصیف جیب میں ہاتھ ڈالے اطمینان
سے چلتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ خاموشی سے کھڑے
اُسے اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔ ہیرا سنگھ والا کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف
تھا۔ اس لیے انہیں اندر کی سچویشن کا احساس بھی نہ ہو سکا تھا ورنہ
ظاہر ہے وہ اس طرح اطمینان سے نہ کھڑے رہتے۔

”شہنشاہ نے تم دونوں کو اندر بلایا ہے“ ——— توصیف نے
قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اوہ اچھا“ ——— ان دونوں نے چونک کر کہا اور پھر
دونوں اس طرح تیزی سے راہداری میں آگے بڑھ گئے جیسے ایک لمحہ
بھی اگر انہیں دیر ہو گئی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ توصیف بھی
اب خاموشی سے ان کے پیچھے چل پڑا تھا۔ انہوں نے مڑ کر توصیف کو
اپنے پیچھے آتے دیکھا لیکن انہوں نے اس سے کہا کچھ نہیں۔ اور پھر جیسے
ہی وہ دروازہ کھول کر اندر گھسنے لگے توصیف نے مشین پسٹل باہر نکالا
اور دوسرے لمحے مشین پسٹل کی ٹھک ٹھک کے ساتھ ہی وہ دونوں
بری طرح چیختے ہوئے اچھل کر منہ کے بل اندر کمرے میں جا گرے۔
اور ان کے پیچھے ہی توصیف نے چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی
اس نے لات مار کر بھاری دروازہ بھی بند کر دیا۔ ان دونوں میں سے
ایک تو ویسے ہی اوندھے منہ پڑا پھڑکتا رہا مگر دوسرے نے تیزی سے

اُٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ توصیف کی لات پوری قوت سے گھومی اور
وہ بے اختیار چیختا ہوا پیٹھ کے بل دوبارہ نیچے جا گرا۔ اور ایک آدھ بار پھڑک
کر ساکت ہو گیا۔ دوسرا پہلے ہی ساکت ہو چکا تھا۔ توصیف نے جھک
کر پہلے اُسے پلٹا تو وہ مر چکا تھا۔ گولی اُسے پشت پر اس انداز سے لگی تھی
کہ شاید سیدھی اندر دل میں جا گھسی تھی جب کہ دوسرے آدمی کے پہلو
میں گولی لگی تھی۔ اور توصیف نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔ تاکہ اس سے
عمارت کے اندر موجود مسلح افراد کے متعلق پوری معلومات حاصل کر سکے
اور یہ خیال بھی اُسے ان کے قریب پہنچنے پر آیا تھا ورنہ تو وہ دروازہ کھول
کر ہاتھ کے اشارے سے بھی انہیں بلا سکتا تھا۔ دوسرے آدمی کو پلٹ
کر اس نے آگے بڑھ کر ہیرا سنگھ کے پیر میں بندھی ہوئی بیلٹ کھولی،
اور اس آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد اس
نے اُسے اُٹھا کر ایک صوفے پر ڈالا۔ اور اس کے چہرے پر تھپڑوں
کی بارش کر دی۔ دوسرے یا تیسرے تھپڑ پر اُسے ہوش آ گیا اور پھر
توصیف کو اس پر خاصا بے رحمانہ تشدد کرنا پڑا تب جا کر اس نے زبان
کھولی۔ اس نے مسلح افراد کے بارے میں جو تفصیل بتائی تھی۔ اسکے مطابق
اُن دونوں کے علاوہ محل میں صرف بارہ مزید افراد موجود تھے۔ جن میں سے
دو گیٹ کے باہر اور دس افراد اندر تھے۔ چونکہ توصیف کو اب ان کی صحیح
پوزیشنوں کا علم ہو گیا تھا اس لیے اب ان آدمیوں کا خاتمہ اس کے لیے
مشکل نہ تھا۔ اس نے پہلے تو اس آدمی کا خاتمہ کیا اور پھر اس کے ہاتھوں
سے بیلٹ کھول کر اس نے دوبارہ ہیرا سنگھ کے پیر باندھ دیئے، لیکن
اس دوران اُسے اندازہ ہو گیا کہ ہیرا سنگھ ہوش میں آنے والا ہے تو

اس نے اسے اُٹھا کر ایک صوفے پر ڈالا اور مشین پسٹل کا دستہ اس
کی کنپٹی پر مخصوص انداز میں مار کر اُسے مزید لمبے عرصے کے لیے بیہوشی
کی وادی میں دھکیل دیا۔ وہ اُس سے اطمینان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔
جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ ہیرا سنگھ اب اپنے آپ مزید ایک دو
گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آسکتا تو وہ مشین پسٹل سنبھالے دروازہ کھول
کر ایک بار پھر راہداری میں آگیا اور اس کے بعد محل میں موجود اور باہر موجود
دونوں افراد کا خاتمہ کرنے میں اُسے تقریباً پون گھنٹہ لگ گیا۔ جب اُسے پوری
تسلی ہو گئی کہ اب اس محل نما کوٹھی میں سوائے اس ہیرا سنگھ کے کوئی
زندہ آدمی نہیں بچا تو وہ واپس اُس کمرے میں آیا جہاں ہیرا سنگھ پڑا ہوا
تھا۔ تو اس نے جھک کر ہیرا سنگھ کو اُٹھا کر کاندھے پر لادا اور اُسے لیکر
باہر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کا ارادہ ایک بار پھر بدل گیا تھا۔ وہ
اُسے اب آغا کے پاس لے جانا چاہتا تھا تاکہ پوری تفصیل سے اس
سے اس کے گینگ اور اس وائٹ کالر تنظیم کے بارے میں پوچھ گچھ کی
جا سکے۔ پھاٹک کھول کر وہ پہلے کار کو اندر لے آیا۔ اور پھر بیہوش ہیرا سنگھ
کے مُنہ میں رومال ڈال کر اس نے اوپر سے بھی کپڑا باندھ دیا تاکہ راستے میں
اگر اُسے ہوش آ بھی جائے تو وہ شور نہ مچا سکے۔ پھر اُسے کار کی عقبی
سیٹوں کے درمیان ڈال کر اس نے ایک کمرے سے پردہ اُتارا اور اس
پردے کی مدد سے اس ہیرا سنگھ کو اچھی طرح ڈھانپ کر وہ کار کو باہر لے
آیا اور پھر مین پھاٹک بند کر کے وہ کار دوڑاتا اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف
بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی اور فتح مندی کے آثار نمایاں تھے
کیونکہ اس کے نقطۂ نظر سے اس نے اپنے ٹینڈ میں منشیات کے ایک

بہت بڑے اور مرکزی گروہ پر نہ صرف ہاتھ ڈال دیا تھا بلکہ ایک لحاظ
سے اس کا خاتمہ کرنے کے قریب پہنچ چکا تھا اور یہ اس کے نقطۂ نظر
سے ایک خاصی بڑی کامیابی تھی۔

راجرک اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا کام میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ راجرک نے چونک کر سر اُٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اُٹھا لیا۔

"یس راجرک سپیکنگ" ——— راجرک نے تیز لہجے میں کہا۔

"برونٹی بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— یس چیف فرمایئے" ——— راجرک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"راجرک تم نے اس بلیو ربن کے ڈاکٹر آرسن کی ڈائری تو حاصل کر کے سیکشن کو بھجوا دی تھی۔ اور ہیڈ کوارٹر کو بتایا بھی گیا تھا کہ ڈاکٹر آرسن یہ معلومات کسی اور کو نہیں پہنچا سکا" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس ——— آپ لینڈ سے کولگن نے بھی رپورٹ دی تھی

کہ اس نے ایجنٹ ہیرا سنگھ کی مدد سے ایک پیشہ ور قاتل کو اس کی ہلاکت کے لیے تعینات کیا۔ اس پر قاتلانہ حملہ بھی ہو گیا لیکن پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ کافی تلاش کے باوجود اس کا پتہ نہ لگ سکا۔ ابھی اس کی تلاش جاری تھی کہ مجھے اطلاع ملی کہ اُسے یہاں کے سنٹرل ہسپتال میں دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے فوری وہاں ریڈ کرایا اور اسکا خاتمہ تو کر دیا لیکن وہ ڈائری اس سے نہ مل سکی جس کی اطلاع کولگن نے دی تھی۔ البتہ ایک آدمی البرٹ کے متعلق پتہ چل گیا کہ اس نے اس سے ملاقات کی ہے اور ڈائری بھی وہی لے گیا۔ چنانچہ میں نے ایک انتہائی تیز پیشہ ور قاتل کی مدد سے اس کا فوری پتہ چلوا کر اس کا خاتمہ کروایا اور ڈائری لینے کے بعد مزید حفاظتی اقدام کے طور پر اس پیشہ ور قاتل کا بھی اپنے ہاتھوں سے خاتمہ کر دیا۔ اس طرح سارا مسئلہ بخیر و خوبی حل ہو گیا" ——— راجرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ حل نہیں ہوا راجرک بلکہ اور زیادہ بگڑ گیا ہے" ——— دوسری طرف سے برونٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے چیف" ——— راجرک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ لینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں ہیرا سنگھ مارا جا چکا ہے۔ اور اس کا آپ لینڈ میں پورا گروپ بھی حکومت نے گرفتار کر لیا ہے۔ بلکہ وائٹ کالر بنانے والی فیکٹری بھی حکومت نے تباہ کر دی ہے۔ کولگن بھی مارا جا چکا ہے اور اس کے دفتر پر بھی حکام نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ بالکل ایسی ہی کارروائی آپ لینڈ کے ہمسایہ ملک پاکیشیا میں بھی ہوئی ہے۔ وہاں بھی وائٹ کالر کا ایجنٹ شیر خان اور

اس کا پورا گروپ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک اور گروپ جسے بیگم رضا چلا رہی تھی۔ بیگم رضا سمیت انٹیلی جنس کے قبضے میں چلا گیا ہے۔ وہاں کی فیکٹری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ وائٹ کالر کا وہاں ایجنٹ سیلنگ اور اس کا پورا گروپ بھی گرفتار کیا جا چکا ہے" ــــ برونٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کی باتیں سن کر راجرک کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یہ کیسے ممکن ہے چیف ــــ یہ تو دونوں ممالک میں وائٹ کالر کا پورا سیٹ اپ ہی جڑ سے اکھاڑ دیا گیا ہے" ــــ راجرک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیٹ اپ اور ایجنٹس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ان کی جگہ دوسرے لوگ لائے جا سکتے ہیں۔ اصل مسئلہ سیلنگ کی گرفتاری ہے کیونکہ سیلنگ واحد آدمی ہے جس کے پاس وائٹ کالر کا اصل فارمولا ہے۔ کولگن کے پاس بھی تھا اور ڈاکٹر آرسن نے اس سے یہی فارمولا حاصل کر لیا تھا جو ڈائری میں درج تھا۔ اس لیے مجھے وہ ڈائری بلیو لائن تک پہنچنے سے پہلے چاہیے تھی۔ ڈائری مل گئی اور فارمولا بچ گیا۔ اب کولگن بھی مارا گیا ہے۔ لیکن سیلنگ مارا نہیں گیا۔ گرفتار ہو گیا ہے۔ اس لیے فارمولا ایک بار پھر خطرے میں آ چکا ہے" ــــ برونٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ چیف ــــ واقعی یہ تو انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ کیا سیلنگ کے پاس فارمولا تحریر شدہ ہے" ــــ راجرک نے چونک کر پوچھا۔

"کولگن نیا آدمی تھا اس لیے اس کے پاس تحریر شدہ تھا جہاں سے

ڈاکٹر آرسن نے اڑا لیا۔ مگر سیلنگ پرانا آدمی ہے۔ اسے زبانی یاد ہے تحریر شدہ نہیں ہے" ــــ برونٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو سیلنگ کو فوری رہا کروانا ہو گا۔ تاکہ فارمولا ان کے ہاتھ نہ لگ جائے" ــــ راجرک نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے وہاں مختلف لوگوں سے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس ــــ بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے شیر خان اور بیگم رضا گروپ کا خاتمہ کیا ہے۔ سیلنگ کے تمام ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔ صرف سیلنگ کو گرفتار کیا گیا ہے اور یہ گرفتاری ایک شخص علی عمران کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے اور یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لیے بھی کام کرتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تمہارا پرانا دوست ماسٹر کلرز کا جوانا بھی اس علی عمران کا ملازم ہے" ــــ برونٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اوہ چیف اب میں سمجھ گیا۔ مجھے جوانا نے ایک ملاقات میں اپنے باس کے بارے میں تفصیل بتائی تھی۔ اس کے مطابق یہ شخص علی عمران دنیا کا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بظاہر انتہائی خوش طبع اور معصوم سا آدمی ہے لیکن درحقیقت انتہائی ذہین اور شاطر آدمی ہے۔ اور نہ صرف شاطر ہے بلکہ مارشل آرٹ کا بھی بہت بڑا ماہر ہے۔ اس نے جوانا کو باقاعدہ لڑائی میں شکست دے دی تھی تب ہی جوانا اس کا ملازم بنا تھا" ــــ راجرک نے تیز لہجے میں کہا۔

"بالکل وہی ــــ مجھے بھی اس کے متعلق ایسی ہی معلومات ملی ہیں۔ اس نے اگر سیلنگ سے وائٹ کالر کا فارمولا حاصل کر لیا تو سمجھو

کہ صورت حال انتہائی خطرناک ہو جائے گی۔ اگر فارمولا سیلنگ نے اب تک نہیں بتایا تو پھر سیلنگ کا خاتمہ ضروری ہے اور اگر یہ فارمولا اس علی عمران کے پاس پہنچ چکا ہے تو پھر اس کا خاتمہ ہر صورت میں ہونا چاہئے"۔ بروڈنٹی نے کہا۔

" بالکل ہو جائے گا باس ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آج ہی سپیشل گروپ لے کر پاکیشیا پہنچ جاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جلد ہی خوشخبری سنیں گے" ۔۔۔ راجرک نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

" او۔کے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ راجرک نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس بلیک بول رہا ہوں" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"راجرک بول رہا ہوں بلیک" ۔۔۔ راجرک نے کہا۔

" اوہ یس باس حکم کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک نے چونکے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم نے میرے ساتھ آج ہی پاکیشیا جانا ہے۔ فوری طور پر کوئی چارٹرڈ جیٹ طیارہ پاکیشیا کے دارالحکومت کے لیے ہائر کراؤ۔ دوسرے کاغذات بھی تیار کراؤ۔ وہاں کے کسی اچھے سے ہوٹل میں رہائش کا انتظام بھی کر لینا۔ تم تو گئے ہوئے ہو ناں پاکیشیا" ۔۔۔ راجرک نے کہا۔

" یس باس ۔۔۔ کئی بار گیا ہوں، لیکن یہ اچانک وہاں جانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے" ۔۔۔ بلیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" پاکیشیا میں وائٹ کالر کا سارا سیٹ اپ ختم کر دیا گیا ہے اور سیلنگ جو وہاں وائٹ کالر کا انچارج تھا سیکرٹ سروس کے لیے کام کرنے والے ایک شخص علی عمران کے قبضے میں چلا گیا ہے اور سیلنگ وائٹ کالر کا فارمولا جانتا ہے۔ اس لیے چیف باس کو خطرہ ہے کہ اگر اس علی عمران نے وائٹ کالر کا فارمولا حاصل کر لیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری تنظیموں کے ہاتھوں یہ فارمولا فروخت کر دے۔ اس طرح وائٹ کالر کا سارا کاروبار ہی ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ اس لیے ہم نے وہاں جا کر فوری طور پر اس سیلنگ اور عمران دونوں کا خاتمہ کرنا ہے" ۔۔۔ راجرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن ان دونوں کو وہاں تلاش کہاں کیا جائے گا" ۔۔۔ بلیک نے حیران ہو کر کہا۔

" اس کی تم فکر نہ کرو ۔۔۔ ماسٹر کلرز کا جوانا میرا پرانا دوست ہے۔ وہ اس علی عمران کا ملازم ہے۔ اور جوانا جیسا آدمی وہاں چھپ نہیں سکتا۔ میں اسے تلاش کر لوں گا اور پھر اس کے ذریعے اس علی عمران تک آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے" ۔۔۔ راجرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ میں انتظامات کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے بلیک نے کہا اور راجرک نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا ابھر آیا تھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ ہیون کلب" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"مٹوتھی سے بات کراؤ ـــ میں راجرک بول رہا ہوں" ـــ راجرک نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــ ہولڈ آن کریں" ـــ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــ مٹوتھی بول رہا ہوں" ـــ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر موجود تھا۔

"مٹوتھی میں راجرک بول رہا ہوں" ـــ راجرک نے کہا۔

"اس لیے تو میں حیران ہو رہا ہوں کہ آج راجرک کو مٹوتھی کیسے یاد آگیا" ـــ مٹوتھی نے کہا اور راجرک دھیرے سے ہنس پڑا۔

"ماسٹر کلرز کے جوانا کے بارے میں کچھ معلومات چاہئیں تھی۔ اور مجھے معلوم ہے کہ وہ جب بھی ایکریمیا آتا ہے۔ تم سے ضرور ملتا ہے" ـــ راجرک نے کہا۔

"ہاں ـــ لیکن وہ تو ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا میں ہے۔ وہ اب مستقل وہیں رہتا ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس نے پرانا دھندہ چھوڑ دیا ہے" ـــ مٹوتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے مٹوتھی۔ لیکن اس کے باوجود میں اس سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔ اس کا کوئی فون نمبر، یا پتہ وغیرہ تمہارے پاس ہو تو بتا دو" ـــ راجرک نے کہا۔

"اس کا ذاتی فون نمبر تو نہیں۔ البتہ وہ جس شخص علی عمران کے پاس ملازم ہے۔ اس کا پتہ میرے پاس ہے۔ اس کے ذریعے جوانا سے ملاقات ہو سکتی ہے" ـــ دوسری طرف سے مٹوتھی نے کہا اور راجرک چونک پڑا۔

"کیا پتہ ہے۔ وہی بتا دو" ـــ راجرک نے کہا۔ اور مٹوتھی نے اسے عمران کے فلیٹ کا نمبر اور پتہ بتا دیا۔

"شکریہ ـــ اب میں اس سے رابطہ کر لوں گا" ـــ راجرک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ اس کا اصل ٹارگٹ بھی علی عمران تھا اور اس کا پتہ مل جانا اس کے لحاظ سے مشن کی کامیابی کے لیے نیک شگون کی حیثیت رکھتا تھا۔

عمران نے دانش منزل کے سپیشل گیسٹ روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ گیسٹ روم میں ایک قوی ہیکل نوجوان قالین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا۔ یہ سیلنگ تھا وائٹ کالر نامی تنظیم کا پاکیشیا میں ایجنٹ۔ شیر خان اور جم رسنا کے گروپوں کو تو سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بڑی اچھی طرح سنبھال لیا تھا۔ اور اس معاملے میں فیاض نے واقعی شاندار کارکردگی دکھائی تھی کہ نہ صرف ان دونوں کے مکمل گروپ بلکہ ان کے منشیات سے بھرے ہوئے گودام اور فیکٹریوں پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اس سیلنگ کا پتہ لگانے کے لیے عمران کو خاصی جدّوجہد کرنی پڑی تھی لیکن اس نے بہر حال اس کا پتہ چلا لیا تھا۔ سیلنگ کے ساتھ دس افراد کا گروپ تھا جس کا تو خاتمہ کر دیا گیا مگر عمران نے سیلنگ سے وائٹ کالر کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے اُسے صفدر اور

کیپٹن شکیل کے ہاتھوں دانش منزل بھجوا دیا تھا اور اب اس کے دفتر اور رہائش گاہ کی مکمل تلاشی کے بعد دانش منزل آیا تھا۔ سیلنگ کے دفتر اور رہائش گاہ کی مکمل تلاشی کے باوجود وائٹ کالر کے سلسلے میں کوئی اہم بات معلوم نہ ہوئی تھی۔ صرف چند اشارے ضرور ملے تھے اور اب عمران سیلنگ سے وائٹ کالر کے بارے میں مکمل تفصیل معلوم کرنا چاہتا تھا عمران نے دروازہ لاک کیا اور آگے بڑھ کر اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب سیلنگ کے جسم میں حرکت کا احساس نمودار ہوا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اور دروازے کے ساتھ موجود ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ یہ کرسی زمین میں فکس تھی۔ عمران نے کرسی کے دائیں طرف کے نچلے پائے پر پیر موڑ کر ایک بٹن کو پریس کیا تو کرسی کے دائیں بازو پر چٹاک کی آواز کے ساتھ ایک پلیٹ سی باہر نکل آئی جس پر چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ اُسی لمحے سیلنگ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں لیکن عمران کرسی پر خاموش بیٹھا اُسے ہوش میں آتا دیکھتا رہا۔ سیلنگ چند لمحوں تک تو نیم بیہوشی کے عالم میں پڑا رہا پھر یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اُسی لمحے اس کی نظریں سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران پر پڑیں تو وہ اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار کسی انسان کو دیکھ رہا ہو۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں بے پناہ حیرت موجود تھی۔

"تمہیں ہوش آ گیا مسٹر سیلنگ" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم ـــ تم کون ہو ـــ اور میں کہاں ہوں" ـــ سلینگ نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ حیرت سے اس کمرے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے بچے زندگی میں پہلی بار چڑیا گھر میں داخل ہو کر جانوروں سے بھرے ہوئے پنجروں کو دیکھتے ہیں۔

"مسٹر سلینگ تم پاکیشیا میں وائٹ کالر کے مین ایجنٹ ہو۔ اور یہاں تم لوگوں نے منشیات کی سپلائی کے لیے شیرنان گروپ کو اپنا سب ایجنٹ بنایا ہوا تھا۔ نیلم نگر میں دو فیکٹریاں بھی لگا رکھی تھیں اور دارالحکومت میں اور نیلم نگر میں تمہارے منشیات سے بھرے ہوئے کئی سٹورز بھی تھے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں" ـــ عمران کا لہجہ اُسی طرح خشک اور سپاٹ تھا۔

"تم ہو کون ـــ پہلے یہ بتاؤ" ـــ سلینگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اس کی جیکٹ کی جیبوں میں پہنچ گئے۔

"میں خدائی فوجدار ہوں" ـــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"خدائی فوجدار ـــ وہ کیا ہوتا ہے" ـــ سلینگ نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے میں ہر معاملے میں ملوث ہوں" ـــ عمران نے خدائی فوجدار کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا ـــ اس کا مطلب ہے کہ تم وائٹ کالر کو بلیک میل کر کے رقم کمانا چاہتے ہو۔ بولو کتنی رقم چاہیئے تمہیں" ـــ سلینگ نے

اس بار خاصے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"کس بات کی رقم دینے پر تیار ہو تم" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس بات کی کہ تم مجھے یہاں سے جانے دو اور آئندہ وائٹ کالر کے راستے میں نہ آؤ گے" ـــ سلینگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے رقم نہیں صرف اتنا بتا دو کہ وائٹ کالر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کی کیا تفصیلات ہیں" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ ـــ تو تم زیادہ اونچا اُڑنا چاہتے ہو۔ تمہاری مرضی" ـــ سلینگ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی پھرتی اور برق رفتاری سے عمران پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی سلینگ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ عمران سے تقریباً دو فٹ کے فاصلے پر قالین پر گر کر بُری طرح تڑپنے لگا۔ اب عمران اور اس کے درمیان شفاف شیشے کی ایک دیوار زمین سے چھت تک قائم نظر آ رہی تھی۔ عمران نے دوسرا بٹن دبایا تو قالین پر گر کر اُٹھنے کی کوشش کرتا ہوا سلینگ اس طرح فضا میں اُچھلا جیسے وہ کسی کھلتے ہوئے سپرنگ پر بیٹھا ہوا ہو۔ دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے نیچے گرا اور اس کی چیخ سے کمرہ گونج اُٹھا۔ نیچے گرتے ہی وہ پہلے سے بھی زیادہ زوردار جھٹکے سے اوپر کو اُٹھا اور اس بار چھت سے ٹکرا کر پہلے سے زیادہ زوردار دھماکے سے نیچے گرا۔ اس بار اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے کمرہ اس کی چیخوں سے گونجنے لگا۔ وہ اب مسلسل کسی گیند کی طرح اُچھل کر چھت سے ٹکراتا

اور پھر دھماکے سے نیچے فرش پر گرتا اور ایک بار پھر چیختا ہوا فضا میں اُٹھ جاتا۔

"تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی ہزاروں جگہوں سے ٹوٹ جائے گی سلینگ"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک اس شیطانی چکر کو روک دو"۔۔۔۔ یک لخت سلینگ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک بٹن کو پریس کر دیا تو قالین پر دھماکے سے گرنے کے بعد اسپار سلینگ اوپر کو نہ اُچھلا۔ اور وہیں لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو چکا تھا اور وہ ہانپنے کے ساتھ ساتھ انتہائی کربناک انداز میں کراہ رہا تھا۔

"بولو ورنہ"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا۔۔۔۔ ایکریمیا میں ہے۔۔۔۔ ولنگٹن میں ہے"۔۔۔۔ سلینگ نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے پُوچھا۔

"تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے، نہ میں کبھی ہیڈ کوارٹر گیا ہوں۔ راجرک ہم سب کو کنٹرول کرتا ہے۔ ریڈ سپاٹ کلب کا مالک اور منیجر راجرک"۔۔۔۔ سلینگ نے رُک رُک کر کہا اور پھر کراہتا ہوا اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے سر سے اور چہرے سے خون بہہ رہا تھا چہرے پر رگڑوں اور زخموں کے کئی نشانات نظر آ رہے تھے اور وہ مسلسل اس طرح کراہ رہا تھا جیسے اس کے جسم میں موجود کئی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔

"چیف کون ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"راجرک"۔۔۔۔ سلینگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا قد و قامت۔ جسامت اور حُلیہ تفصیل سے بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا اور سلینگ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں تفصیل بتائی اور پھر یکلخت ایک جھٹکے سے گرا اور ساکت ہو گیا۔ وہ شاید اندرونی تکلیف کی شدت کی وجہ سے بیہوش ہو چکا تھا۔ عمران خاموشی سے اُٹھا اور سپیشل گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ دروازہ لاک کر کے وہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ سر سلطان کا فون آیا تھا۔ آپ گیسٹ روم میں تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جیسے ہی آپ فارغ ہوں فوراً انہیں فون کر لیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی سنبھالی اور پھر رسیور اُٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"پی۔ اے۔ ون سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"پی۔ اے۔ ون۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔ آپ عمران صاحب بات کر رہے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ اس نے شاید آواز پہچان لی تھی، لیکن عمران کے فقرے کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔

"کمال ہے۔۔۔۔ اتنے بڑے نجومی ہو کہ آواز سے نام معلوم

کر لیتے ہو۔ اور پی۔ اے۔ ون کا پتہ نہیں۔ بھائی اگر تم پی۔ اے۔ ٹو
سیکرٹری خارجہ ہو تو پی۔ اے۔ ون سیکرٹری خارجہ بھی تو ہو گا۔
بلکہ ہو سکتا ہے پی۔ اے تھری فور فائیو بھی ہو۔ آخر سیکرٹری صاحب
کا عہدہ بہت بڑا عہدہ ہے۔ وفاقی حکومت کے سیکرٹری ہیں۔ کسی
چندہ جمع کرنے والی ایجنسی کے سیکرٹری تو نہیں ہیں کہ پی۔ اے رکھنا تو
ایک طرف رسید بک چھپوانے کے لیے بھی انہیں چندہ جمع کرنا پڑتا ہو"۔۔۔۔
عمران کی زبان رواں ہو گئی اور دوسری طرف سے پی اے کی اونچی ہنسی
سنائی دی۔

"بالکل رائٹ فرمایا آپ نے۔ لیکن پی۔ اے ون تو خود سیکرٹری صاحب
ہی ہو سکتے ہیں۔ لیجئے بات کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے
نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔۔ سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سر سلطان
کی باوقار اور گھمبیر آواز سنائی دی۔

"ارے ارے اتنے اچھے القاب ملے ہوئے ہیں۔ پی۔ اے ون
سیکرٹری خارجہ سر سلطان ذیشان۔ ہمہ وقت پریشان۔ بے ۔۔۔۔
اوہ۔ اوہ سوری۔۔۔۔ باایمان۔۔۔۔ چلئے اس کے بعد آپ وغیرہ وغیرہ
پر ہی گزارہ کر لیجئے۔ یہ وغیرہ وغیرہ واقعی بہت سی الجھنوں سے آدمی
کو بچا لیتا ہے۔ اب کیا کسی الجھن کا ذکر کروں۔ اسے بھی وغیرہ وغیرہ ہی
سمجھ لیں۔ لیکن آپ اتنے وغیرہ وغیرہ القابات کے باوجود صرف
سلطان کہہ کر کسر نفسی بلکہ کسورِ نفسی کا مظاہرہ کر دیتے ہیں"۔۔۔۔ عمران
کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"مکمل کر لی تم نے اپنی بات۔ کچھ اور بھی کہنا ہو تو کہہ ڈالو"۔۔۔۔
سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے آپ کا لہجہ بتا رہا ہے کہ آپ ناراض ہو گئے ہیں۔
ایک تو عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ناراضگی کا گراف بھی شاید ساتھ ساتھ ہی
بڑھتا رہتا ہے۔ اور میں آپ کے اس گراف کو مزید بلند نہیں کرنا چاہتا۔
آخر آپ ۔۔۔۔۔"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہونے ہی لگی تھی
کہ سر سلطان نے اس کی بات کاٹ ڈالی۔

"تمہاری زبان واقعی نہیں رک سکتی۔ اور میرے پاس اتنا وقت
نہیں ہے۔ اس لیے میری بات سن لو۔ پھر میں فون رکھ دوں گا اس کے
بعد تم جس قدر چاہو اپنی شیریں گفتاری کا مظاہرہ کرتے رہنا"۔۔۔۔
سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران ان کے خوبصورت فقرے
پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے خوبصورت فقرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی آپ کی
ریٹائرمنٹ میں کافی عرصہ پڑا ہے۔ اس لیے یار زندہ صحبت باقی بلکہ میرا
خیال ہے یہ محاورہ اس طرح کہنا چاہیئے کہ صاحب سیکرٹری خارجہ
صحبت باقی۔ اس لیے فرمائیے کیسے یاد کیا تھا مجھ حقیر فقیر ہیچمدان بندہ
نادان کو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار سر سلطان بھی شاید نہ چاہنے
کے باوجود ہنس پڑے۔

"غلطی ہو گئی تھی۔۔۔۔ معافی چاہتا ہوں"۔۔۔۔ سر سلطان
بھی شاید موڈ میں آ گئے تھے۔

"معاف کیا میں نے تو کیا میرے باورچی آغا سلیمان پاشا نے بھی

معاف کیا۔ اور اس کی معافی بہت بڑا اعزاز ہے جناب۔ آج تک میری آرزو ہی رہی کہ شاید کبھی وہ اپنی سابقہ تنخواہوں، بونس، الاؤنسز اور اوور ٹائم کے بل معاف کردے گا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"او۔ کے۔۔۔۔ جب وہ معاف کردے اور تمہاری خاک شدہ آرزو دوبارہ نمو پذیر ہو جائے تو مجھے فون کرلینا۔ فی الحال میں کام میں مصروف ہوں" دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"ابھی تو میں نے صرف تنخواہوں۔ بونس۔ الاؤنسز اور اوور ٹائم کے بلوں کی بات کی ہے اور صاحب بھاگ گئے ہیں۔ اگر بل کی تفصیل بتا دیتا تو شاید اس دنیا سے ہی۔۔۔۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سر سلطان کو واقعی زچ کر دیتے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ نام تو مردوں والا ہے۔ پھر"۔۔۔۔ عمران نے اس طرح چونک کر حیران ہوتے ہوئے کہا کہ بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"نام۔۔۔۔ کس کا نام"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سر سلطان مردوں والا نام نہیں ہے۔ پھر تم یہ زچہ اور زچگی جیسے الفاظ ان کے لیے کیوں بول رہے ہو کہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے انداز میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس

پڑا۔ وہ اب سمجھا تھا کہ عمران نے زچ کے لفظ سے زچہ اور زچگی کا مخفف بنالیا تھا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ زچ ہندی کا لفظ ہے۔ جب کہ زچہ اور زچگی فارسی زبان کے الفاظ ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

کمال ہے۔۔۔۔ جب ہندی میں مرد اور فارسی میں عورت تو انگریزی زبان میں کیا ہوگا۔ تمہارا نام بلیک زیرو بھی تو انگریزی زبان میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ عمران نے بڑے بلیغ اور خوبصورت انداز میں اسے تیسری جنس بنا دیا تھا۔ اسی دوران عمران دوبارہ سر سلطان کے نمبر ڈائل کر چکا تھا۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ صاحب سے پوچھو اگر وہ فارغ ہوں تو مجھ سے دو چار باتیں کرلیں"۔۔۔۔ عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب آپ سنجیدہ ہو رہے ہیں۔ اور سچی بات کہوں کہ آپ کا سنجیدہ لہجہ نامانوس سا لگتا ہے۔ بہر حال صاحب سے بات کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔۔ جناب میں علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی انتہائی سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

"بولو۔ میں نے منع تو نہیں کیا تمہیں بولنے سے" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ عمران کے لہجے سے ہی سمجھ گئے تھے کہ عمران ان کے فون بند کر دینے پر ناراض ہو رہا ہے۔ اور ظاہر ہے وہ چاہے خود کتنا غصہ کر لیں لیکن عمران کی ناراضگی وہ واقعی ایک لمحے کے لیے بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اور سر سلطان کے لہجے میں اس قدر محبت تھی کہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بزرگ درست کہتے ہیں کہ بڑے لوگوں کی بڑی بات ہوتی ہے۔ اگر بات کر دو تو کہتے ہیں۔ مت بولو سننے کا وقت نہیں ہے اور اگر سنجیدہ ہو جاؤ تو کہتے ہیں بولو۔ تمہیں بولنے سے کسی نے منع کیا ہے۔ بہر حال اب میں سرکاری خزانے پر تیسری کال کا خرچہ نہیں ڈالنا چاہتا۔ اس لیے فرمائیے کیسے یاد کیا تھا آپ نے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے منشیات کے بڑے گروہوں کی گرفتاری میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی مدد کی تھی" ـــــ سر سلطان کا لہجہ بھی مسکراتا ہوا تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض کی مدد اور مجھ جیسا غریب آدمی کرے۔ میں تو اس کے مانگے ہوئے فلیٹ میں رہتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور سر سلطان اس بار بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہر حال تم اسے تسلیم کرو یا نہ کرو۔ تمہارے ڈیڈی کا یہی خیال ہے اور انہوں نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ ان گروپوں کے قبضے سے جو منشیات پکڑی گئی ہے۔ اس کے لیبارٹری تجزیے سے ایک نئی بات سامنے آئی ہے کہ اس میں سرے سے نشے کا کوئی عنصر موجود ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں سلو پوائزن کی خاصیت موجود ہے۔ اب قانونی طور پر ان گروہوں کو منشیات کے جرم میں سزا نہیں دی جا سکتی۔ زیادہ سے زیادہ یہی کیا جا سکتا ہے کہ ایسی دوا کو غیر قانونی طور پر سٹور کرنے اور فروخت کرنے کے جرم میں انہیں عدالت میں پیش کیا جائے اور تم اس بارے میں بہتر سمجھ سکتے ہو کہ منشیات کے مقابلے میں اس جرم کی سزا کس قدر معمولی ہوتی ہے۔ اس لیے تمہارے ڈیڈی بے حد پریشان ہیں۔ کیونکہ اس کیس کی اخبارات نے بے پناہ کوریج کی ہے۔ اور بین الاقوامی طور پر بھی اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اب جب اس کا لیبارٹری تجزیہ سامنے آئے گا تو تم بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو کہ تمہارے ڈیڈی اور ان کے محکمے کا کیا حشر ہو گا" ـــــ سر سلطان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے" ـــــ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ممکن تو نہیں ہے لیکن حقیقت یہی ہے۔ تمہارے ڈیڈی نے نہ صرف ملکی لیبارٹری بلکہ غیر ملکی کئی لیبارٹریوں سے بھی اس کا تجزیہ کرایا ہے۔ سب کی یہی رپورٹ ہے کہ یہ منشیات نہیں ہے" ـــــ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ پھر تو واقعی سنٹرل انٹیلی جنس کی خاصی بے عزتی ہو گی لیکن اب ڈیڈی کیا چاہتے ہیں" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں جناب ایکسٹو سے درخواست کروں کہ وہ اس کیس پر کام کریں کیونکہ ان گروہوں سے یہ بات بھی معلوم

ہوئی ہے کہ انہیں کوئی غیر ملکی تنظیم وائٹ کالر کنٹرول کرتی تھی"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"دوسرے لفظوں میں ڈیڈی اب اپنے محکمے کی بے عزتی کو سیکرٹ سروس کی طرف ٹرانسفر کر دینا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے باپ کی میراث بیٹے کو ہی جاتی ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور عمران اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب ۔۔۔۔ اب واقعی آپ کو فقرہ کسنا آ گیا ہے۔ ٹھیک ہے جناب باپ کی میراث کو بھگتنا ہی پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے سر سلطان کے اس خوبصورت اور گہرے فقرے سے پوری طرح محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"او۔ کے ۔۔۔۔ میں آرڈر کر دیتا ہوں۔ فائل تمہیں پہنچ جائے گی"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب کہ یہ منشیات نہ ہو جب کہ یہ دونوں گروپ کام ہی منشیات کا کرتے تھے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جو کہ لاؤڈر کے ذریعے ساری گفتگو سن رہا تھا بے اختیار بول پڑا۔

"واقعی انتہائی حیرت کی بات ہے۔ اب مجھے خود اس کا تجزیہ کرنا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے آپ یہ بات اسی سیلنگ سے پوچھ لیں۔ ورنہ آپ کے تجزیے سے کیا ہو گا۔ جب کہ سر سلطان کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ڈیڈی نے ملکی تو کیا غیر ملکی لیبارٹریوں سے بھی اس کا تجزیہ کرایا ہے"

بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ ہاں تمہاری بات بھی درست ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیزی سے مڑا اور آپریشن روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ سپیشل گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں واقعی کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کہ منشیات جیسی چیز کس طرح عام سی دوا میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے سپیشل گیسٹ روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ سیلنگ کو جس حالت میں چھوڑ گیا تھا سیلنگ اس سے مختلف حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے جا کر کرسی کے بازو پر موجود بٹن پلیٹ میں ایک مخصوص بٹن پریس کیا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ شفاف شیشے کی دیوار چھت میں غائب ہو گئی۔ اور عمران آگے بڑھ گیا۔ اس نے سیلنگ کو سیدھا کیا تو بے اختیار اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ سیلنگ مر چکا تھا۔ شاید وہ بیہوشی کے عالم میں ہی پھڑک پھڑک کر مرا تھا۔ کوئی ایسی اندرونی چوٹ اسے آ گئی تھی جسے اس کا دل طویل عرصے تک برداشت نہ کر سکا تھا۔ عمران مڑا اور ایک بار پھر گیسٹ روم سے باہر آ گیا۔

"کیا ہوا ۔۔۔۔ اتنی جلدی بتا دیا اس نے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو اس قدر جلد واپس آتے دیکھ کر کہا۔

"وہ اب منکر نکیر کو بتا رہا ہو گا۔ اس کی لاش اٹھوا کر برقی بھٹی میں ڈلوا دینا۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض سے مل لوں تاکہ ان لیبارٹریوں کے تجزیے بھی چیک کر لوں اور کچھ مقدار اس سے

حاصل کر کے اس کا ذاتی طور پر بھی تجزیہ کر دیکھوں" ——— عمران نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

پاکیشیا کے ایک بڑے ہوٹل کے کمرے میں راجرک اور بلیک دونوں موجود تھے۔ وہ دونوں میک اپ میں تھے۔ راجرک کے ہاتھ میں رسیور تھا اور وہ تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھا۔ چارٹر جیٹ جہاز نے انہیں تھوڑی دیر پہلے ہی پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچایا تھا اور چونکہ اسی ہوٹل میں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے اس لیے ائیرپورٹ سے نکل کر وہ سیدھے ہوٹل پہنچے تھے۔ بلیک بریف کیس اپنے کمرے میں رکھ کر راجرک کے کمرے میں آ گیا تھا۔ ان دونوں نے پہلے تو تھوڑی سی شراب نوشی کر کے سفر کی تھکان دور کی اور پھر راجرک نے کمرے میں موجود فون کو ڈائریکٹ کیا اور ڈھونڈھی سے ملنے والے عمران کے فون نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی سلیمان بول رہا ہوں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"علی عمران صاحب ہیں۔ میں ان کا دوست فریڈرک بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے"۔۔۔۔ راجرک نے بڑے مہذب انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ وہ صبح سے گئے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ان کی واپسی کب تک متوقع ہے۔ مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آجائیں تو پلک جھپکنے میں آجائیں اور نہ آئیں تو ایک ہفتہ کیا ایک مہینے تک نہ آئیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ اور راجرک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب کیا کیا جائے"۔۔۔۔ راجرک نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اس کے فلیٹ کی نگرانی کی جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"ایک منٹ۔۔۔۔ اس سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ سے کیوں نہ بات کی جائے۔ کیس تو اسی نے ڈیل کیا ہے۔ کم از کم اس سے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ سیلنگ کہاں ہے"۔۔۔۔ راجرک نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر اس کا ڈائریکٹ کرنے والا بٹن پریس کر کے اس کا رابطہ ہوٹل ایکس چینج سے کر دیا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب سے بات کرنی ہے"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور راجرک نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی گھنٹی بج اٹھی اور راجرک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ صاحب سے بات کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ راجرک نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یس۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فیاض بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سخت اور رعب دار لہجے میں جواب دیا گیا۔

"میرا نام کارسن ہے اور میں گریٹ لینڈ کے سب سے معروف اخبار ڈیلی گڈ نیوز کا چیف کرائم رپورٹر ہوں۔ آپ نے پاکیشیا میں منشیات کے جن گردیوں کو گرفتار کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا اخبار ایک سپیشل فیچر شائع کرنا چاہتا ہے۔ جس میں آپ کی تصویر اور انٹرویو بھی شامل ہو گا۔ اور جناب یہ بھی بتا دوں کہ ڈیلی گڈ نیوز پوری دنیا کے دو سو ممالک میں پڑھا جاتا ہے۔ اور پندرہ زبانوں میں چھپتا ہے اور جسے ہم سپیشل فیچر کہتے ہیں وہ تمام ملکوں سے شائع ہونے والے ایڈیشنز میں بیک وقت شائع کیا جاتا ہے اگر آپ وقت دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی"۔۔۔۔ راجرک نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

آپ دفتر تشریف لے آئیں۔ میں اس وقت فارغ ہوں۔ انٹرویو ہو سکتا ہے"—— دوسری طرف سے فیاض نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ —— میں اور ہمارا چیف فوٹو گرافر دونوں ہی ابھی حاضر ہو جاتے ہیں"—— راجرک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو بلیک وہ ڈیلی گڈ نیوز والے سپیشل کارڈ ساتھ لے لو۔ اور ایک کیمرہ ہوٹل کی شاپ سے خرید لیں گے"—— راجرک نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک بھی سر ہلاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ نیچے چلیں میں کارڈ لے کر آتا ہوں"—— بلیک نے کہا اور راجرک سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نیچے پہنچ کر اس نے سب سے پہلے ہوٹل کی شاپ سے ایک قیمتی کیمرہ اور فلم خریدی۔ اس نے خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا تھا کہ کیمرہ گریٹ لینڈ کا بنا ہوا ہو۔ کیمرے میں فلم لوڈ کر کے وہ جیسے ہی شاپ سے باہر آیا بلیک بھی پہنچ گیا۔ اور اس نے ایک خصوصی قسم کا شناختی کارڈ راجرک کی طرف بڑھا دیا راجرک نے اُسے کھول کر ایک نظر دیکھا اور پھر اُسے جیب میں ڈال لیا۔ اور کیمرہ بلیک کی طرف بڑھا دیا۔

"اس میں فلم لوڈ ہے"—— راجرک نے کہا اور بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ بیورو کی شاندار عمارت میں داخل ہو کر جیسے ہی انہوں نے استقبالیہ پر اپنے نام لیے انہیں فوراً سپرنٹنڈنٹ فیاض کے دفتر پہنچا دیا گیا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض دفتر میں موجود نہ تھا۔

"صاحب بڑے صاحب کے پاس گئے ہیں آپ بیٹھیں"—— چپڑاسی نے انہیں شاندار انداز میں سجے ہوئے وسیع دفتر میں لے جاتے ہوئے کہا اور راجرک اور بلیک دونوں سر ہلاتے ہوئے صوفہ نما کُرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"خاصا شاندار دفتر ہے"—— راجرک نے دفتر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— یہاں کے لوگ کام کرنے سے زیادہ نمائش پر زور دینے کے عادی ہیں"—— بلیک نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور راجرک ہنس پڑا۔

"کام تو انہوں نے خاصا بڑا دکھایا ہے۔ پورا سیٹ اپ ہی ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ تم کہتے ہو یہ کام نہیں کرتے"—— راجرک نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک بھی مُسکرا دیا۔

"اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے۔ بہرحال ابھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب ہوا کیسے"—— بلیک نے کہا اور راجرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد پردہ ہٹا اور ایک باوردی آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ دونوں اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام کارسن ہے اور میں ڈیلی گڈ نیوز کا چیف کرائم رپورٹر ہوں"۔ راجرک نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا —— ٹھیک ہے۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض

ہوں"۔۔۔۔ آنے والے نے چونک کر مصافحے کے لیے بڑھا ہوا ہاتھ
تھامتے ہوئے راجرک سے کہا۔ اس کے چونکنے کا انداز ایسا تھا جیسے
اُسے ان دونوں کی آمد کا یاد ہی نہ رہا ہو اور اب کارسن کے تعارف کرانے
پر اُسے یاد آیا ہو کہ اس نے انہیں انٹرویو کی دعوت دی تھی۔

"یہ بلیک ہے ۔۔۔۔ ہمارا چیف کیمرہ مین"۔۔۔۔ راجرک نے
بلیک کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے جناب میری ساری زندگی
فوٹو بنانے میں گزری ہے۔ میں نے کروڑوں نہیں تو لاکھوں مشہور شخصیات
کی تصویریں کھینچی ہیں لیکن جو سکرین بیوٹی آپ کے فیس میں ہے۔
ایسی کم ہی میں نے کسی میں پائی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس
باوقار اور خوبصورت یونیفارم میں آپ کا فل پورٹریٹ بناؤں۔ مجھے
یقین ہے کہ پوری دُنیا میں ایسی وجیہہ اور دلکش شخصیت کا پورٹریٹ
دوسرا نہ ہو گا اور ابھی دو ماہ بعد پورٹریٹ کا ایک عالمی مقابلہ ہونے والا
ہے اور میں سو فیصد گارنٹی دیتا ہوں کہ آپ کے پورٹریٹ کو پہلا انعام
ملے گا"۔۔۔۔ بلیک نے مصافحہ کرنے کے ساتھ ساتھ سپرنٹنڈنٹ
فیاض کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیئے۔
اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چہرہ اپنی تعریف سُن کر گلاب کے پھول کی
طرح کِھل اُٹھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک اُبھر آئی۔

"شکریہ ۔۔۔۔ ضرور۔ ضرور مسٹر"۔۔۔۔ فیاض کے مُنہ سے
بے پناہ مُسرت کی وجہ سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے۔ اور پھر فیاض
نے ان دونوں کے لیے فوری طور پر چپڑاسی کو بُلا کر قیمتی مشروب لانے

کا حکم دے دیا۔

"یہ دیکھئے ہمارے شناختی کارڈ۔ انہیں اچھی طرح چیک کر لیجئے
کیونکہ آپ ایک انتہائی ذمہ دار عہدے دار ہیں"۔۔۔۔ راجرک نے
مُسکراتے ہوئے جیب سے اخبار کا جاری کردہ کارڈ نکال کر فیاض کی
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس کی اب ضرورت نہیں رہی مسٹر کارسن"۔۔۔۔ فیاض نے جواب
دیتے ہوئے کہا تو راجرک اور بلیک دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔۔۔۔ راجرک نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وائٹ کالر کا یہ کیس سرکاری طور پر سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر
کر دیا گیا ہے۔ اور ابھی میں ڈائریکٹر جنرل صاحب کے پاس سے ہی
آ رہا ہوں۔ انہوں نے اس کی مکمل فائل طلب کی تھی تاکہ اُسے سیکرٹ
سروس کو بھجوایا جا سکے۔ اس لیے اب قانونی طور پر اس کیس کے سلسلے
میں آپ کو میں کوئی تفصیل نہیں بتا سکتا"۔۔۔۔ فیاض نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ہم اپنے انٹرویو کی تاریخ ایک روز گزشتہ کی ڈال دیں گے۔
تب تو آپ بااختیار تھے"۔۔۔۔ راجرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر کارسن۔ میں غیر قانونی طور پر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ویسے
بھی انٹرویو کے لیے مجھے ڈائریکٹر جنرل کی خصوصی اجازت کی ضرورت
تھی۔ میں نے ان سے بات کی تھی لیکن انہوں نے مجھے سختی سے منع
کر دیا ہے کہ میں کسی قسم کا انٹرویو نہ دوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے کسی آدمی کی ٹپ دے دیں"۔۔۔ راجرک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس تنظیم کے بارے میں تو شاید پاکیشیا کے صدر مملکت کو بھی علم نہ ہوگا۔ مجھے کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک آدمی میرا دوست ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کے لیے اکثر کام کرتا رہتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کی ملاقات اس سے کروا سکتا ہوں۔ اس کا نام علی عمران ہے"۔۔۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چپڑاسی مشروب کی بوتلیں لے آیا اور اس نے ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی ایک ایک بوتل فیاض سمیت تینوں کے سامنے رکھ دی اور خود باہر چلا گیا۔

"ان سے بھی مل لیں گے۔ چلیئے چند سرسری باتیں ہی ہو جائیں۔ ہمارے اخبار کی تحقیق کے مطابق یہاں وائٹ کالر کا چیف ایجنٹ سیلنگ نامی ایک شخص تھا۔ اور سنا گیا ہے کہ سیلنگ نامی یہ شخص سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہے"۔۔۔ راجرک نے مشروب پیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ یہ نام تو پہلی بار میں آپ کے منہ سے سن رہا ہوں۔ اس تنظیم کا اصل ایجنٹ شیر خان تھا جب کہ بیگم رضا گروپ اس کی ایجنسی لینے کی تگ و دو کر رہا تھا۔ ہم نے دونوں گروپوں کو گرفتار کر لیا تھا"۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کسی قسم کی منشیات کا کاروبار کرتے تھے"۔۔۔ راجرک نے پوچھا۔

"ہم نے تو انہیں منشیات کے چکر میں ہی گرفتار کیا ہے۔ اور ان کا

بھی یہی خیال ہے کہ وہ منشیات کا دھندہ کرتے ہیں لیکن ان کے قبضے سے پکڑی جانے والی منشیات کے لیبارٹری تجزیے نے صورت حال بدل دی ہے۔ لیبارٹری تجزیے کے مطابق یہ سرے سے منشیات ہے ہی نہیں۔ البتہ سلو پوائزن ٹائپ کی دوا ہے"۔۔۔ فیاض نے جواب دیا تو راجرک اور بلیک دونوں کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

"اوہ۔۔۔ پھر تو یہ سارا کیس ہی غلط ہو گیا"۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سیکرٹ سروس اس بارے میں ضرور اصل حقائق معلوم کر لے گی"۔۔۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ لیبارٹری رپورٹ کی ایک کاپی ہمیں دے سکتے ہیں"۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"سوری وہ تو فائل کے ساتھ ہی سیکرٹ سروس کو چلی گئی ہے"۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان گروپوں کی کوئی فیکٹری بھی پکڑی گئی ہے"۔۔۔ راجرک نے پوچھا۔

"جی ہاں دو فیکٹریاں پکڑی گئی ہیں۔ لیکن وہ عام منشیات بنانے والی فیکٹریاں تھیں کوئی نئی بات نہ تھی ان میں"۔۔۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان علی عمران سے ملاقات کہاں ہو سکتی ہے"۔۔۔ راجرک نے پوچھا۔

"معلوم کرنا پڑے گا کیونکہ وہ آزاد منش آدمی ہے"۔۔۔۔ فیاض نے کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ راجرک نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روک دیا۔

"فون مت کریں صرف ان کا پتہ بتا دیں ہم خود ان سے پروگرام طے کر لیں گے"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔ اور فیاض نے اُسے فلیٹ کا نمبر اور پتہ بتا دیا۔

"شکریہ فیاض صاحب۔ اب آپ کی چند تصویریں ہو جائیں"۔۔۔۔ راجرک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک نے اُٹھ کر کیمرہ سنبھالا اور پھر اس نے فیاض اور اس کے دفتر کی کئی تصویریں بنائیں۔ اس کے بعد وہ دونوں فیاض سے اجازت لے کر دفتر سے باہر آ گئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیلنگ اور اس کے ساتھیوں پر سیکرٹ سروس نے براہِ راست ہاتھ ڈالا ہے"۔۔۔۔ ہوٹل میں پہنچ کر راجرک نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ لیکن اس احمق فیاض کی باتوں سے اس اہم بات کا بھی پتہ چل گیا ہے کہ انہیں وائٹ کالر کے اصل فارمولے کا ابھی تک علم ہی نہیں ہے"۔۔۔۔ بلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو یہی محسوس ہوتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے یہاں سنٹرل انٹیلیجنس کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی، جتنی سیکرٹ سروس کو دی جاتی ہے ورنہ سپرنٹنڈنٹ یہ الفاظ نہ کہتا کہ سیکرٹ سروس کے بارے میں تو صدر کو بھی معلوم نہ ہو گا"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔ بلیک نے پوچھا۔

"اب اس علی عمران کو اغوا کرنا پڑے گا تاکہ اس سے ساری صورتِ حال تفصیل سے معلوم کی جا سکے اور یہ کام ہم دونوں یہاں ہوٹل میں بیٹھ کر نہیں کر سکتے۔ اس لیے اب ہمیں یہاں کے مقامی گروپ کی مدد حاصل کرنی پڑے گی"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"اپنے گروپ کو منگوا لیتے ہیں۔ وہ ایک دو روز میں پہنچ جائیں گے"۔ بلیک نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح کام طویل ہو جائے گا جب کہ میں اسے کم سے کم وقت میں نمٹانا چاہتا ہوں۔ یہاں ایک گروپ ہے جس کا چیف ڈریل ہے۔ یہ سیلنگ سے پہلے وائٹ کالر کے لیے کام کرتا رہا ہے۔ خاصا مؤثر اور طاقتور گروپ ہے۔ میں ڈریل سے بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ راجرک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اُٹھا کر فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پش کر کے اُسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس کنگ کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔ اس بولنے والے کے لہجے سے ہی بخوبی اندازہ ہو جاتا تھا کہ کنگ کلب کس قسم کے لوگوں کی آماجگاہ ہے۔

"ڈریل سے بات کرائیں۔ میں راجرک بول رہا ہوں"۔۔۔۔ راجرک نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور بھاری اور انتہائی کرخت آواز رسیور پر گونج اُٹھی۔

"ڈریل بول رہا ہوں"۔۔۔۔ بولنے والے نے ایسے کہا جیسے فون کال

اٹنڈ کر کے اس نے دوسرے پر کوئی بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

"راجرک بول رہا ہوں ڈریل ——— ڈبلیو سی۔ ٹو" ——— راجرک نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ آپ ——— آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ ایکریمیا سے" ——— اس بار ڈریل کا لہجہ یک لخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"نہیں میں یہیں دارالحکومت سے ہی بول رہا ہوں۔ کیا تم فوری طور پر کسی ایسی کوٹھی کا بندوبست کر سکتے ہو۔ جہاں اسلحہ، میک اَپ کا سامان، کاریں اور دوسرا ضروری سامان موجود ہو" ——— راجرک نے کہا۔

"بالکل کر سکتا ہوں جناب۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مجھے بتایئے میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو ساتھ لے جاؤں گا" ——— ڈریل کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ بلکہ خوشامدانہ تھا۔

"تم اس کوٹھی کا پتہ بتا دو۔ میں وہاں پہنچ کر تمہیں پھر کال کروں گا۔ پھر ملاقات ہو جائے گی" ——— راجرک نے کہا اور جواب میں ڈریل نے اُسے ایک پتہ بتا دیا۔

"وہاں میرا ایک ملازم ہے۔ آپ وہاں صرف میرا نام لیں گے تو وہ آپ کا استقبال کرے گا۔ یہ آدمی جس کا نام جیک ہے۔ انتہائی بھروسے کا آدمی ہے اور یہ کوٹھی بھی صرف میں ایمرجنسی میں استعمال کرتا ہوں۔ میرے، اور جیک کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے" ——— ڈریل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— پھر بات کروں گا" ——— راجرک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو بلیک اب ہم نے فوری طور پر یہ کمرے چھوڑ دینے ہیں۔ اور سنو ہم نے یہاں سے پیدل ہی آگے بڑھنا ہے۔ اور پھر کسی بس کا پوچھ کر بس پر اس کالونی میں پہنچیں گے۔ میں ٹیکسی استعمال نہیں کرنا چاہتا" ——— راجرک نے کہا۔

"باس ——— آپ اس قدر رازداری اور جلدی کیوں کر رہے ہیں۔ کیا کسی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہے" ——— بلیک نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں اس سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنے کے بعد میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس نے ہمارے متعلق اطلاع لازماً اس عمران کو دے دینی ہے۔ اور عمران کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ انتہائی شاطر آدمی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر بے خبری میں ہاتھ ڈالوں۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ اُلٹا سیکرٹ سروس ہی ہم پر ہاتھ ڈال دے" ——— راجرک نے کہا۔

"آپ کسی طرح اس جوانا کا پتہ تلاش کر لیں تو اُسے آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے" ——— بلیک نے کہا۔

"پہلے اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔ اس کے بعد اطمینان سے سارے کام ہو جائیں گے۔ جاؤ جا کر اپنا سامان اٹھا لاؤ" ——— راجرک نے کہا اور بلیک سر ہلاتا ہوا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ راجرک نے اپنا سامان بند کرنا شروع کر دیا۔

عمران نے پردہ ہٹایا اور فیاض کے دفتر میں داخل ہو گیا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ" ——— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خضوع وخشوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ سچ کہتے ہیں کہ شیطان کو جس وقت یاد کرو وہ اسی وقت حاضر ہو جاتا ہے" ——— فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں سرچ لائٹوں کی طرح گردش کرنے لگ گئیں کیونکہ فیاض کا یہ فقرہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت بڑے خوشگوار موڈ میں ہے۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ یہاں شیطان کبھی کبھار آتا ہے۔ حالانکہ میرا خیال ہے تمہیں روزانہ ڈیوٹی دینی پڑتی ہے" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں تمہارے متعلق کہہ رہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارے متعلق بات ہو رہی تھی اور تم ٹپک پڑے" ——— فیاض نے مسکراتے ہوئے

کہا اور عمران چونک پڑا۔

"واہ ——— پھر تو آج واقعی میری قسمت زوروں پر ہے۔ نکالو چیک"۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"چیک کیسا چیک" ——— فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"اچھا تو اب یادداشت بھی غائب ہوتی جا رہی ہے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کی۔ وہ شیر خان اور بیگم رضا گروپ کی گرفتاری سے پہلے کیا بات ہوئی تھی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ ——— لاحول ولاقوۃ ——— خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ ہی ہمارے حصے میں آئی۔ کیس تو پھر تمہاری سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا گیا" ——— فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جب چیک دینے کی باری آئی تو خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ بن گیا یہ کارنامہ۔ یہ اخباروں میں لمبی لمبی سرخیاں، یہ تمہارے اور تمہارے عملے کے بڑے بڑے فوٹو۔ یہ خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ تھی۔ چیک نکالو شرافت سے ورنہ میں ابھی جا کر ڈیڈی کو کہہ دوں گا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض تو گھر میں آرام فرما رہے تھے جب ان کے حوالے پکی پکائی کھیر کی گئی تھی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بے شک جا کر کہہ دو۔ وہ پہلے بھی بار بار مجھے یہ کہہ چکے ہیں کہ اس کیس میں ضرور عمران نے تمہاری مدد کی ہوگی۔ انہیں یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ میں اپنے طور پر اتنا بڑا کیس پکڑ سکتا ہوں اور اب تو کیس بھی ہمارے پاس نہیں رہا۔ اب تمہارے کہنے یا نہ کہنے سے کیا فرق پڑ جائے گا" ——— فیاض بھی پوری طرح ڈھٹائی پر اتر آیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہاری طرف سے مکمل اجازت ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں بالکل اجازت ہے"۔۔۔۔۔ فیاض نے لطف لینے کے سے انداز میں کہا۔

"او۔ کے"۔۔۔۔۔ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔ کیا تم باس سے فون پر بات کرو گے"۔۔۔۔۔ فیاض نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں میں سلمیٰ بھابھی کو ایڈوانس تعزیت کرنا چاہتا ہوں۔ آخر بیچاری نے بیوہ ہونا ہے۔ کوئی مذاق تو نہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔۔ کیوں ہو گی وہ بیوہ"۔۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب۔ جب میں ڈیڈی کو جا کر دو بینکوں کے سپیشل لاکروں اور کئی غیر ملکی بینکوں میں موجود بڑے بڑے اکاؤنٹس کی تفصیلات بتاؤں گا تو ڈیڈی صرف نوکری سے برخواست کر کے خاموش ہونے والے آدمی نہیں ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے تمہیں کفن دفن دے کر کسی گڑھے میں پھینک دیں گے۔ تم جانتے تو ہو ڈیڈی کی طبیعت اور فطرت کو"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم اب بلیک میلنگ پر اتر آئے ہو"۔۔۔۔۔ فیاض نے

غصے کی شدت سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بلیک میلنگ۔۔۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔ اب اتنا بھی کالا رنگ نہیں تمہارا۔ اچھے خاصے گورے چٹے آدمی ہو۔ ٹھیک ہے پھر جاؤں ڈیڈی کے پاس"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں بیٹھ جاؤ۔ ورنہ سلمیٰ سے پہلے میں تمہارے اس سلیمان کو بیوہ بنا دوں گا"۔۔۔۔۔ فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران فیاض کے اس فقرے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔۔۔۔۔ کیا عقلمندانہ فقرہ کہا ہے تم نے۔ چلو اس ذہانت سے بھرے فقرے کی بنا پر چیک معاف کر دیا میں نے"۔۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور فیاض جھلاہٹ کے عالم میں بولے گئے اس فقرے سے جھینپ کر رہ گیا۔

"تم۔۔۔۔۔ تم پاگل کر دیتے ہو دوسرے کو"۔۔۔۔۔ فیاض نے جھینپتے ہوئے انداز میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اچھا چلو چھوڑو چیک کو۔ یہ بتاؤ کہ میرے متعلق کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ یہاں کس سے ہو رہی تھیں"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں وہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ گریٹ لینڈ کا سب سے مشہور اخبار ہے ڈیلی گڈ نیوز۔ اس کا چیف کرائم رپورٹر کارسن اور کیمرہ مین بلیک آئے تھے۔ انہوں نے پہلے ہوٹل سے فون کر کے مجھ سے انٹرویو کا وقت لیا۔ وہ اس وائٹ کالر والے کیس کے سلسلے میں سپیشل

فیچر شائع کرنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں بلوا لیا۔ لیکن ادھر تمہارے ڈیڈی
کو نجانے کیا سوجھی کہ انہوں نے کیس ہی سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا۔
اس لیے مجبوراً مجھے انٹرویو دینے سے انکار کرنا پڑ گیا۔ البتہ میں نے انہیں
بتا دیا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے لیے کام کرتے ہو۔ وہ لازماً اب تم
سے ملیں گے اور پھر تمہارے عیش ہو جائیں گے۔ پوری دنیا میں چھپنے
والے اس سپیشل فیچر میں تمہاری احمقانہ تصویر شائع ہو جائے گی"۔۔۔
فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا باتیں ہوئیں تمہاری ان سے۔ ان کی تفصیل تو بتاؤ"۔۔۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور فیاض نے وہ سب باتیں تفصیل سے
بتا دیں۔

"کون سے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں یہ"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"فائیو سٹار ہوٹل کی ٹیلی فون آپریٹر نے پہلے بات کی تھی۔ اس
سے میں سمجھ گیا تھا کہ وہ اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں"۔۔۔ فیاض
نے جواب دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری
کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری سر"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔

"فائیو سٹار ہوٹل کا نمبر دیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا تو دوسری
طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ہوٹل کے نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا تم ان سے فوری ملنا چاہتے ہو۔ بڑا شوق ہے تصویر چھپوانے

کا"۔۔۔ فیاض نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ میری بجائے تمہاری
تصویر شائع کریں تاکہ دنیا کو پتہ تو چل سکے کہ پاکیشیا میں کس قدر وجیہہ
اور خوبصورت مرد رہتے ہیں"۔۔۔ عمران نے نمبر ڈائل کرتے ہوئے
جواب دیا اور فیاض کا چہرہ فخر سے تن سا گیا۔

"وہ بھی یہی کہہ رہے تھے"۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران نے چونک
کر فیاض کی طرف دیکھا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"کون کیا کہہ رہے تھے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔

"وہ فوٹوگرافر۔۔۔ بلیک۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ مجھ جیسی سکرین بیوٹی
اس نے پوری دنیا میں کہیں نہیں دیکھی"۔۔۔ فیاض نے بڑے فخریہ
لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے نیک آدمی ہے وہ بلیک"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔ شاید پہلے انگیج ٹون آنے کی وجہ سے اس نے رسیور
رکھ دیا تھا۔

"نیک آدمی۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے اس نے پہلے کبھی شیطان کو نہ دیکھا ہو گا"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"یس۔۔۔ ہوٹل فائیو سٹار"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی
آواز سنائی دی۔

"روم سروس منیجر سے بات کرائیں۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ کے دفتر سے بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بڑا رعب ہے تمہارے دفتر کا" ـــــ عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ہو۔ یہ تم جیسے بھٹیچر آدمی کا فلیٹ نہیں ہے" ـــــ فیاض نے سینہ تانتے ہوئے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو ـــــ میں شفقت حسین بول رہا ہوں۔ روم سروس منیجر" ـــــ اسی لمحے دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"شفقت حسین صاحب آپ کے ہوٹل میں گریٹ لینڈ کے مشہور اخبار ڈیلی گڈ نیوز کے چیف کرائم رپورٹر مسٹر کارسن اور فوٹو گرافر بلیک رہائش پذیر ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیل بتائیں کہ وہ کب آئے ہیں۔ ان کے روم نمبر کیا ہیں اور ان کے کاغذات میں کیا اندراجات ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈیلی گڈ نیوز کے چیف کرائم رپورٹر اور فوٹو گرافر۔ نہیں جناب یہ حضرات ہمارے ہوٹل میں نہیں ٹھہرے" ـــــ روم سروس منیجر نے جواب دیا تو عمران کے ساتھ ساتھ فیاض بھی چونک پڑا کیونکہ لاؤڈر کی وجہ سے وہ بھی ساری گفتگو سن رہا تھا۔

"لیکن آپ کے ہوٹل سے انہوں نے سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو فون کیا تھا۔ اور پھر آ کر ملاقات بھی کی ہے" ـــــ عمران نے سخت

لہجے میں کہا۔

"جناب ریکارڈ میرے سامنے موجود ہے۔ روم سروس کا انچارج بھی میں ہوں۔ اور جناب مجھے بھلا غلط بیانی کی کیا ضرورت تھی" ـــــ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہوٹل فون آپریٹر سے معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ کس کمرے سے سنٹرل انٹیلی جنس کو فون کیا گیا تھا اور سنیں اس کمرے کے مکینوں کو اس کا علم نہیں ہونا چاہیئے۔ البتہ آپ نے مجھے تفصیل بتانی ہے کہ اس کمرے میں کون مقیم ہے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ آپ ہولڈ کریں" دوسری طرف سے منیجر نے کہا۔

"میں دس منٹ بعد پھر فون کروں گا آپ اس دوران مکمل معلومات حاصل کر لیں" ـــــ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے مجھے وہاں سے فون کیا۔ ان کے پاس شناختی کارڈ بھی موجود تھے" ـــــ فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تو مجھے شک نہ پڑا تھا کیونکہ واقعی گریٹ لینڈ کا ڈیلی گڈ نیوز ایسا اخبار ہے جو کرائم کی خصوصی خبروں پر سپیشل فیچر چھاپتا رہتا ہے لیکن تمہاری اس بات نے کہ اس فوٹو گرافر نے تمہاری سکرین بیوٹی کی جس انداز میں تعریف کی تھی۔ اس نے معاملہ مشکوک بنا دیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے میں بدصورت ہوں کبھی اپنا منہ دیکھا ہے۔
یوں لگتا ہے جیسے کسی گورکن کی شکل ہو۔ اُجاڑ اور ویران سی" ——— فیاض
نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
اب میں تم جیسا امیر آدمی تو نہیں ہوں کہ یورپ سے جینٹس میک اپ
کا قیمتی سامان منگواؤں اور فرانس کی انتہائی قیمتی پرفیوم کی پوری بوتل کپڑوں
پر انڈیل کر گھر سے باہر نکلا کروں۔ بیوٹی سوپ تک تو ملتا نہیں منہ دھونے
کے لیے وہ سلیمان جا کر ایسا صابن لے آتا ہے کہ منہ کی کھال تک چھل جاتی
ہے۔ بات کرو تو الٹا لڑنے کو آجاتا ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں اگر بیوٹی
سوپ خریدنا ہے تو دو چار لاکھ روپے کا بندوبست کرو۔ اب تم ہی بتاؤ کہ
میں کہاں سے بندوبست کروں" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے
واقعی مفلسی کے ہاتھوں سخت مجبور ہو چکا ہو۔

"بکواس مت کرو ——— لاکھوں روپے تو تم مجھ سے وصول کر چکے
ہو۔ اور ہر بار تمہارا رونا یہی ہوتا ہے کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے" ———
فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی تو سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ غریب آدمی کی باتوں پر کوئی یقین
ہی نہیں کرتا۔ ٹھیک ہے تمہاری مرضی" ——— عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ تمہارے پاس اچھا صابن خریدنے
کے بھی پیسے نہیں ہیں" ——— فیاض نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"جہاں ردی کے لالے پڑے ہوئے ہوں وہاں اچھا صابن خریدنے
کا کون سوچ سکتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ زندگی گزر ہی جائے گی" —

عمران کی اداکاری واقعی عروج پر تھی۔

"ہونہہ مگر ...... خیر ٹھیک ہے۔ اب تمہیں دوست کہہ بیٹھا ہوں
تو تمہاری مدد تو کرنی ہی پڑے گی" ——— فیاض نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بھاری بٹوہ نکالا
اور اُس میں سے چھوٹے نوٹوں کی ایک گڈی کھینچ کر اس نے اس طرح عمران
کی طرف بڑھا دی جیسے اس کی سات نسلوں پر احسان کر رہا ہو۔

"کیا مطلب یہ ——— یہ تم کیا دے رہے ہو۔ اس سے تو واقعی بیوٹی
سوپ کی ایک ٹکیہ آجائے گی" ——— عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کر چھوٹے نوٹوں کی اس گڈی کو دیکھنا شروع کر دیا جیسے زندگی میں پہلی
بار اُسے نوٹ دیکھنے کو ملے ہوں۔

"بس۔ بس اب زیادہ نہ پھیلو یہی بہت ہیں" ——— فیاض نے کہا تو
عمران نے نوٹوں کی گڈی اٹھائی۔ اور اُسے ایک طرف رکھ لیا۔

"بے حد شکریہ ——— تم واقعی فیاض ہو" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو فیاض کے چہرے پر فاخرانہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔ عمران نے
رسیور اُٹھایا اور دوبارہ ہوٹل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ پھر
استقبالیہ کلرک کو اس نے جیسے ہی روم سروس منیجر سے بات کرانے کیلئے
کہا۔ اس کا رابطہ فوراً ملوا دیا گیا۔

"شفقت حسین بول رہا ہوں۔ جناب میں نے تمام معلومات حاصل
کر لی ہیں۔ انتہائی حیرت انگیز باتیں سامنے آئی ہیں۔ انٹیلی جنس بیورو کے
سپرنٹنڈنٹ فیاض کو فون دوسری منزل کے کمرہ نمبر اٹھارہ سے کیا گیا تھا۔
اور اس کمرے میں ایک ایکریمین سیاح فریڈرک رہ رہا تھا ——— ایکریمیا

سے ہی دو کمرے فون پر بک کروائے گئے تھے۔ ایک فریڈرک اور دوسرا رانسن کے نام سے دونوں ہی سیاح تھے۔ آج ہی دونوں آئے اور اب سے ایک گھنٹہ پہلے وہ کمرے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ حالانکہ کمرے ایک ہفتے کے لیے بک کرائے گئے تھے"۔۔۔۔ روم سروس مینیجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ہوٹل کی کار پر گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں نے معلوم کیا ہے جناب۔ انہوں نے جاتے وقت ہوٹل کی کار انگیج نہیں کی"۔۔۔۔ شفقت حسین نے جواب دیا۔

"او۔ کے شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا مطلب ہوا۔۔۔۔ کیا یہ غلط لوگ تھے۔ لیکن پھر وہ میرے پاس کیوں آئے تھے"۔۔۔۔ فیاض نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے۔ کسی نے انہیں بتا دیا ہو کہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ صرف نام کا ہی فیاض نہیں ہے دل کا بھی فیاض ہے۔ نوٹوں کی گڈیاں دیتا رہتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی ہاتھ سے بجانے والی گھنٹی پر ہاتھ مار دیا۔ دوسرے لمحے پردہ اٹھا کر فیاض کا چپڑاسی کسی جن کی طرح اندر آ گیا۔

"یس سر"۔۔۔۔ چپڑاسی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کس صابن سے منہ دھوتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"صص۔ صابن۔ جی کیا مطلب۔۔۔۔ یہی عام سا صابن جناب۔۔۔۔ کیوں جناب"۔۔۔۔ چپڑاسی اس عجیب و غریب سوال پر واقعی بوکھلا گیا تھا۔

"یہ لو رقم۔ اور دفتر کے سب چپڑاسیوں میں برابر برابر بانٹ دینا۔ تاکہ وہ کم از کم منہ دھونے کے لیے بیوٹی سوپ ہی خرید لیں۔ یہ تمہارے صاحب نے دیئے ہیں۔ جاؤ جلدی سے بانٹ کر آؤ"۔۔۔۔ عمران نے میز پر رکھی ہوئی گڈی اٹھا کر چپڑاسی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شش شش شکریہ جناب"۔۔۔۔ چپڑاسی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور نوٹوں کی گڈی لے کر وہ اس قدر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے اسے واپس بلا لیا جائے گا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔۔۔۔ کیا میری رقم حرام کی تھی"۔۔۔۔ فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"حرام کی۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔ کیا تم حرام کی رقمیں بٹوے میں رکھتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے دانستہ آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔۔۔۔ اگر تمہیں ضرورت نہیں تھی تو کیوں اداکاری کی تھی میرے سامنے۔ پتہ نہیں میری عقل ہر بار کیوں ماری جاتی ہے۔ ہر بار تمہاری اداکاری کو سچ سمجھ لیتا ہوں"۔۔۔۔ فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک لاکر میں رکھے ہوئے سارے نوٹ نکال کر جیبوں میں بھر لینا وائٹ کالر کیس بین الاقوامی کیس ہے۔ اور سیکرٹ سروس چونکہ منشیات کے کیسز کو ڈیل نہیں کرتی اس لیے لازماً چیف نے یہ کیس میرے حوالے

کر دینا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ مجھے تو شہرت حاصل کرنے کا بالکل شوق ہے ہی نہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے یار کی کارکردگی کے چرچے پوری دُنیا میں ہوں اور یونیورسٹیوں میں کرمنالوجی کے نصاب میں باقاعدہ ایک باب موجود ہو۔۔۔ پاکیشیا کے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے حیرت انگیز اور یادگار کارناموں پر مشتمل باب" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض کا غصّے سے تنا ہوا چہرہ بے اختیار کھِل اُٹھا۔

"کیا۔ کیا تم صحیح کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے" ——— فیاض نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ شیر خان اور بیگم رضا کو تمہارے حوالے کس نے کیا تھا۔ میں اگر چاہتا تو انہیں براہِ راست ڈیڈی کے حوالے بھی کر سکتا تھا اور سیکرٹ سروس کے چیف کے بھی۔ مگر میری تو خواہش ہے کہ سوپر فیاض کی شہرت پوری دُنیا میں پھیل جائے تاکہ بھابھی سلمٰی کسی بھی محفل میں بیٹھ کر فخر سے کہہ سکیں کہ وہ اس سوپر فیاض کی بیوی ہے۔ جس کے کارناموں کی پوری دُنیا میں دھوم ہے" ——— عمران نے بات کو اور آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور فیاض کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے کے عضلات مُسرّت کی شدّت سے بُری طرح کپکپانے لگ گئے تھے۔ آنکھیں بے پناہ چمک کی وجہ سے سرچ لائٹوں کی طرح روشن ہو گئی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ ——— تم کتنے سچے اور مخلص دوست ہو۔ لعنت ہے مجھ پر میں تمہیں لالچی اور خود غرض سمجھتا رہا" ——— سوپر فیاض نے جذبات میں آکر اپنے آپ پر لعنت بھیجتے ہوئے کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ تمہیں میری مجبوریوں کا تو علم ہی نہیں ہے۔ تمہیں

پتہ ہے کہ ڈیڈی سے مجھے کچھ نہیں ملتا۔ سیکرٹ سروس کے چیف کا کوئی کام کرتا ہوں تو چیک مل جاتا ہے۔ اب تم خود سوچو۔ اگر میں یہ کیس حل کر کے سیکرٹ سروس کے چیف کے حوالے کر دوں تو مجھے بغیر کچھ کہے معقول چیک مل جائے گا۔ اور چلو عیاشی نہ سہی کچھ نہ کچھ اُدھار اُتر جائے گا لیکن تمہیں یہ کیس دے دوں تو پھر تم خود ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں گا۔ تم سے بات کرو تو تم آنکھیں نکالنے لگتے ہو" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ تم فکر مت کرو۔ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بس تم کیس میرے حوالے کر دینا پھر دیکھنا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گا" ——— فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ بین الاقوامی کیس شام تک مکمل ہو جائے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"شام تک نہیں۔ اب اتنا احمق بھی میں نہیں ہوں۔ بہرحال وقت تو لگے گا" ——— فیاض نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ تب تک میں مُنہ کے ساتھ ساتھ اپنا پیٹ بھی خالی رکھوں۔ سوری فیاض اگر مجھ میں اتنا عرصہ بھوکا رہنے کی ہمت ہوتی تو مجھے کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ دوسروں کے لیے کام کرتے پھرنے کی۔ اچھا اب میں چلتا ہوں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے ٹھہرو۔ ایک تو تم میں یہ انتہائی بُری عادت ہے کہ تم

جلدی ناراض ہو جاتے ہو۔ کمال ہے۔ جب میں نے تمہیں دوست کہا ہے تو پھر دوستی نبھاؤں گا بھی سہی"۔۔۔۔ فیاض نے جلدی سے کہا اور جیب سے بٹوہ نکال کر اس نے چیک بک نکالی اور میز پر رکھا ہوا قلم اٹھا کر اس نے جلدی سے اسے بھرنا شروع کر دیا۔

"زیادہ نہ لکھنا۔ بس صرف دس لاکھ لکھنا۔ کہیں تم کروڑ دو کروڑ لکھ ڈالو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ دس لاکھ مم۔ مم۔ مگر۔۔۔۔۔" فیاض کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"تم کتنا لکھنا چاہتے تھے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مم مم میرا خیال ہے۔ دس پندرہ ہزار کافی رہیں گے"۔۔۔۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسا کرنا دس پندرہ ہزار کے دو چار کھلونے لے کر میری طرف سے اپنے بچوں کو دے دینا۔ میں کیس مکمل کر کے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ارے ارے رک جاؤ۔۔۔۔ پلیز عمران رک جاؤ۔ چلو میں ایک لاکھ لکھ دیتا ہوں۔ بس اب تو خوش ہو"۔۔۔۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خواہ مخواہ تکلف نہ کرو۔ مجھے ضرورت ہی نہیں ہے تمہارے ایک لاکھ کی"۔۔۔۔ عمران نے مڑے بغیر کہا۔

"اچھا رک جاؤ۔ یہ لو دس لاکھ روپے۔ مگر ایک بات سن لو۔ اب اگر تم نے مزید فرمائش کی تو تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گا۔۔۔۔ بس میں نے کہہ دیا ہے"۔۔۔۔ فیاض نے نتھنے پھلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی دس لاکھ میں سارا کیس۔ اچھا چلو تم بھی کیا یاد کرو گے۔ چلو ایک کیس مفت ہی سہی۔ آخر دوستی بھی تو کوئی چیز ہے"۔۔۔۔ عمران نے واپس مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس بس زیادہ مت پھیلو میری یہی پونجی تھی جو تم لے کر جا رہے ہو"۔۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور دس لاکھ کا چیک کاٹ کر اس نے عمران کے حوالے کر دیا۔ عمران نے ایک نظر چیک پر ڈالی اور پھر اسے بند کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"آؤ چلیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کہاں"۔۔۔۔ فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"مجرم پکڑنے اور کہاں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجرم کہاں ہیں۔ کیا باہر کھڑے ہیں"۔۔۔۔ فیاض واقعی بوکھلا گیا تھا۔

"تم آؤ تو سہی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور فیاض ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور مسرت بھرے انداز میں عمران کے پیچھے چلتا ہوا دفتر سے باہر آ گیا۔

"میری کار میں آ جاؤ۔ خواہ مخواہ سرکاری پٹرول پھونکنے کا فائدہ"۔۔۔۔ عمران نے بڑے فیاضانہ لہجے میں کہا اور سوپر فیاض سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا واقعی تم ابھی مجرموں کو پکڑ لو گے۔ بین الاقوامی مجرموں کو"۔۔۔۔

کار میں بیٹھتے ہوئے فیاض نے یقین نہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ بین الاقوامی مجرموں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار سٹی بینک کی وسیع پارکنگ میں جا کر روک دی۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ یہ تم بینک کیوں آئے ہو" ——— فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے محاورہ سنا ہوا نہیں مال عرب بیش عرب۔ پہلے چیک کیش ہو گا پھر مجرم پکڑے جائیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بینک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر جا کر چیک کیش کرایا اور بڑے نوٹوں کی دس گڈیاں جیب میں ڈالے بینک سے باہر آ گیا۔ فیاض کار میں بیٹھا ہوا برے برے منہ بنا رہا تھا۔

"لے آئے ہو رقم۔ اب تو یقین آ گیا کہ میں نے کوئی دھوکہ نہیں کیا تھا" ——— فیاض نے عمران کے کار میں بیٹھتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"دھوکے کی بات نہیں سوپر فیاض۔ مجرم پکڑنے کے لیے کیش رقم چاہیئے۔ اس لیے مجبوری تھی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار سٹارٹ کر کے بینک کی پارکنگ سے باہر سڑک پر آ گیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیسے ہی اس کی کار ایک متوسط طبقے کی کالونی میں داخل ہوئی تو فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ——— کیا یہ بین الاقوامی مجرم اس گندی سی کالونی میں رہتے ہیں" ——— فیاض کے لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت تھی۔

"مجرم یہاں نہیں رہتے وہ تو بڑی بڑی عالیشان کوٹھیوں والی کالونیوں میں رہتے ہیں۔ یہاں تو وہ لوگ رہتے ہیں جو ان مجرموں کو پکڑتے ہیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور فیاض اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے شک پڑ رہا ہو کہ کہیں عمران کا ذہنی توازن تو نہیں بگڑ گیا۔ لیکن جب چند لمحوں بعد عمران نے کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر روکی تو وہ حیرت سے کوٹھی کو دیکھنے لگا۔

"آؤ میں تمہیں دکھاؤں کہ یہاں کون لوگ رہتے ہیں" ——— عمران نے کار سے اترتے ہوئے مسکرا کر کہا اور فیاض ہونٹ بھینچے خاموشی سے کار سے نیچے اتر آیا۔ کوٹھی کے گیٹ پر کسی پروفیسر راشد کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی جس کے نیچے لکھی ہوئی ڈگریوں کی طویل قطار صاف نظر آ رہی تھی عمران نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک دس سالہ بچہ باہر آ گیا۔ اس نے بڑے سلیقے کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے بڑے با اخلاق انداز میں عمران اور سوپر فیاض کو سلام کیا۔

"پروفیسر صاحب سے کہو علی عمران ملنے آیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئیے" ——— بچے نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور عمران فیاض کو اندر آنے کا اشارہ کر کے اس چھوٹے سے پھاٹک سے اندر داخل

ہوگیا۔ فیاض اس کے پیچھے تھا۔ کوٹھی صاف ستھری تھی۔ پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار بھی کھڑی تھی۔ بچہ انہیں برآمدے کے ساتھ بنے ہوئے ایک کمرے میں لے آیا۔ یہاں بستر پر ایک ادھیڑ عمر آدمی لیٹا ہوا تھا جس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ بال پریشان تھے اور چہرہ ہڈیوں کا مجموعہ نظر آرہا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے جسم پر صاف ستھرا لباس تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے دوست ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب"۔۔۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جی ۔۔۔ جی ۔۔۔ میں اُٹھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا ورنہ میں آپ کا استقبال کرتا۔ اُمید ہے آپ معاف فرما دیں گے"۔۔۔ پروفیسر نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے مصافحے کے لیے عمران کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتے ہوئے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ارے آپ فکر کیوں کرتے ہیں پروفیسر راشد آپ نے ہنڈرڈ میٹر ریس میں اوّل آنا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ فیاض نے بھی بے دلی سے پروفیسر سے مصافحہ کیا اور پھر وہ منہ بنائے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی وجہ سے مجبوراً یہاں بیٹھا ہوا ہو۔ ورنہ اسے کسی چھوت کی بیماری لگ جانے کا خطرہ ہو۔

"آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہے۔ میں کل یونیورسٹی روڈ پر سے گزر رہا تھا کہ میں نے یونیورسٹی کے طالب علموں کو سڑک پر چندہ اکٹھا کرتے دیکھا۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ آپ کے بیرونِ ملک علاج کے لیے چندہ اکٹھا کیا جارہا ہے۔ میں نے ان سے آپ کا پتہ پوچھا تاکہ آپ سے ملاقات ہو سکے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بے حد مہربانی ہے کہ آپ نے اس مصروف ترین دور میں میری خاطر اتنا وقت نکالا۔ میں آپ کا دلی طور پر ممنون ہوں۔ آپ کیا کرتے ہیں"۔۔۔ پروفیسر نے آہستہ آہستہ بولتے ہوئے پوچھا۔

"میں بس ان کا دوست ہوں ویسے آپ کے علاج کیلئے کتنی رقم چاہیئے اور کتنی اکٹھی ہو چکی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیئے جناب اس دردناک قصے کو۔ میرے شاگردوں نے کوشش کی تھی، لیکن ایک ماہ کی تگ و دو اور بھاگ دوڑ کے باوجود بے چارے صرف تین لاکھ روپے اکٹھے کر سکے ہیں۔ آپ ہی بتایئے بھلا اس پچاس سو روپے اکٹھے کرنے سے دس لاکھ روپے کہاں اکٹھے ہو سکتے ہیں اور میری صحت روز بروز جواب دیتی جارہی ہے۔ اگر وہ لوگ کوشش بھی کریں تو دس لاکھ روپے اکٹھے ہوتے ہوتے چھ ماہ لگ جائیں گے جب کہ ڈاکٹروں کے مطابق اگر میں مزید ایک ہفتہ وہاں نہ پہنچ سکا تو پھر بیرونِ ملک والے بھی میرے لیے کچھ نہ کر سکیں گے"۔۔۔ پروفیسر نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے وہی لڑکا مشروب کی دو بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے ایک ایک بوتل عمران اور فیاض کے سامنے رکھ دی۔

"یہ آپ نے کیا تکلف کیا پروفیسر صاحب" ——— عمران نے کہا۔

"یہ کوئی تکلف نہیں ہے۔ آپ اگر میری خاطر اپنا قیمتی وقت نکال سکتے ہیں تو اس کے مقابلے میں یہ کیا ہے۔ ویسے مجھے شرمندگی ہے کہ آپ جیسے معزز مہمانوں کے لیے میں مزید کچھ نہیں کر سکتا" ——— پروفیسر نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر صاحب۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب صرف نام کے ہی فیاض نہیں ہیں، دل کے بھی فیاض ہیں۔ انہوں نے فیاض ٹرسٹ بنایا ہوا ہے۔ جس کے تحت یہ ایسے کیسز تلاش کرتے ہیں جو حقیقی امداد کے حق دار ہوں۔ چنانچہ یہاں ہماری حاضری کا بھی یہی مقصد ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر میز پر رکھنی شروع کر دیں۔ فیاض کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھینچ گئے۔ لیکن وہ منہ سے کچھ نہ بولا۔

"یہ دس لاکھ روپے ہیں۔ یہ آپ رکھ لیجیے۔ اس کے علاوہ آپ کے یہاں سے جانے اور وہاں علاج کے بھی تمام اخراجات ٹرسٹ کے ذمے ہوں گے۔ کل ٹرسٹ کا ایک آدمی جس کا نام جوزف ہے، آپ کے پاس پہنچے گا۔ آپ اپنے کاغذات اُسے دے دیں گے اور وہ فوری طور پر آپ کے وہاں پہنچانے کا بندوبست کرے گا۔ اور وہاں آپ کا علاج سب سے اچھے ہسپتال میں ہو گا اور تمام اخراجات ٹرسٹ کے ذمے ہوں گے۔ آپ قطعی بے فکر رہیں انشاء اللہ جب آپ صحت یاب ہو کر واپس آئیں گے تو آپ سے ملاقات ہو گی۔ اب اجازت دیجیے" عمران نے کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ ——— یہ دس لاکھ روپے بھر میں کیا کروں گا۔ آپ کسی اور ضرورت مند کو دے دیں۔ جب آپ میرے اخراجات ادا کر رہے ہیں تو پھر۔ مدد" ——— پروفیسر نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی عظمت ہے پروفیسر صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے علاج میں چھ ماہ لگ جائیں گے۔ اس لیے یہ رقم اس دوران آپ کے بچوں کے کام آئے گی۔ خدا حافظ" ——— عمران نے کُرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی آگے بڑھ کر حیرت سے بُت بنے پروفیسر کا ہاتھ تھام کر بڑے گرم جوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور ان کے لیے صحت یابی کی دُعا کرتے ہوئے وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"مم ——— مم میں آپ کا، فیاض صاحب کا بے حد ممنون ہوں۔ زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن آپ جیسے حضرات کے اس بے لوث اور بے غرض اقدام نے مجھے مایوسی کے اندھیرے سے نکال دیا ہے اب اگر مجھے موت بھی آگئی تو کم از کم میں مایوسی کے عالم میں نہ مروں گا" ——— پروفیسر راشد نے انتہائی جذبات سے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ آپ سے آئندہ ملاقات آپ کی مکمل صحت یابی پر ہو گی۔ خدا حافظ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے سے باہر آگیا۔ فیاض نے پروفیسر سے مصافحہ بھی نہ کیا اور اُسی طرح ہونٹ بھینچے عمران کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔

"یہ ——— یہ تم نے کیا کیا ہے۔ امداد ہی کرنی تھی تو سو پچاس دے دیتے۔ یہ میرے دس لاکھ روپے کیوں دیئے تم نے" ——— کار میں بیٹھتے ہی فیاض بے اختیار پھٹ پڑا۔

"کمال ہے۔ بینکوں میں پڑے سڑتے رہتے۔ ان سے نکلنے والی بُو سے پورا معاشرہ سڑ جاتا۔ اب دیکھو ایک پروفیسر صحت مند ہو جائے گا تو اس کے اپنے خاندان کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کی کتنی نسلیں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو جائیں گی۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ میں نے تمہاری رقم کو گلنے سڑنے سے بچا لیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔۔۔ اب رونا میرے سامنے اپنی مفلسی کا رونا۔ بھوکا ہوں۔ قرض چڑھا ہوا ہے۔ اب کہنا۔ پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں"۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"واہ واہ کیا روشن ضمیری ہے۔۔۔ واہ۔ تو تمہیں پتہ چل گیا کہ میں واقعی بھوکا ہوں۔ وری گڈ۔ نیک آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار ایک عظیم الشان ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ کر اُسے پارکنگ کی طرف لے جانے لگا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ تم ہوٹل میں کیوں آ گئے ہو"۔۔۔ فیاض نے اور زیادہ غصّے میں کہا۔

"خود ہی تو کہہ رہے ہو بھوکا ہوں۔ اور بھوکوں کے لیے ہی تو ہوٹل بنائے جاتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔ اب میرے پاس مزید ایک پیسہ بھی نہیں۔ سمجھے میں جا رہا ہوں"۔۔۔ فیاض نے کار سے نیچے اُتر کر زور سے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے پوچھا ہے کہ تمہارے پاس پیسہ ہے یا نہیں"۔۔۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اب تم نے ہوٹل کا بھاری بل میرے ذمہ ڈال دینا ہے۔ مجھے پتہ ہے تمہاری فطرت کا"۔۔۔ فیاض نے جھلّائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ہوٹل کے بورڈ پر لکھے ہوئے الفاظ تو پڑھ سکتے ہو۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم نے خود ہی کہا تھا کہ وہ ڈیلی گڈ نیوز کے چیف رپورٹر نے اسی ہوٹل سے تمہیں فون کیا تھا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں مگر۔۔۔ مگر وہ تو یہاں رہ ہی نہیں رہے۔ وہ روم سروس مینیجر نے نہیں بتایا تھا پھر۔۔۔" فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر روم سروس مینیجر کی بات سن کر خاموشی سے بیٹھ جائیں۔ اگر اس کو تم تفتیش سمجھتے ہو تو پھر بخشے لیے تم نے بین الاقوامی مجرم"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اب فیاض کے سُتے ہوئے چہرے پر بھی رونق عود کر آئی اور وہ بھی تیز تیز قدم اُٹھاتا عمران کے پیچھے چل پڑا۔

راجرک اور بلیک دونوں میک اپ میں عمران کے فلیٹ کے سامنے سڑک کی دوسری طرف موجود ایک کیفے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں بیٹھے ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر چکے تھے اور اسی دوران وہ کافی کی کئی پیالیاں پی چکے تھے۔ لیکن ابھی تک انہوں نے عمران کے فلیٹ میں کسی کو آتے یا جاتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ دو گھنٹے قبل وہ یہاں پہنچے تھے اور پھر کیفے سے ہی فون کرنے پر انہیں فلیٹ میں موجود عمران کے ملازم نے بتایا تھا کہ صاحب موجود نہیں ہیں اور تب سے وہ صاحب کے انتظار میں بیٹھے مسلسل کافی پینے میں مصروف تھے۔

"میرا خیال ہے یہاں کی بجائے ہمیں اس کے فلیٹ میں رہنا چاہئے"۔۔۔۔ بلیک نے کہا۔

"وہ انتہائی شاطر آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ فلیٹ میں آنے سے پہلے فون کرے۔ میں اس پر اس وقت وار کرنا چاہتا ہوں جب وہ پوری

طرح مطمئن ہو"۔۔۔۔ راجرک نے کہا اور بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی فلیٹ کے سامنے ایک سپورٹس کار کو رکتے دیکھ کر چونک پڑے۔ کار میں سے ایک نوجوان باہر آیا اور تیزی سے فلیٹ کے نچلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہی ہے عمران۔ مجھے اس کا حلیہ معلوم ہے"۔۔۔۔ راجرک نے کہا اور بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں کار کھڑی کی اور گیراج بند کر کے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ میں غائب ہو گیا۔

"آؤ بلیک"۔۔۔۔ راجرک نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ راجرک نے کیفے کے کاؤنٹر پر بل ادا کیا اور پھر وہ دونوں کیفے سے نکل کر سڑک کراس کرتے ہوئے فلیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ کے بند دروازے پر موجود تھے۔ راجرک نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔

"ہم نے عمران صاحب سے ملنا ہے"۔۔۔۔ راجرک نے دروازے پر نمودار ہونے والے آدمی سے انتہائی مہذب انداز میں کہا۔

"آئیے وہ ابھی آئے ہیں"۔۔۔۔ اس آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں کے اندر آنے پر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ان سے آگے آ کر وہ انہیں سائیڈ پر موجود ایک سادہ سے انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ اور ابھی وہ دونوں صوفوں پر بیٹھنے ہی لگے تھے کہ عمران اندر داخل ہوا۔ اس نے شاید ان کے آنے

کی آوازیں سن لی تھیں۔ اور وہ دونوں بیٹھتے بیٹھتے ایک بار پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام ڈیوڈ ہے۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں جوائے۔ ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے"—— راجرک نے عمران کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ اور بے چارہ اکلوتا نام ہے۔ تشریف رکھیے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو راجرک بے اختیار چونک پڑا۔

"اکلوتا نام کیا مطلب"—— راجرک نے بے اختیار پوچھا اور عمران مسکرا دیا۔

"بیچارہ گرگٹ توخواہ مخواہ رنگ بدلنے کے سلسلے میں بدنام ہے۔ ورنہ جس تیزی سے آپ نام بدلتے ہیں۔ اگر گرگٹ کو معلوم ہو جائے تو وہ یقیناً رنگ بدلنا چھوڑ دے۔ پہلے آپ نے فریڈرک کے نام سے میرے فلیٹ پر فون کیا اور اپنے آپ کو میرا دوست کہہ کر میرے متعلق میرے باورچی سے پوچھا۔ پھر آپ نے کارسن کا نام لے کر سوپر فیاض سے ملاقات کی اور اپنے آپ کو ڈیلی گڈ نیوز کا چیف کرائم رپورٹر بتایا۔ ہوٹل میں آپ کا نام فریڈرک اور آپ کے ساتھی کا نام رالسن تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے پاس آپ کے ساتھی کا نام بلیک ہو گیا۔ اور اب آپ ڈیوڈ ہیں اور یہ جوائے اس لیے میں نے اپنے نام کو اکلوتا کہا ہے۔ وہی علی عمران"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجرک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے تھے۔ اسے قطعی توقع نہ تھی کہ یہ عمران اس قدر ذہین اور شاطر بھی ہو سکتا ہے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ نہ میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا نہ میں ہوٹل میں رہا۔ اور نہ میں کسی سپرنٹنڈنٹ کے پاس گیا ہوں"—— راجرک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ڈیوڈ یا جو بھی آپ کا نام ہو۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی جو بھی آپ سمجھ لیں۔ بہرحال آپ میک اپ کے فن میں ابھی اناڑی ہیں۔ گو میں نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ آپ کے چہرے پر میک اپ ہے۔ لیکن صرف مسئلہ میک اپ کرنے سے ہی حل نہیں ہوا کرتا۔ آواز اور لہجہ بھی ساتھ ہی بدلنا پڑتا ہے۔ آپ نے جب فریڈرک بن کر مجھے فون کیا تو آپ کی کال یہاں ٹیپ ہو گئی تھی۔ میرا اصول ہے کہ جب میں فلیٹ سے جاتا ہوں تو میری عدم موجودگی میں جو کال بھی آتی ہے وہ خود بخود ٹیپ ہو جاتی ہے۔ مجھے آتے ہی سلیمان نے بتا دیا تھا کہ میرے دوست فریڈرک کی گریٹ لینڈ سے کال آئی تھی۔ اب چونکہ واقعی گریٹ لینڈ میں میرا ایک دوست فریڈرک رہتا ہی ہے۔ اس لیے میں نے وہ ٹیپ سنی تو لہجہ اور آواز میرے دوست کی نہ تھی۔ اس دوران آپ کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔ اور میں نے فوراً وہ آواز پہچان لی۔ دوسری بات یہ کہ آپ دونوں کے قدوقامت اور جسامت کی تفصیلات ہوٹل فائیو سٹار کے اس ویٹر سے مجھے معلوم ہو چکی ہیں جو آپ کو وہاں سرو کرتا رہا۔ پھر فیاض نے بھی اسی قدوقامت کی تصدیق کر دی۔ اور اب آپ کا قدوقامت اور جسامت بھی وہی ہے۔ اور آخری بات یہ کہ آپ بایاں ہاتھ کام کرتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ویٹر ایسی باتوں کو بہت یاد رکھتے ہیں۔ سوپر فیاض نے بھی تصدیق کی تھی

کہ آپ نے اس سے بائیں ہاتھ سے مصافحہ کیا تھا اور اب آپ نے مجھ سے بھی مصافحے کے لیے بایاں ہاتھ ہی بڑھایا ہے۔ میرے خیال میں اتنی وضاحت آپ کی حیرت دُور کرنے کے لیے کافی ہوگی۔ بہر حال اب آپ فرمایئے کہ آپ وائٹ کالر کے سلسلہ میں کون سی ایسی بات معلوم کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے آپ کو اس قدر مشقت کرنی پڑ رہی ہے“ ــــ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ ــــ مجھے اعتراف ہے عمران صاحب کہ آپ میری توقع سے بہت زیادہ ذہین اور ہوشیار ہیں۔ بہر حال میں یہاں پاکیشیا میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وائٹ کالر کے پاکیشیا میں موجود ایجنٹ سیلنگ کو آپ نے یا سیکرٹ سروس نے گرفتار کیا ہے۔ میں اس سے مِلنا چاہتا ہوں۔ اور بس“ ــــ راجرک نے کہا۔

”اب آپ کا اصل نام میں بتا دوں“ ــــ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ اور راجرک بے اختیار چونک پڑا۔

”اصل نام۔ کیا مطلب“ ــــ راجرک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا اصل نام راجرک ہے۔ اور آپ ولنگٹن کے ریڈ سیاٹ کیفے کے مالک اور منیجر ہیں اور وائٹ کالر کے تمام گروپوں کو آپ ہی کنٹرول کرتے ہیں“ ــــ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بات آپ نے کیسے کہہ دی“ ــــ راجرک نے اور زیادہ سختی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”سیلنگ نے مجھے بتایا تھا۔ اور اس نے آپ کے قد و قامت اور جسامت کی تفصیل بھی بتائی تھی۔ گو وہ تفصیل آپ سے ملتی جلتی تھی لیکن پھر بھی میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی۔ لیکن اب آپ نے سیلنگ کا ذکر کیا تو مجھے یاد آ گیا“ ــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ مجھے ملنے والی اطلاع درست ہے کہ سیلنگ کو آپ نے گرفتار کیا ہے۔ کیا میں اس سے مل سکتا ہوں۔ یہ سوچ لیجئے کہ میں سفارت خانے کے ذریعے بھی کسی قیدی سے مل سکتا ہوں“ ــــ راجرک نے کہا۔ اس کے ذہن میں اب واقعی آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ کیونکہ عمران کی ذہانت لمحہ بہ لمحہ خطرناک سے خطرناک تر ہوتی جا رہی تھی۔

”ضرور مل سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے آپ کو بھی سیلنگ کی طرح خود کشی کرنی پڑے گی۔ اس نے جیل کی دیوار سے ٹکریں مار مار کر اپنے آپ کو شدید زخمی کر دیا تھا اور پھر ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی عالم بالا کو روانہ ہو گیا تھا“ ــــ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ تو اس کا مطلب ہے سیلنگ ہلاک ہو چکا ہے ــــ او کے آپ کا شکریہ اب ہمیں اجازت دیجئے“ ــــ راجرک نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اور صوفے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

”تشریف رکھیں چائے وغیرہ پی کر جایئے۔ آخر آپ میرے مہمان ہیں“ ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ جب سیلنگ مر چکا ہے تو اب یہاں وقت ضائع کرنے کا فائدہ“ ــــ راجرک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ یکلخت عمران اپنی جگہ سے اس طرح کود کر ایک طرف ہٹا جیسے بجلی کی رو بادلوں میں دوڑتی ہے اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ریوالور کے دھماکے سے گونج اُٹھا۔ مگر ابھی اس کی بازگشت سے کمرہ گونج ہی رہا تھا کہ راجرک کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اُسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم میں کوئی گرم سلاخ گھس گئی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں بلیک کی چیخ اور دو اور دھماکے پڑے اور پھر اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا۔ اس تاریکی میں روشنی کی کرن اچانک نمودار ہوئی اور راجرک نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔ مگر دوسرے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں لوہے کے راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا ہوش میں آتے ہی اس کے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی تھی۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن وہ اس کمرے میں اکیلا تھا۔ بلیک وہاں موجود نہ تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا وہ عمران کے اُسی فلیٹ میں ہے یا کسی اور جگہ کہ سامنے کا بند دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے راجرک بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ دروازے سے ماسٹر کلرز کا جوانا اندر داخل ہو رہا تھا۔

"تمہیں ہوش آ گیا راجرک۔ ماسٹر نے تمہاری بینڈیج کرا دی تھی ورنہ شاید تم اسی بے ہوشی کے دوران ہی عالم بالا پہنچ جاتے" —— جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہارے ماسٹر سے کوئی زیادتی نہیں کی۔ لیکن" —— راجرک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے ماسٹر پر فائر کیا تھا۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ ماسٹر اب اس قدر گیا گزرا ہے کہ وہ تم جیسے تھرڈ کلاس بدمعاشوں کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ ماسٹر تمہارے تصور سے بھی عظیم ہے راجرک۔ اور سنو تمہاری میری کسی زمانے میں کافی دوستی رہی ہے۔ اس لیے اس دوستی کے ناطے میں تمہیں صرف اتنا کہوں گا کہ ماسٹر جو کچھ پوچھے تم اس کا صحیح صحیح جواب دے دینا۔ میرا وعدہ کہ تم زندہ سلامت واپس ایکریمیا پہنچ جاؤ گے ورنہ دوسری صورت میں ہو سکتا ہے کہ ماسٹر کے حکم پر مجھے خود اپنے ہاتھوں سے تمہاری ہڈیاں توڑنی پڑیں" —— جوانا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ میں درست جواب دوں گا۔ وہ میرا ساتھی۔ وہ کہاں ہے" —— راجرک نے کہا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس خطرناک ترین آدمی کو واقعی سچ بتا دے گا۔ کیونکہ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اس شخص کا بہر حال یہاں مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"وہ ختم ہو چکا ہے۔ اُسے بھول جاؤ" —— جوانا نے جواب دیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران دروازے میں داخل ہوا۔

"اوہو پرانے دوستوں میں بڑے راز و نیاز ہو رہے ہیں۔ بہت خوب" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے راجرک کو بتا دیا ہے ماسٹر کہ وہ تمہارے سوالوں کے درست جواب دے گا تو اُسے زندہ واپس بھجوا دیا جائے گا اور یہ مان

بھی گیا ہے"۔۔۔۔ جوانا نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی اٹھا کر راجرک کے سامنے رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا بہت خوب۔ پھر تو واقعی یہ تمہارا دوست کہلانے کا حقدار ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر راجرک میں تم سے صرف ایک سوال پوچھوں گا۔ اور اگر تم نے واقعی درست جواب دے دیا تو جوانا کا وعدہ میرا وعدہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے راجرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوچھو"۔۔۔۔ راجرک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وائٹ کالر کو منشیات میں کس طرح تبدیل کیا جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو راجرک بے اختیار چونک پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اطمینان کی لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ کیونکہ عمران کے اس سوال سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ سیلنگ نے اسے وائٹ کالر کا اصل فارمولا نہیں بتایا۔ اور یہی معلوم کرنے کے لیے وہ یہاں آیا تھا۔

"اس سوال کا جواب آپ سیلنگ سے پوچھ سکتے تھے"۔۔۔۔ راجرک نے کہا۔

"ضرور پوچھ لیتا لیکن لیبارٹری تجزیہ کی رپورٹ ملنے سے پہلے وہ ختم ہو چکا تھا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو سنو مسٹر علی عمران۔ وائٹ کالر سرے سے منشیات ہے ہی نہیں یہ واقعی سلو پوائزننگ کی ایک مخصوص دوا ہے۔ اور صرف اسے وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جن پر منشیات کے مسلسل استعمال کے بعد تیز سے تیز منشیات اپنا اثر ختم کر دیتی ہے"۔۔۔۔ راجرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دوسرے لفظوں میں اس کا دائرہ کار وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے منشیات کا دائرہ کار ختم ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یونہی سمجھ لو بہرحال یہ منشیات نہیں ہے اور نہ ہی منشیات کے زمرے میں آتی ہے"۔۔۔۔ راجرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے تو سپر منشیات کہا جا سکتا ہے۔ تم کہہ رہے ہو کہ یہ منشیات نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں قانون کی بات کر رہا ہوں۔ سمجھنے کو تو کچھ بھی سمجھا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ راجرک نے جواب دیا۔

"اس دوا کا فارمولا کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"لیبارٹری سے تجزیہ کرا لیا ہے تم نے، انہوں نے فارمولا بتا دیا ہو گا۔ مجھ سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے تمہیں"۔۔۔۔ راجرک نے جواب دیا۔

"او کے۔۔۔۔ اب یہ بتا دو کہ ایکریمیا میں وائٹ کالر کا چیف کون ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں ہوں چیف"۔۔۔۔ راجرک نے با اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم واقعی چیف ہو تو پھر کم از کم تمہارا خاتمہ تو ضروری ہے۔ تنظیم کو بعد میں سنبھال لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو میری بات سنو۔ اس وقت میں تمہاری قید میں ہوں اور بے بس ہوں۔ تم چاہو تو میرے جسم میں ایک کروڑ گولیاں بھی مار سکتے ہو۔ لیکن

بحیثیت چیف آف وائٹ کالر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ پاکیشیا میں
وائٹ کالر نہ بنائی جائے گی۔ نہ فروخت کی جائے گی اور نہ ہی سپلائی کی جائے
گی۔ اگر میری بات پر یقین کر سکتے ہو تو کر لو۔ دوسری صورت میں تمہاری جو مرضی
آئے کرو" ——— راجرک نے کہا۔

"ماسٹر۔ راجرک کی اس صفت کی گواہی میں بھی دینے کے لیے تیار
ہوں کہ یہ جو وعدہ کرتا ہے ہر صورت میں پورا کرتا ہے" ——— عمران کے
بولنے سے پہلے پاس کھڑے جوانا نے کہا۔

"او۔ کے ——— ٹھیک ہے اپنے دوست کو کھول دو اور اسے
ائیر پورٹ پر سی آف کرنے بھی خود ہی چلے جانا۔ اگر یہ اپنے وعدے پر قائم
رہا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ ایکریمیا میں بھی اسے تلاش کرنا زیادہ مشکل نہ ہوگا"
عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور راجرک
کے حلق سے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا۔

توصیف نے کار اپ لینڈ کے سب سے بڑے ہوٹل کی پارکنگ
میں روکی ہی تھی کہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی شہلا جو ایک فیشن میگزین
میں موجود تصویریں دیکھنے میں مگن تھی یکلخت چونک پڑی۔

"ارے یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا ٹاپ فال کا ماحول بدل گیا ہے" ———
شہلا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوٹل ٹاپ سٹار ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ مجھے فال وغیرہ سے کوئی
دلچسپی نہیں ہے۔ چاہے ساڑھی کی فال ہو یا مستقبل بتانے والی فال۔ اور
جہاں تک سٹار کا تعلق ہے تو ایک بہت بڑے شاعر نے کہا ہے کہ اُسے
وہ جوان ——— پسند ہیں جو ستاروں پر کمند ڈالتے ہیں۔ یہ شعر یقیناً اس نے
میرے لیے کہا ہوگا کیونکہ میں عام ستاروں پر کمند نہیں ڈالتا بلکہ میں
نے ٹاپ سٹار پر کمند ڈال رکھی ہے" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"کمند کہاں ہے کمند اور سنو یہ متروک قسم کے قدیم لفظ میرے سامنے مت بولا کرو۔ غاروں کے زمانے کے لگتے ہو۔ سیدھی طرح کہو کہ ٹاپ سٹار ہوٹل کی پارکنگ ہے یہ۔ خواہ مخواہ گھنٹہ زبان گھمائی ہے تم نے۔ اور سنو پروگرام میں نے بنایا ہے تم نے نہیں بنایا اس لیے چاہے تمہیں پسند ہو یا نہ ہو ٹاپ فال تمہیں چلنا ہی پڑے گا۔ چلو بڑھاؤ گاڑی"۔۔۔۔ شہلا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کمند نظر نہیں آتی۔ اور ہے بھی کچے دھاگے کی بنی ہوئی۔ تم نے سنا نہیں وہ مصرعہ جس میں شاعر کہتا ہے کہ کچے دھاگے سے بندھی آئے گی سرکار میری۔ وہ شاعر بے چارہ تو سرکار کو کچے دھاگے سے کھینچنا چاہتا تھا لیکن میں نے دیکھو کہ ٹاپ سٹار کو کھینچ کر اپنی کار میں لا بٹھایا ہے"۔۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کار بیک کرنی شروع کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شہلا ضد کی پکی ہے۔ وہ ہر صورت میں اب ٹاپ فال جائے گی۔ ورنہ توصیف کا موڈ آج وہاں نہ جانے کا تھا۔ اس لیے وہ کار ٹاپ سٹار میں لے آیا تھا کہ کسی طرح شہلا کو منا لے گا لیکن شہلا نے جس انداز میں بات کی تھی اس انداز کے بعد اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ خاموشی سے ٹاپ فال کی طرف روانہ ہو جائے۔

"کیا۔۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ٹاپ سٹار اور کار میں"۔ شہلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ انتہائی مسرت بھرے انداز میں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے گلنار ہو گیا تھا اور آنکھیں واقعی ستاروں کی طرح چمکنے لگ گئی تھیں ظاہر ہے وہ توصیف کا مطلب سمجھ گئی تھی کہ توصیف نے ٹاپ سٹار

اسے کہا ہے۔

"ہونہہ۔ تو تم منگنی کو کچا دھاگہ کہہ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ چلو اب سیدھے ممی کے پاس۔ میں ابھی اور اسی وقت اس دھاگے کو پکا کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے پکا دھاگہ تو ٹوٹ سکتا ہے۔ لیکن یہ کچا دھاگہ تو ایسا ہوتا ہے کہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہیں سکتا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ دھاگہ ٹوٹ جائے"۔۔۔۔ توصیف نے کار کو ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ ارادہ ہے۔ تم توڑ کر دیکھو دھاگے کو۔ میں تمہاری گردن نہ توڑ دوں گی"۔۔۔۔ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خود ہی تو دھاگہ توڑنے پر آمادہ ہو۔ اور نام میرا لے رہی ہو"۔۔۔۔ توصیف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں توڑنے پر آمادہ ہوں۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے دماغ میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی"۔۔۔۔ شہلا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"گردن توڑنے کی بات تم نے کی ہے ناں"۔۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"ہاں اور میں نے صرف بات ہی نہیں کی میں ایسا کر بھی سکتی ہوں سمجھے"۔۔۔۔ شہلا نے باقاعدہ دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"گردن ٹوٹنے کا بامحاورہ مطلب ہوتا ہے۔ زندگی کا دھاگہ توڑنا۔ اب بولو کون توڑ رہا ہے دھاگہ میں یا تم"۔۔۔۔ توصیف نے جواب دیا اور شہلا اس بار بے اختیار ہنس پڑی۔

"سنو۔ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ جو منہ میں آئے کہہ ڈالا۔ آئندہ یہ خطرناک ٹائپ کے محاورے میرے سامنے بولے تو

میں تمہارا مُنہ نوچ ڈالوں گی۔ اچھی اچھی باتیں کیا کرو" ــــ شہلا نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ ــــ کچھ نہ کچھ تو ڈال ہی دیا ہوتا۔ تاکہ گزارہ تو ہو جاتا" ــــ توصیف نے مُنہ اوپر کی طرف اُٹھاتے ہوئے دعائیہ انداز میں کہا ہی تھا کہ شہلا بے اختیار چیخ پڑی اور توصیف نے تیزی سے سٹیرنگ کو موڑا اور دوسرے لمحے شہلا اس طرح لمبے لمبے سانس لینے لگ گئی جیسے نجانے کتنے میلوں سے مسلسل دوڑتی چلی آ رہی ہو۔

"کیا ہوا تھا تمہیں" ــــ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ ٹرک ــــ وہ سیدھا کار کی طرف ہی آ رہا تھا" ــــ شہلا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی تک خوف زدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"تو اس میں چیخنے کی کیا بات تھی۔ زیادہ سے زیادہ وہی کام کرتا جو تم مستقبل میں کرنا چاہتی ہو" ــــ توصیف نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ پھر وہی بات ــــ خبردار اب اگر تم نے کوئی فضول بات کی۔ ارے ہاں یہ تم کیا کہہ رہے تھے کہ کچھ نہ کچھ ڈال دیا جاتا۔ کیا مطلب تھا تمہارا" ــــ شہلا نے چونک کر کہا جیسے اُسے اب یاد آئی ہو وہ بات۔

"اللہ تعالٰی سے دُعا کر رہا تھا کہ جس طرح اس نے میری کھوپڑی بھر رکھی ہے۔ اسی طرح وہ تمہاری ــــ بہرحال چھوڑو۔ اللہ تعالٰی کی حکمت وہی جانے" ــــ توصیف نے شہلا کا چہرہ بگڑتے دیکھ کر بات بدلتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے میں احمق ہوں۔ میری کھوپڑی میں دماغ نہیں ہے۔ کیوں یہی مطلب تھا ناں" ــــ شہلا نے غصّے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کھوپڑی ــــ لاحول ولاقوۃ ــــ یہ کیا غیر شستہ سا لفظ بول رہی ہو" ــــ توصیف نے مُنہ بناتے ہوئے کہا۔

"خود کہو تو شستہ ہو جاتا ہے اور میں کہوں تو غیر شستہ۔ اور سنو یہ تم نے میرے لیے غیر کا لفظ کیوں نکالا زبان سے۔ میں غیر ہوں" ــــ شہلا کا ذہن کسی اور طرف چل پڑا۔

"پھر وہی ناشستہ لفظ ــــ اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کہ آج یہ ٹاپ فال جانے کا موڈ کیسے بن گیا تمہارا۔ کیا وہاں کوئی خاص فنکشن ہے" ــــ توصیف نے شاید موضوع بدلنے کے لیے کہا۔

"تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہے۔ آخر تم کس دُنیا میں رہتے ہو۔ گزشتہ تین دنوں سے وہاں پھولوں کی بین الاقوامی نمائش لگی ہوئی ہے۔ اپ لینڈ تو کیا پوری دُنیا سے لوگ اس نمائش کو دیکھنے آ رہے ہیں۔ اور تم پوچھ رہے ہو کہ وہاں کوئی فنکشن ہے۔ بالکل بور ہو تم" ــــ شہلا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بین الاقوامی نمائش اور وہ بھی پھولوں کی۔ واہ پھر تو لُطف آ گیا بڑے خوبصورت پھول نظر آئیں گے" ــــ توصیف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جب پھولوں کی نمائش ہے تو پھول ہی نظر آئیں گے

اس میں اس قدر خوش ہونے کی کیا بات ہے"۔۔۔۔ شہلا نے توصیف کو ضرورت سے زیادہ خوش ہوتے دیکھ کر قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"میں تو اس لیے خوش ہو رہا ہوں کہ آج پوری دنیا کو پتہ چل جائے گا کہ خوبصورت پھول اَپ لینڈ میں موجود ہیں۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ واقعی کوئی خوبصورت ترین پھول نظر آجائے"۔۔۔۔ توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہو"۔۔۔۔ شہلا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ پہیلی نہیں ہے۔ فطرت کا شاہکار ہے۔ تم چلو تو سہی پھر دیکھنا کیسے لوگ اَپ لینڈ کے پھول کی تعریف کرتے ہیں"۔۔۔۔ توصیف نے کہا۔ اور شہلا کا چہرہ ایک بار پھر گلگوں ہو گیا۔

"ہونہہ تم واقعی بے حد شرارتی ہو۔ ارے اوہ۔۔۔۔ کیا مطلب تم وہاں غیر ملکی عورتیں دیکھنے جا رہے ہو۔ یہی مطلب ہوا ناں۔ موڑو جلدی کرو موڑو کار۔ بس کوئی ضرورت نہیں نمائش میں جانے کی۔ چلو موڑو"۔ شہلا نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کار موڑنے کی گردان شروع کر دی۔

"ارے ارے کیا ہو گیا۔ فطرت کا حسن دیکھنا کوئی جرم تو نہیں۔ آخر بین الاقوامی نمائش ہے"۔۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کہتی ہوں کار موڑو بس۔ خبردار اگر تم وہاں گئے۔ چلو وہیں ٹاپ سٹار ہوٹل چلو"۔۔۔۔ شہلا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور توصیف نے مسکراتے ہوئے کار کو مناسب جگہ سے ٹرن دیا اور واپس ہوٹل کی طرف چل پڑا۔

"خواہ مخواہ میرا پٹرول ضائع کر دیا ہے تم نے۔ اگر تم ایسی ہی فضول خرچی کرتی رہیں تو مجھ جیسے غریب آدمی کا کیا ہو گا"۔۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مروت میں دے دوں گی پٹرول کے پیسے۔ مجھے تو خیال ہی نہ رہا تھا کہ تم جیسے ندیدے آدمی کو وہاں نہیں لے جانا چاہیئے۔ تمہارا کیا ہے کسی بھی بوڑھی چڑیل کو دیکھ کر پھسل سکتے ہو"۔۔۔۔ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چڑیل کو دیکھ کر پھسلنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ ورنہ چڑیل تم جانتی ہو خون پینے کی عادی ہوتی ہے۔ ہونٹوں پر خون صاف نظر آتا ہے"۔۔۔۔ توصیف نے کن انکھیوں سے شہلا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ میں سمجھ گئی ہوں۔ تم میری لپ اسٹک پر اس لیے طنز کر رہے ہو تاکہ میں غصے میں آ کر تمہیں وہاں لے جاؤں۔ لیکن اب میں اتنی احمق بھی نہیں ہوں جتنا تم سمجھتے ہو"۔۔۔۔ شہلا نے خلافِ توقع مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔۔۔۔ اب تو انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق کو بھی عقل میسر آنے لگ گئی ہے"۔۔۔۔ توصیف نے اسے مزید چھیڑتے ہوئے کہا۔

"تم جو مرضی آئے کہہ دو۔ لیکن اب تم وہاں نہیں جا سکتے۔ یہ میرا فیصلہ ہے"۔۔۔۔ شہلا نے کہا۔ اور توصیف نے مسکراتے ہوئے کار ایک

بار پھر ہوٹل ٹاپ سٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ جو اس وقت آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ سپر وائزر چونکہ توصیف کو اچھی طرح جانتا تھا اس لیے وہ انہیں ایک علیحدہ کونے میں لگی ہوئی میز تک لے آیا۔

"لیمن جوس لے آؤ"۔۔۔ توصیف نے قریب آتے ہوئے ویٹر سے کہا اور ویٹر خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ تو میں چڑیل لگتی ہوں اور خون پیتی ہوں کیوں"۔۔۔ شہلا نے ویٹر کے جاتے ہی منہ بنا کر کہا۔

"چڑیل کبھی دیکھی ہے تم نے"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں دیکھوں گی چڑیل۔۔۔ چڑیل تو جنگلوں اور ویرانوں میں ہوتی ہے"۔۔۔ شہلا نے حیران ہو کر کہا۔

"ارے وہ تو پرانے زمانے کی باتیں تھیں۔ آج کل تو چڑیلیں شاندار کوٹھیوں میں رہتی ہیں۔ قیمتی کاروں میں گھومتی ہیں اور جدید ترین ہوٹلوں میں بیٹھ کر بھوتوں سے گپیں ہانکتی ہیں۔ یقین نہ آئے تو بے شک گردن گھما کر دیکھ لو۔ تمہیں یہاں بھی خاصی تعداد میں چڑیلیں اور بھوت نظر آ جائیں گے انسانی روپ میں۔ مگر انسان ۔۔۔ کا خون پینے والے ۔ خون آشام"۔۔۔ توصیف نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور شہلا کے چہرے پر بھی انتہائی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ ۔ یہ تم کیسی باتیں شروع کر دیں۔ ہلکی پھلکی باتیں کرو۔ مجھے ان باتوں سے وحشت ہوتی ہے"۔۔۔ شہلا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ توصیف اس کی بات کا جواب دیتا۔ ویٹر نے لیمن جوس کے دو بڑے گلاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ اور پھر واپس مڑتے مڑتے وہ رکا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو۔ لیکن پھر کندھے اچکا کر واپس مڑ گیا۔

"سنو کیا بات ہے ۔۔۔ کیا کہنا چاہتے تھے تم"۔۔۔ توصیف نے اسے واپس ہوتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب بس ویسے ہی ایک بات یاد آ گئی تھی مگر میں نے سوچا کہ میں غریب آدمی ہوں۔ بڑے لوگوں کی باتوں میں دخل دے کر کسی مصیبت کا شکار نہ ہو جاؤں"۔۔۔ ویٹر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ویٹر حیرت بھری نظروں سے توصیف کو دیکھتے ہوئے واپس مڑ گیا۔

"کیا بات ہے۔ یہ کیا کہنا چاہتا تھا"۔۔۔ شہلا نے حیران ہو کر توصیف سے پوچھا۔

"میں سمجھ گیا ہوں۔ کسی نے تمہارے حسن کی تعریف کر دی ہو گی۔ اس نے سوچا ہو گا کہ میں متجسس ہو کر پوچھوں گا اور اسے بھاری ٹپ دوں گا"۔۔۔ توصیف نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی ۔۔۔ تم مجھے ٹال رہے ہو۔ اصل بات بتاؤ"۔۔۔ شہلا نے بگڑے لہجے میں کہا۔

"ارے اور کیسے بتاؤں۔ بتا تو رہا ہوں کہ یہ ویٹر لوگ جان بوجھ کر الٹی سیدھی باتیں کر کے بھاری انعام وصول کرنے کے چکر میں رہتے ہیں"۔۔۔ توصیف نے کہا اور اس بار شہلا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"تم کہہ رہی تھیں کہ تم نے ممی کو فون کرنا ہے" ـــــ اچانک توصیف نے چونک کر کہا۔

"ارے ہاں میرے تو ذہن میں ہی نہیں رہا۔ ممی کی طبیعت خراب تھی میں نے سوچا تھا کہ پوچھ لیں۔ ایک منٹ میں ابھی آئی" ـــــ شہلا نے چونک کر کہا اور پھر جوس کا خالی گلاس رکھ کر وہ تیزی سے اٹھی اور فون روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس دوران توصیف نے دور کھڑے ویٹر کو اشارہ کر کے اپنی طرف بلایا۔

"یہ لو انعام اور بتاؤ کیا بات تھی" ـــــ توصیف نے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی صاحب۔ آپ تو ایسے ہی ہمیں بھاری بخشش دیتے رہتے ہیں" ـــــ ویٹر نے تکلف زدہ لہجے میں کہا لیکن نوٹ والا ہاتھ جلدی سے جیب میں ڈال لیا۔

"جلدی بتاؤ ورنہ وہ شہلا آگئی تو پھر مسئلہ بن جائے گا" ـــــ توصیف نے کہا۔

"وائٹ کالر کے سلسلے کی بات ہے۔ آپ ایسا کریں بیگم صاحبہ کو کہیں چھوڑ کر مجھ سے ملیں" ـــــ ویٹر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر میز پر پڑے ہوئے جوس کے خالی گلاس ٹرے میں رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وائٹ کالر کا نام سن کر توصیف کے چہرے پر یکلخت انتہائی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ جلدی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"جی صاحب" ـــــ کاؤنٹر بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ

توصیف اس ہوٹل میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ اس لیے یہاں کا سارا عملہ اس سے اچھی طرح واقف تھا۔

"مس شہلا فون روم سے آئیں تو انہیں بتا دینا کہ مجھے ایک انتہائی ضروری کام کی وجہ سے جانا پڑ گیا ہے" ـــــ توصیف نے کاؤنٹر بوائے سے کہا اور مڑ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ البتہ اس نے مڑتے ہوئے ایک طرف کھڑے اس ویٹر کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر دیا۔

ہال سے نکل کر توصیف تیزی سے برآمدے کو کراس کرتا ہوا سائیڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں سپیشل رومز بنے ہوئے تھے۔

"کمرہ نمبر آٹھ میں آجائیے جناب" ـــــ اس کے عقب میں آتے ہوئے ویٹر نے کہا اور توصیف مڑے بغیر سر ہلاتے ہوئے کمرہ نمبر آٹھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھما کر اسے دبایا تو دروازہ کھل گیا اور توصیف اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ویٹر بھی اندر آگیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر مڑ کر توصیف کی طرف بڑھ آیا۔

"صاحب میں اپنی جان خطرے میں ڈال کر آپ کے پیچھے آیا ہوں چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ شریف آدمی ہیں اس لیے میں نے یہ رسک لے لیا ہے۔ تاکہ آپ کو کم از کم اس خطرے کا علم ہو جائے جو آپ پر موت بن کر منڈلا رہا ہے" ـــــ ویٹر نے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

"صاف صاف بات کرو کیا کہنا چاہتے ہو" ـــــ توصیف نے خشک لہجے میں کہا۔

"صاحب کل شام کو میری ڈیوٹی دوسری منزل پر تھی۔ میں ایک کمرے کے دروازے کے سامنے سے گزرا تو دروازہ معمولی سا کھلا ہوا تھا۔ مجھے

اندر سے دو آدمیوں کی باتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ویسے تو ظاہر ہے۔ ہوٹل میں رہنے والے باتیں کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن ایک لفظ قتل میرے کانوں میں پڑا تو میں چونک کر رک گیا۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ اس توصیف کو کہیں وائٹ کالر کے اصل فارمولے کا علم نہ ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہو گیا تو وائٹ کالر کے لیے بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ جب کہ دوسرے نے کہا کہ نہیں یہ اگر اسے معلوم ہو جاتا تو اب تک حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو جاتا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے وہ ابھی منشیات کے ہی چکر میں ہیں۔ پھر پہلے آدمی نے کہا کہ کچھ بھی ہو اس توصیف کو ہر حالت میں قتل ہونا چاہیئے۔ ابھی میں نے اتنی ہی بات سنی تھی کہ ایک سائیڈ پر موجود دوسرے کمرے کا دروازہ کھلا اور میں آگے بڑھ گیا۔ پھر جب میں ایک کمرے میں سروس کر کے واپس آیا تو وہ دروازہ لاک ہو چکا تھا۔ وہ دونوں آدمی جا چکے تھے۔ آج آپ کو ہال میں دیکھا تو مجھے یہ بات یاد آ گئی" ـــــ ویٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمرے کا نمبر بتاؤ اور وہاں کون رہتا ہے" ـــــ توصیف نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جناب درمیان میں نہ آئے۔ میں غریب آدمی ہوں" ـــــ ویٹر نے جلدی سے توصیف کے ہاتھ سے نوٹ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو تمہارا نام درمیان میں نہ آئے گا" ـــــ توصیف نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"جناب کمرہ نمبر آٹھ۔ دوسری منزل اور اس کمرے میں مستقل طور

پر ایک مقامی آدمی رہتا ہے آصف نواز۔ وہ اصل میں بڑے مجرموں اور پولیس کے درمیان دلالی کرتا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے تفصیل کیا بتاؤں" ـــــ ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ دوسرا آدمی کون تھا" ـــــ توصیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آواز تو مقامی ہی تھی لیکن میں اسے دیکھ نہیں سکا" ـــــ ویٹر نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ شکریہ۔ اب یہ ساری باتیں بھول جاؤ" ـــــ توصیف نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسپیشل روم والے حصے سے نکل کر ایک بار پھر مین ہال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ہال میں داخل ہو کر اس نے دیکھا تو میز خالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ شہلا جا چکی تھی۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"جناب مس شہلا چلی گئی ہیں۔ میں نے آپ کا پیغام دے دیا تھا" ـــــ کاؤنٹرلوائے نے توصیف کو دیکھتے ہی کہا۔ اور توصیف سر ہلاتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ چکا تھا۔ لیکن کمرہ نمبر آٹھ بند تھا۔ توصیف نے ادھر ادھر دیکھا اور راہداری میں کسی کو نہ پا کر اس نے جیب سے بٹوہ نکالا اور اس کی ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی مڑی ہوئی تار نکالی اور دوسرے لمحے اس نے تار دروازے کے لاک میں ڈال کر اسے مخصوص انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور توصیف نے تار واپس کھینچ کر اسے جیب میں ڈالا اور ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھولا اور

اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھا
اور پھر اس نے کمرے میں موجود سامان کی بڑے ماہرانہ انداز میں تلاشی
لینی شروع کر دی۔ اور کچھ دیر بعد وہ الماری کے نچلے خانے میں رکھے ہوئے
بریف کیس کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹی سی ڈائری برآمد کر لینے میں
کامیاب ہو گیا۔ اس نے ڈائری کھولی تو اس میں بے شمار لوگوں کے
نام اور ان کے سامنے فون نمبر وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں زیادہ
تعداد حکومت کے اعلیٰ ترین آفیسروں کی تھی۔ ڈائری کے صفحے پلٹتے پلٹتے
اچانک ایک صفحہ پر اس کی نظریں جم سی گئیں۔ اس پر ڈاکٹر آرسن کا نام
لکھا ہوا تھا اور اس کے گرد سرخ سیاہی سے دائرہ ڈال دیا گیا تھا۔ اس
کے نیچے ہیرا سنگھ کا نام تھا اور اس کے گرد بھی سرخ دائرہ تھا اور اس کے
نیچے توصیف کا اپنا نام تھا۔ اور اس کے نام کے گرد دائرہ ڈالنے کی بجائے
آگے سرخ سیاہی سے کراس ڈالا گیا تھا اور اس سے آگے ایک فون
نمبر درج تھا۔ اور فون نمبر کو غور سے دیکھتے ہی توصیف چونک پڑا۔ کیونکہ
یہ اس کا ذاتی فون نمبر تھا۔ اسی لمحے اسے دروازے پر کسی کے رکنے کی
آواز سنائی دی تو اس نے پھرتی سے ڈائری جیب میں ڈالی اور بجلی
کی سی تیزی سے سائیڈ پر لٹکے ہوئے پردوں کے پیچھے ہو گیا۔ کیونکہ
دروازہ کھل رہا تھا اور اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ کسی مناسب
جگہ پر چھپ سکتا۔

"ارے یہ کیا یہ الماری اور میرا بریف کیس کیوں کھلا ہوا ہے۔ کیا
کسی نے چوری کی ہے" ___ ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی
اور توصیف نے پردے کی درز سے دیکھا تو اس کے منہ سے ایک

طویل سانس نکل گیا۔ وہ اس آدمی کو پہچان گیا تھا۔ یہ واقعی آصف نواز
تھا اور توصیف اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ نام سن کر اسے احساس
تو ہوا تھا کہ نام اس کا جانا پہچانا ہے، لیکن فوری طرح اس کے شعور
میں اس کی شناخت نہ آسکی تھی لیکن اب اسے دیکھ کر اسے یاد آگیا
تھا۔ یہ آصف نواز انٹیلی جنس آفیسر تھا اور چونکہ غیر شادی شدہ تھا اس لیے
ہوٹل میں مستقل طور پر رہتا تھا۔ اور اب ویٹر کی بات سن کر وہ سمجھ گیا تھا
کہ آصف نواز در پردہ مجرم تنظیموں کا آلہ کار بھی ہے۔ وہ پردہ ہٹا کر
باہر آگیا اور اس کے ساتھ ہی وہ آہستہ سے کھانسا تو بریف کیس پر
جھکا ہوا آصف نواز یکلخت اچھل کر پلٹا اور دوسرے لمحے اس کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"تم ___ تم توصیف ہو یہاں ___ کمرہ تو بند تھا" ___
آصف نواز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم تو انٹیلی جنس آفیسر ہو۔ اس لیے تمہیں تو اس بات پر حیرت
نہیں ہونی چاہیئے تھی کہ بند دروازے کے باوجود آدمی اندر کیسے آسکتا
ہے" ___ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور آصف نواز کے
ہونٹ بھنچ گئے۔

"ہونہہ تو تم اس طرح اندر آئے ہو۔ یہ بریف کیس تم نے کھولا تھا۔
کیوں" ___ آصف نواز کے لہجے میں سختی عود کر آئی تھی اور چہرے
پر بھی سختی کا تاثر ابھر آیا تھا۔

"وائٹ کالر تمہیں کتنا معاوضہ دیتی ہے" ___ توصیف نے غراتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"وائٹ کالر معاوضہ کیا مطلب ۔۔۔۔ سنو اس طرح کسی کے رہائشی کمرے میں داخل ہونا جرم ہے۔ سمجھے ۔۔۔۔ اس لیے اگر تم جیل جانے سے بچنا چاہتے ہو تو سچ سچ بتا دو کہ یہاں کیوں آئے تھے" ۔۔۔۔ آصف نواز نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ پولیس کو بلوا لو۔ بلکہ زیادہ بہتر ہے کہ چیف راجندر سنگھ کو فون کر دو۔ تاکہ ان کی موجودگی میں تم سے تفصیل سے باتیں ہو سکیں" ۔۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے یکلخت اچھل کر ایک طرف ہٹنا پڑا۔ اور کمرہ ریوالور کے دھماکے سے گونج اٹھا۔ آصف نواز نے واقعی اعلیٰ درجے کی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا کہ پلک جھپکنے میں اس نے نہ صرف جیب سے ریوالور نکال لیا تھا بلکہ توصیف پر اس کا فائر بھی کر ڈالا تھا۔ مگر اسے دوسرا فائر کرنے کی حسرت ہی رہی اور اس بار وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل الماری سے ٹکرایا اور پھر نیچے فرش پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ توصیف نے ایک طرف چھلانگ لگاتے ہوئے اس پر فائر کھول دیا تھا اور گولی اس کے شانے کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔ توصیف نے جان بوجھ کر اس کے اس شانے پر گولی ماری تھی جس ہاتھ میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا تاکہ وہ دوسرا فائر ہی نہ کر سکے اور ہٹ بھی آسانی سے ہو جائے۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا تھا۔ دوسرے لمحے توصیف نے چھلانگ لگائی اور پھر اس کی لاتوں کی دو بھرپور ضربوں نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے آصف نواز کو بیہوشی کے دلدل میں غرق ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ توصیف نے بستر کی چادر اٹھائی

اور اسے پھاڑ کر اس نے اس کے زخم پر بینڈیج کرنا شروع کر دیا تاکہ زیادہ خون نہ نکل سکے۔ ہوٹل کے کمرے چونکہ کاروباری لحاظ سے ہی ساؤنڈ پروف انداز کے بنائے گئے تھے۔ اس لیے توصیف کو یہ فکر نہ تھی کہ دوسرے کمروں میں موجود افراد کو اس فائرنگ یا چیخ کا پتہ چل سکے گا۔ زخم پر بینڈیج کرنے کے بعد اس نے بستر کی چادر کو پھاڑ کر بنائی گئی پٹیوں سے آصف نواز کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھے اور پھر اسے اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر دھکیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش سی کر دی اور چند لمحوں بعد آصف نواز چیختا ہوا ہوش میں آ گیا اور بری طرح کراہنے لگا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں پھٹی پھٹی سی لگ رہی تھیں۔

"اب بولو کیا معاوضہ ملتا ہے تمہیں وائٹ کالر سے" ۔۔۔۔ توصیف نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا۔ تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ آصف نواز کا چہرہ بے اختیار گھوم سا گیا اور اس کے حلق سے خاصی تیز چیخ سی نکل گئی۔

"بولو ورنہ ایک ایک رگ کاٹ دوں گا" ۔۔۔۔ توصیف نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک خنجر کھینچ کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت واقعی درندگی سی چھائی ہوئی تھی۔

"مم۔ مم میں کسی وائٹ کالر کو نہیں جانتا۔ یقین کرو تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" ۔۔۔۔ آصف نواز نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سنو تم نے میرے قتل کی بات کی تھی۔ اور اس بات چیت کا
ٹیپ مجھ تک پہنچ گیا تھا۔ کہو تو لفظ بلفظ یہ گفتگو دوہرا دوں۔ اس
کے بعد یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری ڈائری بھی میں پڑھ چکا ہوں اور تم نے
اس گفتگو میں وائٹ کالر کے فارمولے اور چیف کا بھی ذکر کیا تھا۔ اور
ڈائری میں اقوامِ متحدہ کے ادارے بلیو لائن کے ڈاکٹر آرسن کا نام بھی درج
ہے اور اس کے گرد سرخ دائرہ بھی لگا ہوا ہے۔ اس طرح وائٹ کالر کا
یہاں کا ایجنٹ ہیرا سنگھ کا نام بھی تمہاری ڈائری میں درج ہے اور اس کے
گرد بھی سرخ دائرہ موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں ہلاک ہو چکے
ہیں۔ اس کے بعد میرا نام ہے اور آگے سرخ کراس ہے۔ اور اس کے
بعد میرا فون نمبر درج ہے۔ اس کراس کا مطلب بھی میں سمجھتا ہوں کہ تم
نے میرے قتل پر کسی کو تعینات کر دیا ہے۔ اس لیے اب تمہارے انکار
کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تمہارے پاس صرف ایک ہی صورت
ہے کہ تم مجھے وائٹ کالر کے اس فارمولے کی پوری تفصیل بتا دو۔ میرا
وعدہ کہ میں خاموشی سے یہاں سے چلا جاؤں گا" ——— توصیف
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی وعدہ کرتے ہو کہ مجھے کچھ نہ کہو گے" ——— آصف نواز
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں بار بار بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں آصف نواز۔ جو کچھ
میں نے ایک بار کہہ دیا ہے۔ اُسے کافی سمجھو" ——— توصیف نے
سخت لہجے میں کہا۔

"تو سنو میں واقعی یہاں وائٹ کالر کے لیے کام کرتا ہوں۔ بلکہ

سچی بات یہ ہے کہ صرف وائٹ کالر ہی نہیں بلکہ اور بھی کئی بڑی بڑی تنظیموں
کے لیے کام کرتا ہوں۔ جب وائٹ کالر کا یہاں سیٹ اپ چیف راجندر سنگھ
نے ختم کیا تو مجھے بے حد تشویش ہوئی کہ آخر اس کی مخبری کس نے کی ہو گی۔
اور چونکہ میں خود انٹیلی جنس میں ہوں اسلئے تھوڑی سی انکوائری کے بعد
مجھے علم ہو گیا کہ یہ ساری کارروائی تم نے کی ہے۔ ایکریمیا میں وائٹ کالر کے
چیف کو ایک مخصوص فریکوئنسی پر کال کر کے تمہارے متعلق تفصیلات بتا دیں
چیف کو سب سے زیادہ خطرہ اس بات سے تھا کہ کہیں تمہارے ہاتھ وائٹ کالر
کا فارمولا تو نہیں لگ گیا۔ اس لیے اس نے تمہارے قتل کا حکم دے دیا۔
لیکن چونکہ میں بذاتِ خود تو سامنے نہ آ سکتا تھا اس لیے میں نے یہ کام ایک
پیشہ ور قاتل فرانسکو کے ذمے لگا دیا۔ اور اُسے یہ ہدایت کر دی کہ تمہارے
قتل کو حادثے کا روپ دے" ——— آصف نواز نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"وائٹ کالر کا فارمولا کیا ہے۔ جس کے لیے وہ چیف پریشان تھا" ———
توصیف نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم کولگن کو معلوم ہو گا۔ وہی وائٹ کالر کا یہاں مین ایجنٹ
تھا مگر وہ تو چیف کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے" ——— آصف نواز نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو آصف نواز مجھے جتنی نفرت جھوٹ سے ہے اُتنی اور کسی بات
سے بھی نہیں۔ اس لیے میرے سامنے اب ایک لفظ بھی جھوٹ بولنے کی
کوشش نہ کرنا۔ سچ سچ بتا دو کہ وہ فارمولا کیا ہے۔ ورنہ....." توصیف
نے خنجر کی نوک آصف نواز کی آنکھ کے قریب لے جاتے ہوئے انتہائی

سخت لہجے میں کہا۔

"یقین کرو مجھے فارمولے کا قطعی علم نہیں ہے۔ البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ وائٹ کالر دراصل منشیات نہیں ہے۔ اسے صرف منشیات کے انداز میں ضرور سمگل کیا جاتا ہے لیکن یہ منشیات نہیں ہے۔ البتہ یہ ایک خاص قسم کی معدنیات ہے جو پوری دنیا میں انتہائی نایاب ہے اور کسی کان سے نکالی جاتی ہے اور اس میں یہ خصوصیت ہے کہ اگر اسے ہوا لگ جائے تو یہ ضائع ہو جاتی ہے اس لیے اس میں کوئی مخصوص دوا شامل کی جاتی ہے اور پھر اسے منشیات کے انداز میں ایکریمیا سپلائی کر دیا جاتا ہے۔ مجھے کولگن نے ایک بار بتایا تھا کہ اس کی ایک گرام مقدار کو محفوظ رکھنے کے لیے اس میں ایک ٹن دوا ایک مخصوص فارمولے کے تحت ملانی پڑتی ہے۔ اور پھر ایکریمیا میں اس ایک ٹن مقدار سے مخصوص انداز میں وہ ایک گرام معدنیات علیحدہ کر لی جاتی ہے۔ چونکہ اس کی مقدار دوا ملنے کی وجہ سے انتہائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لیے اسے منشیات کے انداز میں سپلائی کیا جاتا تھا۔ اور ایجنٹوں کو بھاری معاوضے دیئے جاتے تھے۔ ویسے سوائے اس کولگن کے باقی سب افراد اسے منشیات کی کوئی قسم ہی سمجھتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ منشیات کی یہ قسم افریقہ میں بے حد مقبول ہے" ——— آصف نواز نے جواب دیتے ہوئے کہا اور توصیف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"معدنیات ——— کون سی معدنیات نام بتاؤ" ——— توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نام کا مجھے علم نہیں اور نہ کولگن نے بتایا تھا اور نہ میں نے پوچھنے کی کوشش کی تھی۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ اپ لینڈ کے ساتھ ساتھ یہ معدنیات

پاکیشیا سے بھی نکال کر اسی انداز میں سپلائی کی جا رہی ہے" ——— آصف نواز نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سے بھی ——— ہونہہ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں خود اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کر لوں گا" ——— توصیف نے کہا اور خنجر جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"کیا کیا مطلب تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ مجھے نہیں مارو گے" ——— آصف نواز نے ریوالور دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم اپ لینڈ کے غدار ہو، اور غدار کی سزا ہر معاشرے میں موت ہی ہوتی ہے آصف نواز۔ اور دوسری بات یہ کہ میں نے تم سے صرف اتنا وعدہ کیا تھا کہ میں خاموشی سے چلا جاؤں گا۔ اور میں واقعی تمہیں ہلاک کرنے کے بعد خاموشی سے چلا جاؤں گا" ——— توصیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نال آصف نواز کی پیشانی پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ آصف نواز نے چیخ مارنے کے لیے منہ کھولا لیکن چیخ اس کے حلق سے نہ نکل سکی۔ اور اس کی کھوپڑی کئی ٹکڑوں میں بٹ کر فرش پر بکھر گئی۔ توصیف نے ریوالور کی نال سے نکلنے والے دھوئیں کو پھونک مار کر اڑایا اور پھر اسے جیب میں رکھ کر وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس نے سب سے پہلے اس فرانسکو کا بندوبست کرنا تھا۔ وہ چونکہ اس کے بارے میں جانتا تھا اس لیے اس کے لیے یہ کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اسکے بعد اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس وائٹ کالر کی کچھ مقدار کو وہ باقاعدہ لیبارٹری سے تجزیہ کرائے گا۔ تاکہ اس میں شامل اس معدنیات کا پتہ چلایا جا سکے جس کے لیے اس وائٹ کالر نے اتنا لمبا چوڑا بکھیڑا پال رکھا تھا۔

(ختم شد)

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

کراس مشن
(حصہ دوم)

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- واسٹ کالر تنظیم دراصل کیا سپلائی کرتی تھی - ایک حیرت انگیز انکشاف
- مادام اساندر - ایک ایسا کردار جو انتہائی منفرد اور دلچسپ کردار ثابت ہوا
- مادام اساندر - جس نے ذہانت میں عمران کو واضح اور کھلی شکست دی
- وہ لمحہ - جب عمران اور بلیک زیرو دونوں بیک وقت ایک ہی مشن میں اپنی اپنی کامیابی پر اصرار کر رہے تھے -
- وہ لمحہ - جب عمران اور بلیک زیرو دونوں پر انکشاف ہوا کہ وہ دونوں ہی واضح ناکامی سے دوچار ہو چکے ہیں -
- توصیف - جس نے عمران اور بلیک زیرو دونوں سے بیک وقت مقابلہ کیا ـــ اس مقابلے کا انجام کیا ہوا - ؟
- کراس مشن - ایک ایسا مشن جو عمران، بلیک زیرو اور توصیف کے درمیان انتہائی سخت ذہنی جنگ - تیز ترین جدوجہد اور برق رفتار ایکشن کا شاندار مقابلہ تھا مگر انجام - ؟

تیز ٹیمپو پر مبنی ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد کہانی -

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

سلور ہینڈز

مصنف مظہر کلیم ایم اے

سلور ہینڈز ـــ ایک ایسی تنظیم جس نے عمران کے ملک میں ایک کاروبار پر مکمل اجارہ داری حاصل کرنی چاہی - وہ کیسا کاروبار تھا - ؟

رام لوسیا ـــ سلور ہینڈز کی ایسی ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقت میں تگنی کا ناچ ناچنے پر مجبور کر دیا۔

رام لوسیا ـــ جو نہ صرف مارشل آرٹ کی بےمثال ماہر تھی - بلکہ وہ ...سے جسم چھلنی کرنے کی بھی - بے حد شوقین تھی اور پھر جو بھی مادام ...لے سامنے آیا - اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔

رام لوسیا ـــ جس نے سیکرٹ سروس کی موجودگی میں بیشمار افراد ...ں سے بھون ڈالا - مگر سیکرٹ سروس کے ممبران خاموش تماشائی بنے رہے ـــ کیوں ـــ ؟

...لیا اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ایکسٹو کے انکار کے باوجود ایک ...ں فیشن شو دیکھنے پر بضد تھے اور پھر ایکسٹو کے واضح انکار کے باوجود ...شو دیکھتے رہے ـــ کیا سیکرٹ سروس نے ایکسٹو سے بغاوت کر دی تھی ؟

...سنی خیز اور انتہائی دلچسپ کہانی - سسپنس اور ایکشن سے بھرپور -

...سف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

جناتی دنیا

سپیشل نمبر

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

جناتی دنیا —— کرۂ ارض پر موجود جنات کی دنیا —— جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جناتی دنیا —— ایک ایسی دنیا —— جو انسانوں کی دنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے —— پُراسرار —— لیکن حقیقی دنیا۔

جناتی دنیا —— ایک ایسی دنیا —— جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دنیا میں داخل ہوا تو —— ؟ انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات۔

جناتی دنیا —— جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔

سردار اخناش —— پاکیشیا میں رہنے والے مسلمان جناتی قبیلے کا سربراہ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات حاصل کیں —— کیوں اور کیسے —— ؟

سردار کنٹیلا —— ایسے جناتی قبیلے کا سربراہ —— جو شیطان کا پیروکار تھا اور وہ مسلمان جناتی قبیلے کو فنا کرنا ۔ یا ۔ غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران —— زندگی میں پہلی بار جس کا جناتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔

• — شیطان کے پیروکار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز۔ خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد —— ایک ایسی جدوجہد —— جس کا ہر لمحہ پُراسرار —— خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔ قطعی مختلف انداز کی نئی اور پُراسرار کہانی۔

• انوکھا۔ دلچسپ اور تحیر خیز ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں قارئین پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دنیا سے روشناس ہوں گے۔

ایک ایسی حقیقی دنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلکوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف مظہر کلیم کا قلم ہی صفحہ قرطاس پر اُبھار سکتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

اسرائیل میں مکمل ہونے والا ایک تہلکہ خیز ایڈونچر

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

سنیک سرکل ـــ اسرائیل کا وہ خوفناک منصوبہ۔ جس کے تحت وہ پوری دنیا کو یہودی سلطنت کا روپ دینا چاہتا تھا۔

سنیک سرکل ـــ ایک ایسا منصوبہ۔ جس پر اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں نے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے تھے۔

سپیشل سیل ـــ اسرائیل میں قائم کردہ ایک ایسا شعبہ جس کے تحت پاکیشیا میں دہشت گردی کا نہ ختم ہونے والے سلسلے کا آغاز کیا جا رہا تھا۔

سپیشل سیل ـــ جس کے بارے میں اطلاع ملتے ہی عمران اور پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس دیوانہ وار اسرائیل کی طرف دوڑ پڑی۔

سپیشل سیل ـــ جس کے خاتمے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جب اسرائیل میں داخل ہونا چاہا تو ہر طرف یقینی اور خوفناک موت کے جال بچھا دیئے گئے اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل میں داخلے کے لئے ایک ایسے راستے کا انتخاب کر لیا جس کا تصور ہی لرزا دینے والا تھا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل

میں داخل ہونے میں کامیاب ہو سکے۔ یا۔ ؟

جم مارکر ـــ اسرائیلی سیکرٹ سروس کا چیف جو اپنی پوری قوت سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آگیا۔

جم مارکر ـــ جس نے ایک ایسی حرکت کی کہ اللہ تعالیٰ کا قہر اس پر نازل ہوا اور جم مارکر چیخ چیخ کر موت کو پکارنے لگا۔ مگر موت نے اس کے قریب آنے سے بھی انکار کر دیا ـــ جم مارکر ـــ کا انتہائی عبرتناک انجام۔ ؟

کرنل ڈیوڈ ـــ جی۔ پی۔ فائیو کا سربراہ ـــ جس نے اس بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا حتمی فیصلہ کر رکھا تھا۔ کیا وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو سکا یا نہیں۔ ؟

سپیشل سیل ـــ حکومت اسرائیل کا انتہائی خفیہ پروجیکٹ ـــ جس کے خاتمے کا اعلان خود حکومت کو کرتے پر مجبور ہونا پڑا ـــ کیوں۔ ؟ کیا وہ پاکیشیا دشمنی سے باز آگئے تھے یا۔ ؟

سنیک سرکل ـــ اسرائیل کا وہ منصوبہ' جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانے کیلئے اسرائیل نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل اپنے تمام وسائل جھونک دیئے۔

• انتہائی خوفناک اور تیز ترین جان لیوا ایکشن۔ سانس روک دینے والا بے پناہ سسپنس۔ انتہائی تیز رفتار ٹمپو۔ مسلسل اور جان لیوا جدوجہد۔ یقینی موت کے تیزی سے پھیلتے ہوئے بھیانک سائے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ ناول

فاؤل پلے

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان انتہائی سنسنی خیز کرکٹ میچ کا انعقاد۔
- مجرموں کی تنظیم آرگنائزیشن جس نے پاکیشیا ٹیم کو ہرانے کے لئے سازشوں کا جال پھیلا دیا۔ کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے معروف ترین کھلاڑیوں نے بغیر کسی وجہ کے کھیلنے سے انکار کر دیا۔
- پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعصاب مفلوج کر دیئے گئے۔ کیسے اور کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے کپتان نے عین میچ کے موقعہ پر کھیل سے ریٹائر ہونے کی دھمکی دے دی۔ کیا کپتان مجرموں سے مل گیا تھا۔ یا.....؟
- عمران اور سیکرٹ سروس کا مشن کیا تھا۔ کیا پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کی جگہ انہوں نے لے لی یا......؟
- بین الاقوامی کھیلوں کے پس منظر میں ہونے والی حیرت انگیز اور سنسنی خیز کارروائی جس سے تماشائی ہمیشہ لاعلم رہتے ہیں۔
- انوکھا پس منظر۔ حیرت انگیز کہانی۔ دلچسپ واقعات۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی تحریر

ناشران :- یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان
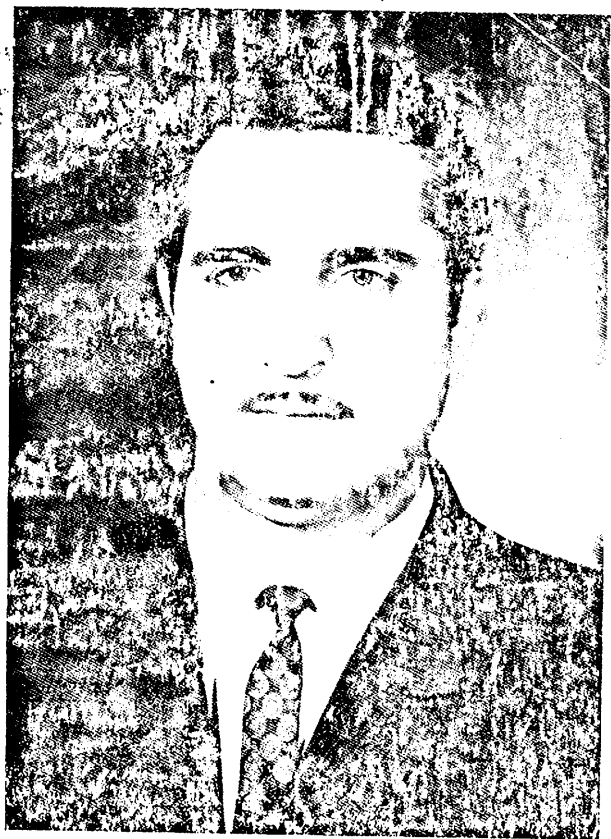
مظہر کاظم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ملتان

SCANNED BY JAMSHED
عمران سیریز
کراس مشن
حصہ دوم
مظہر کلیم ایم اے
یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— روپے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون ...... کر اس مشن کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہونگے۔ کیونکہ کہانی تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ اس حصے کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ کیونکہ دلچسپی کی حد تک یہ بھی کم نہیں ہیں۔

خیر پور سندھ سے عاشق حسین اعجاز لکھتے ہیں .... "آپ کے نئے ناول "بلڈی گیم" اور "زیرو بلاسٹ" بے حد پسند آئے ہیں۔ دونوں ہی ناول اپنی اپنی جگہ انتہائی معیاری اور دلچسپ ہیں۔ بلڈی گیم جدید دور کے ایک بہت بھیانک مسئلے پر ایک اچھوتی تحریر ہے۔ جس نے ہمیں اس بھیانک مسئلے کی اصل حقیقت سے روشناس کرایا ہے۔ بے لگام سائنسی ترقی نے واقعی پوری دنیا کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ناول کو پڑھنے کے بعد کم از کم ہمارے ملک کے صنعت کار اور عوام اس تباہی سے ملک اور دنیا کو بچانے کے لئے ضروری تحفظات پر ضرور توجہ دیں گے۔ اسی طرح آپ کا ناول زیرو بلاسٹ دو عظیم جاسوسوں کے درمیان ایک ایسے ذہنی مقابلے پر مبنی ہے۔ جسے بے پناہ سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے واقعات پر مبنی ایک شاہکار جاسوسی ناول کا درجہ دے دیا ہے۔"

محترم عاشق حسین اعجاز صاحب...... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ آپ نے اپنے خط میں ایک خوبصورت ترکیب " بے لگام سائنسی ترقی " استعمال کی ہے ۔ یہ بات تو درست ہے کہ سائنسی ترقی ہماری ضرورت ہے ۔ سائنسی ترقی انسان کو نت نئی جہتوں سے روشناس کراتی ہے ۔ اس کٹھن اور مشکل دنیا کو ہمارے لئے زیادہ آرام دہ اور زیادہ پرسکون بناتی ہے ۔ لیکن اگر یہ ترقی بے لگام ہو یعنی اس پر تحفظات کا کنٹرول نہ ہو تو پھر یہ ترقی پوری دنیا کے لئے مکمل تباہی کا موجب بھی بن سکتی ہے ۔ صنعت کار سائنسی صنعتیں لگاتے ہوئے اگر ضروری تحفظات کا خیال رکھیں تو اس تباہی سے دنیا کو محفوظ کیا جاسکتا ہے ۔ اسی طرح ذاتی آسائش اور آرام کی خاطر سائنسی گیسوں کا ایسا استعمال جس سے پوری دنیا آلودگی کی دلدل میں دفن ہوتی چلی جائے ، بھی خصوصی توجہ کی مستحق ہے ۔ ہمیں اس پر بھی کنٹرول رکھنا چاہیے کہ چند افراد کے آرام وآسائش کے لئے پوری دنیا کے مستقبل کو داؤ پر نہ لگا دیا جائے ۔ مجھے یقین ہے کہ کم از کم میرے قارئین اپنے اپنے حلقے میں آلودگی کے خلاف ضرور جدوجہد کریں گے ۔ اور صنعت کار بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے خطرناک سائنسی صنعتوں کو ایسے تحفظات کی لگام دیں گے جس سے یہ صنعتیں ملک اور دنیا کے لئے تباہی کا پیغام ثابت نہ ہوں

ملتان سے عدنان سلیم صاحب لکھتے ہیں...... "آپ کا ناول مثالی دنیا مجھے بے حد پسند آیا ہے لیکن اس میں بالائے کائناتی دنیا سے آنے والی لڑکی نے عمران سے گفتگو کرتے وقت کہا ہے کہ تمہارا ماضی ، حال ، مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ۔ ان الفاظ میں اس لڑکی کا یہ کہنا کہ تمہارا مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ۔ بہت عجیب الفاظ ہیں ۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ مستقبل کے بارے میں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی نہیں جان سکتا ۔ امید ہے آپ وضاحت فرمائیں گے ۔"

محترم عدنان سلیم صاحب...... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے پر مشکور ہوں ۔ آپ نے جو وضاحت طلب کی ہے اس سلسلے میں مختصر طور پر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم عطا نہ فرما دے ۔ لیکن مستقبل دو قسم کا ہوتا ہے ۔ ایک کو معلوم مستقبل کہا جاتا ہے اور دوسرے کو نامعلوم مستقبل ۔ نامعلوم مستقبل کو غیب بھی کہا جاتا ہے لیکن معلوم مستقبل غیب میں شمار نہیں ہوتا ۔ اس کی چند مثالوں سے بات واضح ہو جائے گی ۔ ایک طالب علم میڈیکل کے مضامین پڑھ رہا ہے تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ وہ مستقبل میں ڈاکٹر بنے گا ۔ محنتی اور ذہین طالب علم کے بارے میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اس کا مستقبل روشن ہوگا ۔ کل سورج مشرق سے طلوع ہوگا ۔ یہ بھی معلوم مستقبل کی ایک مثال ہے ۔ گندم کا بیج زمین میں بونے کے بعد یہ کہنا کہ زمین سے گندم کا پودا پیدا ہوگا معلوم مستقبل ہے ۔ معلوم مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ۔ البتہ یہ بات کہ کیا زمین میں بوئے جانے والے بیج میں قوت نمو بھی ہے یا نہیں یہ نامعلوم مستقبل یا غیب ہے ۔ چہرے کے تاثرات ذہن میں موجود خیالات کا آسانی سے پتہ دے دیتے ہیں ۔ اسی طرح ہم کسی کا چہرہ دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ذہن میں کیا خیالات آرہے ہیں یہ بھی معلوم مستقبل کی ذیل میں ہی آتا ہے ۔

اس طرح کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں ۔اگر آپ غور کریں تو آپ خود اس معلوم مستقبل کے بارے میں روزانہ نجانے کتنی پیش گوئیاں کرتے رہتے ہونگے ۔ پھر نامعلوم دنیا سے آنے والی لڑکی نے تو اپنے اس فقرے سے پہلے خاص طور پر یہ الفاظ بھی کہے تھے کہ ہم میں ایسی خصوصیات ہیں کہ تمہارا ماضی ۔حال ۔ مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خصوصیات کے ذکر کے بعد تو اس فقرے میں کوئی ایسی الجھن باقی نہیں رہ جاتی ۔بہرحال مجھے یقین ہے کہ اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہوگی ۔خط لکھنے کا ایک بار پھر شکریہ ۔

اب اجازت دیں.

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

"میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آرہی عمران صاحب کہ آخر اس وائٹ کالر کو اس عام سی دوا کو اس طرح منشیات کے انداز میں یہاں سے سپلائی کرنے کا کیا فائدہ ملتا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھے ۔عمران کے سامنے نہ صرف لیبارٹری کی تجزیاتی رپورٹیں موجود تھیں بلکہ اس نے خود بھی اس دوا کا اپنے طور پر بھی دانش منزل کی لیبارٹری میں تجزیہ کیا تھا اور ان سارے تجربات سے بہرحال یہی بات سامنے آئی تھی کہ یہ عام سی دوا ہے جس میں سلو پوائزننگ کے اثرات موجود ہیں لیکن یہ اثرات اس قدر ہلکے ہیں کہ جب تک کئی سالوں تک اسے مسلسل استعمال نہ کیا جائے اس سے انسان ہلاک نہیں ہو سکتا ۔

"یہی اصل بات ہے طاہر ۔جس نے مجھے بھی الجھن میں ڈال رکھا ہے۔

میں نے خود بھی اس پوائنٹ پر خاصا مغز کھپایا ہے۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ راجرک درست ہی کہہ رہا ہو کہ منشیات کے عادی افراد انتہائی سٹیج پر اسے استعمال کرتے ہوں اور ان سے ان پر کوئی خاص ردِّ عمل ایسا ہوتا ہو کہ اس سے ان کو نشہ ہو جاتا ہو"۔۔۔۔ عمران نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ اس راجرک کو مزید ٹٹولتے تو شاید اصل بات سامنے آجاتی۔ بہرحال کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جس کی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔ میں کم از کم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اس معمولی سی دوا کے لیے ایکریمیا کی ایک تنظیم اس قدر بڑا سیٹ اَپ قائم کر کے لاکھوں کروڑوں روپے کے اخراجات کرے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ لیبارٹری تجزیے سے اصل صورتِ حال سامنے آجائے گی۔ اس لیے میں نے راجرک کو چھوڑ دیا تھا۔ گو وہ مجرم ہو گا لیکن بہرحال اس نے پاکیشیا میں کوئی ایسا جرم نہ کیا تھا کہ میں اُسے ہلاک کر دیتا ویسے بھی اس کی ہلاکت سے مجھے کوئی براہِ راست فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی مزید بات چیت ہوتی۔ ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز سُنائی دینے لگی اور وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے مخصوص ٹرانسمیٹر کے فریکونسی ڈائل پر نظریں ڈالیں۔

"اوہ ایپ لینڈ سے کال ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو آغا بول رہا ہوں اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے

ہی آغا کی آواز سُنائی دی۔

"ایکسٹو اوور"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس یہاں ایپ لینڈ میں توصیف نے منشیات کی ایک بڑی تنظیم وائٹ کالر کا کھوج نکالا اور پھر اس کا پورا سیٹ اپ اس کی وجہ سے یہاں کی انٹیلی جنس نے ختم کر دیا لیکن اب توصیف نے ایک نئی بات دریافت کی ہے کہ یہ دراصل منشیات نہیں ہے۔ بلکہ کوئی انتہائی قیمتی معدنیات ہے۔ جسے منشیات کے انداز میں سپلائی کیا جاتا تھا۔ توصیف کے مطابق اس وائٹ کالر تنظیم کا سیٹ اپ پاکیشیا میں بھی موجود ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو رپورٹ کر دوں اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آغا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اُبھرتے چلے گئے۔

"معدنیات۔۔۔۔ کون سی معدنیات اوور"۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"ہم نے بے حد کوشش کی ہے۔ لیبارٹری تجزیہ بھی کرایا ہے لیکن کسی معدنیات کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ لیکن توصیف کا اصرار ہے کہ اس میں انتہائی قیمتی معدنیات شامل ہے اوور"۔۔۔۔ آغا نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ کہ توصیف کو اس معدنیات کی موجودگی کا کیسے علم ہوا اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا اور آغا نے توصیف کی آصف نواز سے ملاقات اور پھر مزید تمام تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ایک ٹن دوا شامل کی جاتی ہے۔ ایک گرام معدنیات میں۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہو بھی سہی عمران صاحب تو لیبارٹری تجزیے میں وہ معدنیات تو بہرحال سامنے آ ہی جاتی" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس دوا کے شامل ہونے کے بعد اس معدنیات کی خاصیت وقتی طور پر غائب ہو جاتی ہو۔ میرا خیال ہے مجھے اس سلسلے میں سرداور سے بات کرنی ہوگی" ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور سرداور کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے چند لمحوں بعد اس کا رابطہ سرداور سے ہو چکا تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں ——— کیا آپ مجھے لیبارٹری میں کچھ وقت دے سکتے ہیں۔ ایک اہم مسئلے پر بات کرنی ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تمہاری اس قدر سنجیدگی بتا رہی ہے کہ کوئی انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سرداور نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے لیبارٹری کے تجزیات والی فائل موڑ کر جیب میں رکھی اور پھر وہ لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا جہاں اس وائٹ کالر کی کچھ مقدار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر سرداور کی اس مخصوص لیبارٹری کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

"اب بتاؤ کیا بات ہے۔ مجھے تو ایک ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہو گیا ہے"۔ سرداور نے عمران کے دفتر میں داخل ہوتے ہی انتہائی پریشان سے

لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اس عمر میں یہ حالت کہ ایک ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہو رہا ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ گیسوں اور کیمیکلز نے آپ کو بوڑھا کر دیا ہوگا مگر....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی مذاق نہیں چلے گا۔ میں نے تمہارا فون ملنے پر انتہائی اہم ترین کام روک دیئے ہیں کیونکہ تمہاری سنجیدگی نے مجھے اس بات کی اہمیت کا احساس کرا دیا تھا۔ اس لیے اب بھی اسی طرح سنجیدہ رہو" ——— سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ تجزیاتی رپورٹیں دیکھ لیں پھر آگے بات ہوگی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جیب سے فائل نکال کر سرداور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی احساس تھا کہ سرداور نے فوری طور پر اس سے ملاقات کے لیے یقیناً اہم ترین کام روک دیئے ہوں گے اس لیے وہ بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"کس چیز کی تجزیاتی رپورٹ ہے یہ" ——— سرداور نے فائل کھولتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ دیکھ تو لیں۔ اس میں سب تفصیل موجود ہے" ——— عمران نے کہا اور سرداور سر ہلاتے ہوئے تجزیاتی رپورٹ پر جھک گئے۔ کافی دیر تک اسے دیکھنے کے بعد انہوں نے سر اٹھایا۔

"یہ تو عام سی میڈیسن ہے۔ کیا خاص بات ہے اس میں" ——— سرداور کے لہجے میں حیرت تھی۔

اور عمران نے انہیں مختصر طور پر اس کا پس منظر بتانا شروع کر دیا۔

"کمال ہے۔اس عام سی میڈیسن کے لیے اس قدر بڑا سیٹ اپ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میرے خیال میں تو اس دوا کی مارکیٹ میں کوئی خاص قیمت ہی نہیں ہے"۔۔۔۔ سرداور واقعی بُری طرح اُلجھ گئے تھے۔

"آپ کے پاس آنے کی ایک خاص وجہ ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس دوا میں کوئی انتہائی قیمتی اور نایاب معدنیات ملا کر اسے منشیات کے طور پر ایکریمیا سمگل کیا جا رہا ہے۔ اور یہ معدنیات ایک گرام اور یہ دوا ایک ٹن کے تناسب سے مکس کی جا رہی ہے۔ لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ اس تناسب کے باوجود اگر اس میں معدنیات ہوتی تو یقیناً لیبارٹری تجزیے سے اس کا سراغ مل جاتا۔ لیکن اطلاع درست ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سرداور کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات اُبھر آئے۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیبارٹری تجزیے کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ اس میں موجود تمام اجزا کو ٹیسٹ کر کے بتائے اور اس کا تناسب بھی۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو یقیناً تجزیہ میں ظاہر ہو جاتی"۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"آپ بہت بڑے سائنسدان ہیں اس لیے اتنی جلدی نتیجہ نکال لیتے ہیں میں نے تو آپ کے مقابل سائنس کی صرف ابجد ہی پڑھی ہوئی ہے اس لیے میں اتنی جلدی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا۔ میرا خیال ہے کہ کسی خاص فارمولے کے تحت اس معدنیات کو اس انداز میں اس دوا میں شامل کیا گیا ہے کہ اس کی اصل خاصیت ہی تبدیل ہو گئی ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے۔ اگر اس کا اے۔ ایس۔ وی پر تجزیہ کیا جائے تو شاید کوئی مثبت نتیجہ نکل آئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سرداور کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات نمودار

ہو گئے۔

"آئی۔ ایم۔ سوری عمران۔ واقعی مجھے اس طرح عام انداز میں نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے تھا اور تمہارے اس طنز کے بعد اب یہ تجزیہ بھی میں خود کروں گا۔ اس کا نمونہ کہاں ہے"۔۔۔۔ سرداور نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے جیب سے نمونے کا لفافہ نکال کر سرداور کی طرف بڑھا دیا۔

"ویسے میں نے طنز نہیں کیا تھا۔ حقیقت عرض کی تھی۔ آپ کے مقابلے میں واقعی میں سائنس کی صرف ابجد ہی جانتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بس۔۔۔ اب مزید شرمندہ نہ کرو"۔۔۔۔ سرداور نے کہا اور نمونہ لے کر وہ تیزی سے کرسی سے اُٹھ کر عقبی دروازے میں غائب ہو گئے۔ اور عمران نے میز پر موجود ایک سائنس میگزین اُٹھا کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ظاہر ہے اُسے معلوم تھا کہ اے۔ ایس۔ وی تجزیہ انتہائی پیچیدہ ہوتا ہے اور اس پر اگر معمولی بھی کام کیا جائے تو کم از کم دو گھنٹے تو بہرحال لگ ہی جاتے ہیں۔ لیکن اُسے یہ اطمینان ضرور ہو گیا تھا کہ اس کے طنز کی وجہ سے یہ تجزیہ اب سرداور خود کریں گے اور اس طرح اُسے اس تجزیے کے رزلٹ پر پورا اعتماد رہے گا۔ ورنہ لازماً وہ اسے اپنے کسی ماتحت کے حوالے کر دیتے۔ اور عمران کے ذہن میں لامحالہ خلش سی رہ جاتی اور پھر واقعی تقریباً ڈھائی گھنٹوں بعد سرداور واپس کمرے میں داخل ہوئے اور عمران ان کے چہرے پر موجود جوش و خروش دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ اے۔ ایس۔ وی تجزیے نے کوئی اہم رپورٹ دے دی ہے۔

"تمہاری اطلاع درست ثابت ہوئی ہے عمران اے۔ ایس۔ وی تجزیے نے واقعی ساری صورتِ حال تبدیل کر دی ہے۔ اس میں انتہائی نایاب اور

قیمتی ترین سائنسی دھات ایکسم تھرٹی موجود ہے۔ اور واقعی اسے کیمیائی فارمولے
کے تحت تبدیل کر کے اس میڈلین میں اس طرح شامل کیا گیا ہے کہ عام
لیبارٹریاں کسی صورت بھی اسے ٹریس نہ کر سکتیں" ——— سرداور نے
بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"ایکسم تھرٹی ——— یہ کون سی دھات ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار
سُن رہا ہوں" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اُسے واقعی
یہ نام سُن کر حیرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ آج سے پہلے اس نے کبھی یہ نام نہ
سُنا تھا اور نہ ہی رسالے یا کتاب میں پڑھا تھا۔

"یہ دھات زمینی نہیں ہے۔ مطلب ہے کہ اس کا کرۂ ارض کی نہیں ہے
بلکہ اس کا تعلق کائنات سے ہے۔ ایکریمیا میں ایک قدیم شہاب ثاقب
کے سائنسی تجزیے کے دوران یہ دھات سامنے آئی تھی۔ اور اسی شہاب
ثاقب کے نام پر ہی اس کا نام بھی رکھ دیا گیا۔ اس دھات کا مزید تجزیہ کیا گیا
تو معلوم ہوا کہ اس دھات کی انتہائی قلیل ترین مقدار میں اس قدر توانائی کا
ذخیرہ موجود ہے کہ شاید اس قدر توانائی اس پورے کرۂ ارض پر کبھی نہ پائی
جا سکتی ہو۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ جس قدر توانائی کا اندازہ سورج میں
لگایا گیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ توانائی اس کی قلیل مقدار میں موجود ہے
لیکن اس توانائی کو اس دھات سے نکالنے اور پھر اسے کنٹرول کرنے پر
آج کل ایکریمیا کی ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری میں بے پناہ کام ہو رہا ہے
اگر یہ لوگ اس ریسرچ میں کامیاب ہو گئے تو یوں سمجھو کہ اس ایکسم تھرٹی
کی معمولی سی مقدار دس سالوں تک اس پورے کرۂ ارض کی توانائی کی
تمام ضروریات پوری کر سکتی ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ دور توانائی کا دور

ہے" ——— سرداور نے جواب دیا اور عمران حیرت بھرے انداز میں ان
کی بات سُنتا رہا۔

"کمال ہے۔ اس قدر اہم دھات جسے ہم اس دُنیا کا مستقبل بھی کہہ سکتے
ہیں۔ اور اس پر کام ایک عام سی مجرم تنظیم کر رہی ہے۔ وہ اسے یہاں پاکیشیا
سے بھی حاصل کر رہی ہے۔ اور اب لینڈ سے بھی اور منشیات کے انداز میں
اسے سمگل کر رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— عمران نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"نہیں یہ کسی عام مجرم تنظیم کا کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے پیچھے یقیناً
ایکریمیا حکومت ہو گی اور جہاں تک اس کے پاکیشیا اور اب لینڈ سے
برآمد ہونے کی بات ہے۔ تو یقیناً ایکریمیا نے اپنے خلائی سیاروں کی مدد
سے پاکیشیا اور اب لینڈ میں ایسے شہاب ثاقبوں کا سراغ لگا لیا ہو گا جن
میں یہ دھات موجود ہو گی" ——— سرداور نے کہا۔

"کیا روسیاہ یا کسی اور بڑے مُلک کو اس کا علم نہیں ہے" ———
عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"نہیں ایکریمیا نے اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے۔ مجھے بھی اس
کے بارے میں اس لیے علم ہو گیا تھا کہ میرا ایک پُرانا دوست ڈاکٹر رابرٹ
اس لیبارٹری میں اس پر کام کر رہا ہے اور ایک سائنس کانفرنس میں اس
سے مُلاقات ہو گئی اور اس نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور ساتھ ہی یہ وعدہ
بھی لے لیا کہ میں اس بارے میں کسی دوسرے سے ذکر نہ کروں گا۔ میرے
لیے بھی چونکہ یہ ایک انتہائی انگیز بات تھی اس لیے ڈاکٹر رابرٹ سے
اس بارے میں خاصی تفصیل سے بات ہوئی تھی اور اسی وجہ سے میں نے

اے۔ ایس۔ وی کے ذریعے اسے دریافت بھی کرلیا۔ ورنہ شاید میں بھی اس کا سراغ لگانے میں ناکام رہتا"۔۔۔ سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ یقیناً یہ سارا سیٹ اپ حکومت ایکریمیا کا ہی ہوگا۔ اس نے عام سی مجرم تنظیم کو اس لیے درمیان میں ڈالا اور اسے منشیات کے انداز میں سپلائی اس لیے کرایا جارہا تھا تاکہ روسیاہ یا کسی دوسرے بڑے ملک تک اس کی بھنک نہ پہنچ سکے اور یقیناً اس کا فارمولا بھی ڈاکٹر رابرٹ جیسے سائنسدان نے ہی تیار کیا ہوگا۔ اب آپ یہ بتائیے کہ اس دھات سے پاکیشیا کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے یا نہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اُٹھایا تو جا سکتا ہے لیکن......" سرداور کچھ کہتے کہتے خاموش ہوگئے۔

"آپ نے اپنی بات کیوں مکمل نہیں کی"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اول تو یہاں ایسی لیبارٹری ہی موجود نہیں ہے جس میں اس پر کام کیا جا سکے۔ اور اگر اس کے لیے نئی لیبارٹری بنائی جائے تو پاکیشیا کے وسائل اس کی اجازت نہ دیں گے۔ لیکن توانائی کا جس قدر بحران ہمارے ملک میں ہے اس قدر بحران شاید ہی کسی اور ملک میں ہو۔ توانائی کی کمی کی وجہ سے ہی ہم صنعت اور دوسرے میدانوں میں انتہائی پسماندگی کا شکار ہیں۔ اس لیے اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہمیں ہے۔ اور پھر یہ دھات ہمارے مُلک سے ہی سمگل ہو کر ایکریمیا جا رہی ہے۔ اس پر پہلا حق بھی ہمارا ہے۔ مگر اب کیا کیا جا سکتا ہے سوائے صبر کرنے کے"۔۔۔ سرداور نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اگر اس دھات پر کی جانے والی ریسرچ حاصل کر لی جائے اور یہ دھات بھی کسی مقدار میں یہاں حاصل کر لی جائے۔ تب پاکیشیا اس سے مفاد اُٹھا سکتا ہے ورنہ نہیں"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں لیکن ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے"۔۔۔ سرداور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے۔۔۔ اس ڈاکٹر رابرٹ سے ریسرچ حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر ایکریمیا ہمارے مُلک سے خفیہ طور پر یہ دھات سمگل کرا سکتا ہے تو اس کی ریسرچ کیوں سمگل نہیں ہو سکتی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر رابرٹ کا نام ذہن سے نکال دو۔ کیونکہ ڈاکٹر رابرٹ اب زندہ نہیں ہے۔ وہ ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ڈاکٹر رابرٹ کس لیبارٹری میں اس پر کام کر رہا ہے اور ظاہر ہے یہ کام اکیلے ڈاکٹر رابرٹ کے بس کا بھی نہیں تھا۔ یقیناً پوری ٹیم ہوگی۔ اور اگر ایکریمیا نے اس دھات کو دوسروں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لیے اس قدر تگ و دو کی ہے تو ظاہر ہے اس نے اس لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کے لیے کس قدر وسائل استعمال نہ کیے ہوں گے اور آخری بات یہ کہ نجانے اس پر ہونے والی ریسرچ

کس مقام پر پہنچی ہو۔ مکمل ہوئی ہے یا نہیں اور اگر مکمل نہیں ہوئی تو سنجانے اس کو مکمل ہونے میں کتنا عرصہ لگ جائے" ——— سردادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ریسرچ مکمل ہونے یا نہ ہونے کی بات دوسری ہے۔ باقی میری تو زندگی ہی خفیہ لیبارٹریاں ٹریس کرنے میں گزر گئی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گا کہ اس سلسلہ میں کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب مجھے اجازت دیجئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سردادر کی لیبارٹری سے نکل کر دوبارہ دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اور اس کے ذہن میں مسلسل ایکسم تھرٹی ہی گونج رہی تھی۔ جو فائل سنٹرل انٹیلی جنس کے ذریعے اس تک پہنچی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس وائٹ کالر کی معمولی سی مقدار ہی حکومت کے ہاتھ لگی ہے۔ شاید اسے سٹور ہی نہ کیا جاتا ہوگا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اپ لینڈ میں اس کی کافی مقدار پکڑی گئی ہو۔ تو وہاں سے اسے منگوایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ شیر خان سے بھی مزید معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں کہ یہ دھات کہاں سے حاصل کی جاتی تھی۔ پھر وہاں کے تجزیے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں کتنی دھات مزید موجود ہے یہی سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر ایکریمین نے دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی چونک کر سر اُٹھایا اور پھر اس کے حلق سے کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یس کم اِن" ——— اس نے سخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک ایکریمین نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ حبیب ——— میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا۔ کیا معلومات ہیں" ——— ادھیڑ عمر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"صورت حال انتہائی مخدوش ہے سر ——— وائٹ کالر کا اپ لینڈ اور پاکیشیا دونوں جگہوں پر پورا سیٹ اَپ ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ اور دونوں جگہوں پر یہ کارروائی سنٹرل انٹیلی جنس نے کی ہے۔ فیکٹریاں بھی تباہ کر دی گئی ہیں" ——— نوجوان جس کا نام حبیب تھا۔ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ ۔۔۔۔ وہ مکسنگ فارمولا اس کا کیا ہوا" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"سر میں نے پوری انکوائری کرلی ہے۔ اپ لینڈ میں یہ مکسنگ فارمولا وائٹ کالر کے ایک ایجنٹ کولگن کے پاس تھا وہ انٹیلی جنس کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ پاکیشیا میں یہ وائٹ کالر کے ایجنٹ سیلنگ کے پاس تھا سیلنگ گرفتار ہوگیا تھا اور یہ اطلاع ملی تھی کہ اُسے گرفتار سیکرٹ سروس کے لیے کام والے کسی آدمی نے کیا ہے۔ جس پر وائٹ کالر کے چیف نے اپنے سپیشل گروپ کے انچارج کو وہاں بھیجا۔ اس سپیشل گروپ کے انچارج نے وہاں پہنچ کر تصدیق کرلی ہے کہ سیلنگ بھی مارا جا چکا ہے اس لیے مکسنگ فارمولا وہاں کسی کے ہاتھ نہیں لگ سکا" ۔۔۔۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں مال کتنا پکڑا گیا ہے" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

"پاکیشیا اور اَپ لینڈ دونوں جگہوں پر مال کی بے حد معمولی سی مقدار پکڑی گئی ہے۔ کیونکہ سیٹ اَپ ہی ایسا کیا گیا تھا کہ جو مال تیار ہوتا تھا وہ فوری طور پر یہاں سپلائی کردیا جاتا تھا" ۔۔۔۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مزید کتنا مال ابھی وہاں سے حاصل ہونا رہتا ہے" ۔۔۔۔ ادھیڑ عمر باس نے پوچھا۔

"سر سب سے اچھی بات یہی ہوئی ہے کہ یہ ساری کارروائی آخری سپلائی کے بعد ہی ہوئی ہے۔ ویسے تو وائٹ کالر وہاں سے منشیات سپلائی کرتی رہتی تھی لیکن ہمارے مال کی آخری کھیپ یہاں پہنچ جانے کے

بعد وہاں یہ سب کارروائی ہوئی ہے" ۔۔۔۔ جیکب نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ اب وہاں ہمارے مطلب کا مال باقی نہیں رہا" ۔۔۔۔ باس نے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔۔ یہ دیکھئے خلائی سیکشن کی طرف سے ملنے والی فائنل رپورٹ۔ انہوں نے تصدیق کردی ہے کہ اب وہاں دونوں جگہوں پر ہمارے مطلب کے مال کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا" ۔۔۔۔ جیکب نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر باس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور باس نے سر ہلاتے ہوئے وہ لفافہ جیکب سے لیا اور اُسے کھول کر اس میں سے ایک کاغذ نکالا جس پر کمپیوٹر ٹائپ تحریر نظر آرہی تھی۔ وہ کافی دیر تک غور سے اسے پڑھتا رہا۔ پھر اس نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ تہہ کردیا۔

"اس سیلنگ کی گرفتاری سے معاملہ اُلجھ گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وائٹ کالر والے ہمیں غلط رپورٹ دے رہے ہوں" ۔۔۔۔ باس نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"اس کی تصدیق کا ایک طریقہ ہے باس کہ ہم سپیشل مشن کے چیف راجرک کو اغوا کر کے بلیک سیل میں پہنچا دیں اور پھر اس سے سارے حالات معلوم کرلیے جائیں۔ اُس نے پاکیشیا جا کر سیلنگ کی گرفتاری اور موت کی تصدیق کی ہے" ۔۔۔۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ کتنی دیر میں رپورٹ مجھے مل جائے گی" ۔۔۔۔ باس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ تین چار گھنٹوں میں باس" ۔۔۔۔ جیکب نے بااعتماد

لہجے میں کہا۔

"او۔کے ——— جاؤ اور مکمل رپورٹ حاصل کرو۔ میں اس معاملے میں ایک فیصد بھی رسک نہیں لینا چاہتا۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا"۔ باس نے کہا اور جیکب کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تو باس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے تین مختلف رنگوں کے فون میں سے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ایکس ون لیبارٹری کے چیف ڈاکٹر جیراللہ سے بات کراؤ" ——— باس نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ایک بار پھر اس نے جیکب کا دیا ہوا کاغذ اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ اور باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جیراللہ لائن پر ہیں باس" ——— دوسری طرف وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈاکٹر جیراللہ میں مکوئین بول رہا ہوں" ——— ادھیڑ عمر نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس ——— ڈاکٹر جیراللہ بول رہا ہوں فرمایئے" ——— دوسری طرف سے بھی نرم لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اے۔ بھرٹی کی تمام مقدار اپ لینڈ اور پاکیشیا سے حاصل کر لی گئی ہے

کیا یہ سب آپ کے پاس پہنچ چکی ہے" ——— مکوئین نے کہا۔

"ہاں پہنچ چکی ہے۔ لیکن ہمیں فائنل ریسرچ کے لیے مزید مقدار کی بھی ضرورت پڑے گی" ——— ڈاکٹر جیراللہ نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر اس وقت پوری دنیا میں کہیں بھی اے۔ بھرٹی کا ایک ذرہ تک موجود نہیں ہے۔ سپیشل سٹیلائٹ کی رپورٹ ابھی تک تو یہی ہے ویسے مزید چھان بین جاری ہے" ——— مکوئین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تلاش جاری رکھیں" ——— ڈاکٹر جیراللہ نے جواب دیا۔

"ریسرچ کب تک فائنل ہو جائے گی ڈاکٹر" ——— مکوئین نے پوچھا۔

"ابھی دو تین ہفتے دیر ہے" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مکوئین نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی۔ اور اس میں سے ایک فائل نکالی کر وہ اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل کے مطالعے میں اسے نجانے کتنا وقت لگ گیا کہ میز پر موجود سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مکوئین نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— مکوئین نے تیز لہجے میں کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس ——— راجرک سے مکمل تفصیلات حاصل ہو گئی ہیں" ——— دوسری طرف سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

"کیا کوئی خاص بات ہے" ——— مکوئین نے کہا۔

"ویسے تو کوئی خاص بات نہیں ہے باس لیکن ایک معمولی سی خلش بہر حال سامنے آئی ہے۔ جسے فون پر ڈسکس نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود حاضر ہو جاؤں" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"فوراً آجاؤ" ـــــ مکوئین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ کیونکہ جیکب نے بات ہی ایسی کر دی تھی۔ پھر جب تک دروازے پر دستک کی آواز نہ سنائی دی، مکوئین مسلسل یہی سوچتا رہا کہ آخر کون سی خلش پیدا ہو گئی ہے جو جیکب اسے فون پر ڈسکس نہیں کرنا چاہتا۔

"یس کم ان" ـــــ مکوئین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور جیکب اندر داخل ہوا۔ اس نے مکوئین کو سلام کیا اور پھر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے" ـــــ مکوئین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس ویسے تو خطرے والی کوئی بات نہیں۔ سیلنگ مکسنگ فارمولا بتائے بغیر ہی ختم ہو گیا ہے لیکن اس راجرک نے ایک نام ایسا لیا ہے جس پر مجھے پریشانی ہوئی ہے اور یہ نام ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لیے کام کرنے والے آدمی علی عمران کا۔ سیلنگ کو اسی نے گرفتار کیا تھا۔ اور وہ اسی کی قید میں ہلاک ہوا۔ راجرک کو بھی اس نے پکڑ لیا تھا اور پھر اس سے اس نے وائٹ کالر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے چھوڑ دیا" ـــــ جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا جیکب۔ جب اس عمران کو فارمولے کا ہی علم نہیں ہوا تو ہمیں کیا خطرہ ہے۔ باقی رہی وائٹ کالر تو وہ بیشک اس کے خلاف کام کرتا ہے، ہمارا منشیات سے کیا تعلق۔ اور وائٹ کالر کو بھی معلوم نہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ وہ بھی تو اسے منشیات کی ایک خاص قسم

ہی سمجھتے ہیں جس کے ہم اکلوتے گاہک ہیں اور بس" ـــــ مکوئین نے نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

"باس ایک بات تو یہ ہے کہ آپ اس علی عمران کے بارے میں جانتے نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ میں نے عمران کا نام سامنے آنے کے بعد پاکیشیا میں فوری طور پر اپنے مخصوص ایجنٹوں کو چوکنا کر کے اس وائٹ کالر والے کیس کے بارے میں رپورٹ طلب کی اور ان سے یہ رپورٹ ملی ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس نے وائٹ کالر کا باقاعدہ لیبارٹری تجزیہ کرایا ہے اور اس لیبارٹری تجزیے کے تحت یہ منشیات ثابت نہیں ہوئی۔ جس پر یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ریفر کر دیا گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اسے قبول کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ان کے نقطۂ نظر سے یہ منشیات کا کیس نہیں رہا۔ اب وہ لازمی اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور جس قسم کے یہ لوگ ہیں مجھے یقین ہے کہ جلد ہی انہیں اصل حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ کیا کرتے ہیں یہ آپ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں" ـــــ جیکب نے تیز لہجے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر تم اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس قدر مرعوب کیوں ہو گیا۔ اس پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس مافوق الفطرت صلاحیتوں کی مالک ہے۔ کیا بگاڑ لے گی یہ ہمارا۔ یہاں ایکریمیا میں لاکھوں نہیں تو ہزاروں سرکاری ایجنسیاں ایسی موجود ہیں جو ایک لمحے میں ان کا خاتمہ کر سکتی ہیں" ـــــ مکوئین نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یقیناً ایجنسیاں موجود ہیں باس مجھے اس سے انکار نہیں ہے۔ اگر آپ نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ پوچھنا ہے

تو آپ ایکریمیا کے صدر سے پوچھ لیں جب بھی کوئی ایسا بین الاقوامی
مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو صدر ایکریمیا حکومت پاکیشیا کی ہی منت کرتے ہیں کہ
اس مسئلے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے۔ اگر آپ صدر
صاحب سے بات نہیں کر سکتے تو سیکرٹری ڈیفنس سر شونڈر سے بات
کر لیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کر سکتی ہے
باس یہ لوگ واقعی اس انداز میں کام کرتے ہیں کہ آدمی کو اس بات پر یقین کرنا
پڑتا ہے کہ یہ لوگ مافوق الفطرت قوتوں کے حامل ہیں“ ——— جیکب
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں گے۔ تمہارا تعلق چونکہ اس فیلڈ سے ہے۔ اس لیے تم انہیں
بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو۔ لیکن اس کا ایک حل ہے۔ وہ یہ کہ ہم وائٹ کالر کے
اس سارے سیکشن کا ہی خاتمہ کر دیں جس کا رابطہ ہم سے تھا۔ اس طرح
کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ وائٹ کالر ایکریمیا آنے کے بعد کہاں چلی جاتی
تھی۔ جب لنک ہی ختم ہو جائے گا تو خطرہ بھی ختم ہو جائے گا“ ———
مکوئین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ بھی ایک حل ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آسانی سے
یہ سب کچھ کر لوں گا۔ ہمارے ساتھ لنکڈ سیکشن کا چیف راجرک تھا جو
اس پوچھ گچھ کے دوران ہلاک ہو چکا ہے۔ باقی دس افراد اور ہیں۔ ان کا
خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں اس لیبارٹری کو بھی
الرٹ رکھنا پڑے گا جہاں اس پر کام ہو رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ
ساتھ حکومت ایکریمیا کے اعلیٰ ترین حکام کو بھی اس کی رپورٹ دینا
ہو گی تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ کر ہماری لائن پر لگ

جائے تو اس سے نمٹا جا سکے“ ——— جیکب نے کہا۔

”لیبارٹری کی تم فکر نہ کرو مجھے بھی نہیں معلوم کہ لیبارٹری کہاں ہے۔
اور شاید صدر ایکریمیا کو بھی معلوم نہ ہو۔ اے۔ تھرڈ نجانے کتنے واسطوں
سے وہاں تک پہنچی ہو گی ورنہ اب تک روسیاہ شوگران۔ گریٹ لینڈ اور کارمن
کے ایجنٹ اس کا یقیناً کھوج لگا چکے ہوتے۔ ہمارا ڈاکٹر جیرالڈ سے صرف
فون پر رابطہ ہے اور یہ فون نمبر کسی طرح بھی ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے
اس طرف سے تو تم بے فکر رہو۔ باقی کام البتہ تم کر لو۔ اور میں تمہیں آرڈر
بھی دے سکتا ہوں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئے تو تم اپنے سیکشن
سمیت اس سے ٹکرا بھی سکتے ہو۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے
کہ تم ان سے نمٹ لو گے“ ——— باس نے کہا۔

”آپ کے اس اعتماد کا شکریہ۔ اس کے باوجود میری درخواست ہے
کہ آپ اسانڈر کو اس مشن پر تعینات کر دیں۔ وہ اسانڈر اور اس کے ساتھی۔
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ٹکر کے لوگ ہیں۔ میں البتہ اسانڈر
کی مدد کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اسانڈر گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو
نہ صرف روک دے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کا خاتمہ کرنے میں بھی
کامیاب ہو جائے اور اگر ایسا ہو جائے تو آپ یقین کریں کہ یہ ہماری تاریخی
کامیابی ہو گی“ ——— جیکب نے کہا۔

”اسانڈر اور اس کا گروپ یہ کون ہے۔ میں تو نہیں جانتا“ ——— مکوئین
نے چونک کر کہا۔

”آپ جان ہی نہیں سکتے۔ اس کے لیے آپ کو سیکرٹری ڈیفنس
سے کہنا پڑے گا۔ وہ آپ کے کہنے پر یقیناً آرڈر کر دیں گے۔ باقی تفصیلات

میں براہِ راست اسیا ندر کو بتا دوں گا" ـــــ جیکب نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ـــــ اگر تم کہتے ہو تو میں سیکرٹری ڈیفنس سے کہہ دیتا ہوں" ـــــ مکوئین نے کہا اور سفید رنگ کے فون کا رسیور اُٹھا کر اس نے دوسری طرف موجود اپنی سیکرٹری کو سیکرٹری ڈیفنس سے بات کرانے کے لیے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ نے حتمی فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ ایکسیم تھرٹی کو ایکریمیا سے
پس لے آئیں گے" ـــــ بلیک زیرو نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران
سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم
موجود تھے۔

"نہیں میں نے خالی ایکسیم تھرٹی کا کیا کرنا ہے۔ مجھے تو وہ ریسرچ چاہیئے
اس پر ایکریمیا میں کی جا رہی ہے۔ یہ ریسرچ مل جائے تو اس کے بعد
چا جا سکتا ہے کہ اس سے پاکیشیا کیا مفاد اٹھا سکتا ہے اور کس طرح
ا سکتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس بات کا کس طرح پتہ چلے گا کہ ریسرچ مکمل ہو گئی ہے۔
ہم بات یہ کہ یہ ریسرچ کہاں ہو رہی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی دو مسئلے حل ہو جائیں تو یہیں بیٹھے بیٹھے مشن نہ مکمل ہو جائے"۔
ن نے اُلجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے

درمیان مزید بات چیت ہوتی۔ ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز آپریشن روم میں گونج اٹھی اور عمران نے چونک کر فریکوئنسی ڈائل کی طرف دیکھا۔ فریکوئنسی ڈائل کے مطابق کال اپ لینڈ سے آغا کی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو آغا کالنگ اوور" ۔۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی آغا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو اوور" ۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ توصیف نے وائٹ کالر کے سلسلے میں ایک اہم پوائنٹ تلاش کر لیا ہے۔ اس کے مطابق وائٹ کالر کی شکل میں انتہائی نایاب سائنسی دھات ایکریمیا سمگل کی جا رہی تھی اور یہ سائنسی دھات قدر شہاب ثاقب سے سائنسی طور پر نکالی جا رہی تھی اور پھر اسے باقاعد ایک فیکٹری میں کسی عام سی دوا کے ساتھ اس طرح مکس کیا جاتا تھا کہ لیبارٹری تجزیے میں بھی وہ دھات ظاہر نہ ہوتی تھی۔ اوور" ۔۔۔۔ آغا نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ معلومات پہلے ہی مل چکی ہیں اور کچھ اوور" ۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب ۔۔۔ آئی ایم سوری ۔۔۔ میں نے سوچا کہ شا یہ معلومات آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوں اوور" ۔۔۔۔ آغا نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"توصیف نے یہ معلومات کیسے حاصل کی ہیں پوری تفصیل بت اوور" ۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی رپورٹ دی تھی کہ توصیف کی انٹیلی جنس آفیسر آصف نواز سے جو وائٹ کالر کا ایجنٹ تھا ٹکراؤ ہوا تھا، اس سے اس دھات اور میڈیسن کی مکسنگ کا تناسب معلوم کیا تھا، اور پھر اسے قتل کر دیا تھا۔ پھر اس نے ایک ایسے آدمی کا سراغ لگا لیا جو یہ دھات سائنسی طریقے سے شہاب ثاقب سے نکال کر وائٹ کالر کو سپلائی کرتا تھا۔ اس سے یہ شہاب ثاقب والی معلومات ملی ہیں" ۔۔۔۔ آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"توصیف سے کہو کہ وہ اس بات کا کھوج لگائے کہ یہ دھات ایکریمیا میں کس کس ذریعے سے کس لیبارٹری تک پہنچائی جا رہی تھی اوور" ۔۔۔۔ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر اوور" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آغا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آصف نواز۔ انٹیلی جنس آفیسر۔ یہ نام میرے لاشعور میں موجود ہے" ۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک وہ اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ یقیناً یہ وہی آصف نواز ہو گا۔ بالکل وہی ہو گا" ۔۔۔۔ عمران نے یکلخت بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ پوچھتا عمران نے جلدی سے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اس کی انگلی مسلسل نمبر ڈائل کیے چلی جا رہی تھی اور بلیک زیرو اتنے زیادہ نمبر ڈائل ہوتے دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ عمران فارن کال کر رہا ہے۔

"یس لکی سٹار" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"انکل ٹام سے بات کرنی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے بھی اسی طرح سپاٹ

لہجے میں جواب دیا۔

"وہ شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہسپتال کا نمبر دے دیں" ـــــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتایا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ ٹی۔ ایکس۔ ٹی سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"انکل ٹام سے ملنا ہے ـــــ پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ہونٹ بھینچے خاموش ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو پرنس ـــــ انکل ٹام کو چیک کر لیا گیا ہے ـــــ فرمایئے" ـــــ اس بار دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی البتہ لہجہ سپاٹ کی بجائے مؤدبانہ تھا۔

"ایک ایشیائی جس کا نام آصف نواز ہے۔ یہ پہلے ایکریمیا کی مشہور سرکاری ایجنسی "بلیکس" سے متعلق تھا۔ لیکن مافیا کا بھی ایجنٹ تھا اور اس نے بلیکس کی مافیا کے ہاتھوں تباہی میں نمایاں کردار ادا کیا تھا، اس کے بعد یہ غائب ہو گیا تھا اور اس کے بعد اس کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ یہ کسی اور ملک کی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہے۔ ویسے اصل میں رہنے والا آپ لینڈ کا ہی تھا۔ کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آج کل وہ ایکریمیا میں کس کا ایجنٹ ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے پوچھا۔

"ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی گئی۔

"ہیلو پرنس ـــــ کیا آپ لائن پر ہیں" ـــــ بولنے والے نے کہا۔

"یس" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"آصف نواز آپ لینڈ میں ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم وائٹ کالر کا ایجنٹ ہے اور اس کا تعلق وائٹ کالر کے منشیات سیکشن سے ہے اس سیکشن کا چیف راجرک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آصف نواز ایکریمیا کی ایک سرکاری خفیہ ایجنسی ڈی۔ ایس کا مخبر بھی ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈی۔ ایس کے بارے میں کیا تفصیل ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"زیادہ تفصیل ہمارے پاس نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ ڈی۔ ایس ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی ہے۔ جس کے ذمے سرکاری خفیہ سائنسی لیبارٹریوں کو نایاب اور قیمتی سائنسی مواد کی سپلائی ہے۔ ایسا سائنسی مواد جو مارکیٹ میں نہ مل سکتا ہو۔ اس کے چیف کا نام مکوئین ہے اور اس کا عہدہ سیکرٹری آف ڈیفنس کے برابر ہے۔ اس کا ایک سرگرم ایجنٹ ہے جیکب جو تمام معاملات کو ڈیل کرتا ہے۔ جیکب اس آصف نواز کا ذاتی دوست ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جیکب کے بارے میں مزید تفصیلات" ——— عمران نے پوچھا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر واقعی ایک منٹ کی خاموشی کے بعد بولنے والے کی آواز دوبارہ سُنائی دی۔

"ہیلو پرنس ——— کیا آپ لائن پر ہیں" ——— بولنے والے کا لہجہ اُسی طرح مؤدبانہ تھا۔

"یس" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیکب پہلے آصف نواز کے ساتھ بنیکس میں تھا۔ بنیکس کے خاتمے کے بعد وہ ڈی ایس میں چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسیوں میں کام کرتا رہا ہے۔ انتہائی فعال، تیز اور ہوشیار ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ بظاہر بزنس کرتا ہے اور اسانڈر کارپوریشن کا اہم حصہ دار ہے۔ کارپوریشن کی سربراہ مادام اسانڈر کا بوائے فرینڈ ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ مادام اسانڈر وہی تو نہیں جو پہلے ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی سیکرٹ مینشن میں کام کرتی تھی" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس کے لیے مجھے اسانڈر کا کارڈ نکلوانا پڑے گا۔ ویسے پرنس آپ کے سوالات کی تعداد مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پیمنٹ کی فکر مت کریں وہ ہو جائے گی" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"او کے ——— پھر ہولڈ کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پرنس" ——— اس بار تقریباً دس منٹ کے بعد آواز

سُنائی دی۔

"یس" ——— عمران نے کہا۔

"اسانڈر وہی لڑکی ہے جو پہلے سیکرٹ مینشن کی ایجنٹ تھی۔ اس کے ساتھ بے شمار کارنامے منسوب ہیں۔ یہ انتہائی تیز طرار، فعال اور ہوشیار ایجنٹ ہے۔ اب ایکریمیا میں اس کے گروپ کو باقاعدہ ایک خود مختار گروپ کی شکل دی گئی ہے جو کہ اسانڈر گروپ کہلاتا ہے۔ سیکرٹری آف ڈیفنس کے ماتحت کام کرتا ہے اور کسی بھی مشن کے سلسلے میں حکومت ایکریمیا اس کی خدمات سے فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ بہت بڑی اور منظم تنظیم ہے۔ ویسے بظاہر اسانڈر کارپوریشن برگرز کا کاروبار کرتی ہے اور پورے ایکریمیا میں اسانڈر برگرز کی شاپس پھیلی ہوئی ہیں اور بے انتہا کامیاب بزنس کر رہی ہیں۔ وہ اب ادب بیتی ہے اور کنگ ویلو میں اپنی ذاتی محل نما رہائش گاہ اسانڈر مینشن میں رہتی ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ——— تھینک یو ——— بل بھجوا دو" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا نتیجہ نکالا آپ نے" ——— بلیک زیرو جو مسلسل خاموش بیٹھا ساری گفتگو سُن رہا تھا بول پڑا۔

"نتیجہ فرسٹ ڈویژن فرسٹ ہے۔ حکومت ایکریمیا نے ڈی۔ ایس کے ذریعے وائٹ کالر کی خدمات حاصل کیں اور ہمارے ملک اور اپ لینڈ سے معدنیات حاصل کر لی۔ اور اس کا مین کردار وہی جیکب بنا ہوگا۔ منشیات کے طور پر اسے سمگل کرانا اور پھر اس کا مکسنگ فارمولا ایسا رکھنا کہ لیبارٹری

تجزیے سے بھی اس معدنیات کا پتہ نہ چلایا جا سکے۔ یہ تمام پلاننگ کوئی انتہائی ذہین آدمی ہی کر سکتا ہے۔ اور جیکب کے متعلق یہی بتایا گیا ہے کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ وائٹ کالر سے یہ معدنیات ڈی۔ ایس کو پہنچ جاتی ہوگی اور ڈی۔ ایس اسے آگے کسی لیبارٹری کو سپلائی کر دیتا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس لیبارٹری کا پتہ ڈی۔ ایس سے چلایا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ اور اس بار یہ کام تمہیں کرنا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے۔۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس ساری تفصیل سے جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ اس جیکب یا اسلانڈریا مکوتین انہوں نے لازماً اس بات کا پتہ چلا لیا ہوگا کہ پاکیشیا میں وائٹ کالر کا کیس سیکرٹ سروس کے پاس پہنچ چکا ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی کے بارے میں بھی اچھی طرح جانتے ہیں اس لیے لازماً ان کے ذہن میں یہ خطرہ موجود ہوگا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معدنیات کے واپس حصول کے لیے ایکریمیا میں کام کرے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس قربانی کا صرف ایک ہی بکرا ہے اور وہ ہے علی عمران۔ لہٰذا اس بکرے پر اللہ اکبر پڑھنے کے لیے انہوں نے یقیناً وہاں بہت سی چھریاں تیز کر رکھی ہوں گی اس لیے کیوں نہ اس بار تمہیں بھیج دیا جائے تاکہ وہ چھریاں ہی تیز کرتے رہ جائیں"۔۔۔۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں اس کیس پر کام کرنے کے لیے تیار ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔۔۔۔ اکیلے کام کرنا پڑے گا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر چاہو تو آغا سلیمان پاشا کو تم اپنی ٹیم میں شامل کر سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ آغا سلیمان پاشا تمہارا اچھا ساتھی ثابت نہیں ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رہنے دیجئے عمران صاحب میں اکیلا ہی کیس پر کام کر لوں گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو گیا۔ کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ عمران نے یہ کیس اس لیے اس کی ذمہ داری پر ڈال دیا تھا اور یہ اس کے نقطۂ نظر سے اس پر عمران کے بے پناہ اعتماد کا مظہر تھا۔

"شکریہ عمران صاحب۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میں سرخرو لوٹوں گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن ایک بات تو بتایئے کہ پہلے آغا نے جب آپ کو تفصیل بتاتے ہوئے آصف نواز کا نام لیا تھا تو آپ نہ چونکے تھے، لیکن اس بار آپ نے اس کا نام سنتے ہی اس سارے کیس کا بیک گراؤنڈ ہی معلوم کر لیا"۔۔۔۔

بلیک زیرو نے کہا۔
"اُس وقت اُس نے صرف آصف نواز لکھا تھا۔ انٹیلی جنس آفیسر نہ بتایا تھا
آصف نواز تو سینکڑوں ہو سکتے ہیں، لیکن جس آصف نواز کی وجہ سے میں چونکا تھا اس
کے متعلق آخری معلومات یہی ملی تھیں کہ وہ کسی ملک کی انٹیلی جنس میں آفیسر لگ گیا ہے۔
اس لیے جیسے ہی آغا نے انٹیلی جنس آفیسر آصف نواز کہا میں چونک پڑا تھا"۔۔۔
عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اُٹھ کر وہ بیرونی دروازے
کی طرف مڑ گیا۔ فلیٹ میں پہنچتے ہی اُس نے سلیمان کو ڈرائنگ روم میں روک لیا۔
"جی صاحب"۔۔۔ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا
کیونکہ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔
"تمہیں معلوم ہے کہ خوش قسمتی زندگی میں ایک ہی بار دروازہ کھٹکھٹاتی
ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کھٹکھٹاتی ہو گی کسی زمانے میں۔ آج کل تو کال بیل بجائی جاتی
ہے"۔۔۔ سلیمان نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور عمران
اس کے خوبصورت فقرے پر بے اختیار مسکرا دیا۔
"چلو کال بیل ہی سہی۔۔۔ تو مبارک ہو کہ خوش قسمتی نے تمہارے
دروازے پر کال بیل بجا دی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"اُف کتنی بڑی ٹریجڈی ہے۔۔۔ بیچاری بڑی بیگم صاحبہ۔
مگر قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے"۔۔۔ سلیمان نے انتہائی
غمزدہ سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ میں تمہیں مبارکباد دے رہا
ہوں اور تم نے منحوس باتیں شروع کر دی ہیں۔ یہ اماں بی کو تم کس لیے

بیچاری کہہ رہے ہو۔ وہ کیوں ہونے لگیں بیچاری۔ بولو"۔۔۔ عمران
نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔
"بے چاری تو ہو گئیں۔ کتنا ارمان تھا کہ اکلوتے بیٹے کے سر پر سہرا
باندھیں گی۔ چاند سی بہو لے آئیں گی۔ پیارے پیارے گول مٹول سے
پوتوں کو کھلائیں گی۔۔۔ مگر۔۔۔ واقعی قسمت کا لکھا کوئی نہیں
مٹا سکتا"۔۔۔ سلیمان کا لہجہ اور زیادہ غمگین ہو گیا۔ اور عمران کے نتھنے
حقیقی غصے سے پھولنے پچکنے لگے۔
"یہ آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ کیا اب تمہارے اعصاب اس قدر
کمزور ہو گئے ہیں کہ صرف مبارک باد دینے سے تمہارا ذہنی توازن
بگڑ جاتا ہے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں واقعی غصہ تھا کیونکہ مسئلہ
اس کی اماں بی کا تھا جسے سلیمان مسلسل بیچاری کہے چلا جا رہا تھا۔
"بہرحال انسان سوائے صبر کے کیا کر سکتا ہے"۔۔۔ سلیمان
نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اب اگر بکواس کی تو گردن توڑ دوں گا۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا کہنا
چاہتے ہو تم"۔۔۔ عمران نے زچ ہو کر بری طرح جھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔
"اب آپ کے لیے کوئی مناسب رشتہ تلاش کرنا پڑے گا۔ ویسے
آپ کو کیسا لڑکا پسند ہے۔ مونچھوں والا، کلین شیو، باریش۔ قد لمبا ہو
درمیانہ ہو، یا ٹھگنا بھی چل جائے گا۔ ویسے اگر آپ پسند کریں تو بندہ
اپنی خدمات بھی پیش کر سکتا ہے۔ ایسے ایسے لذیذ کھانے کھلاؤں گا
کہ۔۔۔۔۔" سلیمان نے کہنا شروع کیا۔

"تو تمہارا دماغ واقعی خراب ہو چکا ہے ـــــ او۔ کے جاؤ ـــ جا کر ہانڈی چولھے میں سر پھوڑ دو۔ میں نے تو سوچا تھا کہ بیچارہ ترقی کی آس میں نجانے کب سے خوار ہو رہا ہے۔ اسے ترقی کا موقع دے ہی دیا جائے مگر اب مجھے کیا معلوم تھا کہ صرف ترقی کا سن کر ہی تمہارا دماغ خراب ہو جائے گا" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میری ترقی نہیں جناب میری تو سمجھئے تنزلی ہو جائے گی۔ مگر کیا کروں اب اتنے عرصے کا ساتھ ہے۔ اب آپ کو کسی دوسرے کے حوالے کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ چلو میں ہی بھگت لوں گا۔ پھر بات کر دوں بڑی بیگم صاحبہ سے" ـــــ سلیمان بھی واقعی عمران کو پوری طرح زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

"ہونہہ تمہارا مطلب ہے کہ میں عورت بن چکا ہوں۔ کیوں تمہیں کیسے یہ خیال آیا۔ کیا میں نے زیور پہن رکھے ہیں۔ زنانہ لباس پہن رکھا ہے ـــ میک اپ کر رکھا ہے۔ آخر تمہیں یہ خیال آیا کیسے" ـــــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ سلیمان کی آخری بات سے اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان اُسے عورت بنا کر خود اپنے آپ سے شادی کی پیش کش کر رہا ہے۔

"جب کوئی خود ہی اقرار کرے کہ وہ عورت ہے تو دوسروں کو اس پر یقین کر لینا چاہیئے۔ آخر اعتبار بھی تو دُنیا میں کوئی چیز ہے" ـــــ سلیمان نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ میں عورت ہوں" ـــــ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں آپ نے کہا ہے کہ خوش قسمتی نے میرے دروازے پر کال بیل بجائی ہے اور خوش قسمتی مونث ہوتی ہے اور کال بیل ظاہر ہے

آپ نے ہی بجائی تھی جب پر میں نے فلیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ بے چاری بڑی بیگم صاحبہ کو کتنا ارمان تھا اکلوتے لڑکے کے سر پر سہرا سجانے کا" سلیمان نے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اور عمران جو حیرت سے مُنہ کھولے بیٹھا ہوا تھا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ سلیمان اس قدر نکتہ سنج اور حاضر جواب ہو چکا ہے کہ عمران جیسے شخص کو بھی ایک خوبصورت مذاق سے زچ کر کے رکھ دے گا۔

"سلیمان ـــــ ادھر آؤ" ـــــ عمران نے چند لمحوں بعد زور سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب" ـــــ سلیمان نے ایک بار پھر دروازے پر آ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن اس کی آنکھیں شرارت کی بنا پر چمک رہی تھیں۔

"تمہاری گزشتہ اور آئندہ دس سالوں کی تنخواہ، اوور ٹائم اور بونس وغیرہ سب ضبط" ـــــ عمران نے مُنہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر ابھی سے یہ عالم ہے تو میں باز آیا۔ میں اپنی آفر واپس لیتا ہوں" ـــــ سلیمان نے اور زیادہ سنجیدگی سے کہا۔

"آفر کیسی آفر" ـــــ عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ اپنے رشتے والی ـــــ صرف آفر سے اگر اتنا نقصان ہو سکتا ہے تو بعد میں کیا ہو گا" ـــــ سلیمان نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر زور سے قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ آج تو خوب رواں ہو۔ بہر حال میں نے تمہاری تنخواہ

تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے ضبط نہیں کی بلکہ اس خیال سے ضبط کی
ہے کہ تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے تمہارا ذہن رواں ہو گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ
ادیب جتنا غریب ہو اُتنا ہی زیادہ معیاری اور اعلیٰ ادب تخلیق کرتا ہے"
عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
"آپ کا قصور نہیں ہے جناب۔ بعض لوگ ہوتے ہی ایسے ہیں کہ
ترقی اور خوش قسمتی کی باتیں کرتے ہیں اور بجائے ترقی اور خوش قسمتی
کے دوسرے کے حصے میں تنخواہ کی ضبطی اور غربت ہی آتی ہے۔ آپ کا
اس میں واقعی کوئی قصور نہیں ہے" ——— سلیمان نے کہا اور عمران
خلافِ عادت ایک بار پھر زور دار قہقہہ مارنے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ سلیمان
واقعی آج بہت تیز جا رہا تھا۔
"اچھا چلو بتا دیتا ہوں ——— ایکریمیا میں ایک مشن در پیش ہے۔
مشن بے حد دلچسپ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ مشن تمہارے ذمہ لگا
دوں۔ بولو۔ کرو گے کام" ——— عمران نے کہا۔
"پہلے مشن کی تفصیلات بتائیں۔ اگر میرے معیار کا ہوا تو ضرور کروں گا
اور اگر آپ کے معیار کا ہوا تو پھر سوائے معذرت کے اور کیا کہہ سکتا ہوں"
سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔
"بیٹھو میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"آپ اونچی آواز میں بولتے جائیے میں سن رہا ہوں۔ میرا رات کے
کھانے والا مشن ہی نہ خراب ہو جائے" ——— سلیمان نے کہا اور
تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"سلیمان ادھر آؤ" ——— عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں
کہا۔
"جی صاحب" ——— سلیمان نے چند لمحوں بعد ایک بار پھر دروازے
پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔
"اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تم نے یہ مشن مکمل کرنا ہے۔ سمجھے"
عمران نے اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
"جی بہتر" ——— سلیمان نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس
بار بجائے کچن کی طرف جانے کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"ارے ارے پہلے تفصیل تو سن لو۔ اس قدر تیزی دکھانے کی ضرورت
نہیں ہے" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔
"میں تو اپنے وکیل کے پاس جا رہا تھا" ——— سلیمان نے مڑتے
ہوئے کہا۔
وکیل کے پاس ——— کیوں ——— اور یہ وکیل تم نے کیسے مقرر
کر لیا ہے" ——— عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔
"ہر بڑے آدمی کا ایک خاندانی وکیل ہوتا ہے۔ جب آپ بڑے
آدمی بن جائیں گے تو آپ کو بھی رکھنا پڑے گا" ——— سلیمان
نے جواب دیا۔
"اچھا بڑے آدمی صاحب۔ لیکن تم وکیل کے پاس کیوں جا رہے
تھے" ——— عمران نے کہا۔
"وصیت لکھوانے ——— کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھے قربانی
کا بکرا بنانا چاہتے ہوں گے اور میں چونکہ آپ کا وفادار ہوں اس لیے

مجھے قربانی دینے سے کوئی انکار نہیں لیکن کم از کم وصیت لکھوانے کا تو حق ہے" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں واقعی تمہیں ایکریمیا ایک اہم مشن پر بھیجنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر اس مشن پر آپ کیوں نہیں جاتے۔ کیا ایکریمیا میں آپ کے قرض خواہوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے" ——— سلیمان نے جواب دیا۔

"تم واقعی ضرورت سے زیادہ تیز ہو گئے ہو۔ چلو ٹھیک ہے جاؤ جا کر کھانا پکاؤ۔ میں خود ہی نمٹ لوں گا" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ خوش قسمتی اور ایک بار دروازہ کھٹکھٹانے والے محاورے کا کیا ہو گا" ——— اس بار سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلی جائے گی واپس رو دھو کر" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نہیں چاہتے کہ میں ترقی کروں" ——— سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم مشن پر جانے کے لیے تیار ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اکیلا جانا پڑے گا یا......" سلیمان نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"یا کا کیا مطلب ——— میں ساتھ نہیں جاؤں گا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میرا مطلب آپ سے نہ تھا آپ بھی تو اکیلے نہیں جاتے۔ مم میرا مطلب تھا کہ کیا آپ کی طرح مس جولیا بھی اب میں مزید کیا کہوں۔ آپ بہر حال سمجھ دار ہیں" ——— سلیمان نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے ——— جولیا تمہارے ساتھ جائے گی اور تنویر بھی"۔ عمران نے کہا تو سلیمان تنویر کا نام سنتے ہی چونک پڑا۔

"سوری جناب ——— یہ مشن میرے معیار کا نہیں ہے۔ آپ کی پیشکش کا شکریہ" ——— سلیمان نے جلدی سے کہا اور تیزی سے واپس کچن کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران بول پڑا۔

"میری بات سنو" ——— عمران کا لہجہ یکلخت بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"جی صاحب" ——— سلیمان نے فوراً ہی مڑتے ہوئے کہا۔

"میں کل ایک اہم مشن کے سلسلے میں ایکریمیا جا رہا ہوں۔ بلیک زیرو بھی علیحدہ اس مشن پر ایکریمیا جا رہا ہے۔ اس لیے کل سے دانش منزل تم نے سنبھالنی ہے۔ سیکرٹ سروس یہاں رہے گی۔ کسی بھی اہم معاملے میں تم ان سے بطور ایکسٹو کام لے سکتے ہو۔ سر سلطان کو میں بریف کر جاؤں گا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب آپ کو کوئی شکایت نہیں ہو گی" ——— سلیمان نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے ہاتھ اٹھا کر واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔ اور سلیمان خاموشی سے مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر تقریباً نیم دراز اسانذر نے ہاتھ بڑھا کر ساتھ تپائی پر موجود رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— اسانذر کے لہجے میں بے پناہ تحکم تھا۔

"میڈم ——— جیکب صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" ——— دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— اچھا بات کراؤ" ——— اسانذر نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ہیلو اسانذر ——— جیکب بول رہا ہوں" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے جیکب کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے جیکب آج لہجے میں بہت چہک موجود ہے۔ کیا ترقی ہو گئی ہے" ——— اسانذر نے مسکراتے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ترقی ہی سمجھو ——— تمہیں سیکرٹری ڈیفنس کی طرف سے احکامات تو مل ہی گئے ہوں گے۔ میں نے اپنے چیف سے اس کے لیے خاصی پُرزور سفارش کی تھی" ——— جیکب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ تمہارا مطلب کہیں اس پاکیشیا سیکرٹ سروس والے مشن سے تو نہیں" ——— اسانذر نے چونک کر کہا۔

"ہاں کیوں کہیں انکار تو نہیں کر دیا تم نے" ——— جیکب نے پوچھا۔

"انکار ——— وہ کس لیے۔ بلکہ میں تو سوچ رہی تھی کہ سیکرٹری ڈیفنس سے مل کر اس سے احتجاج کروں کہ اس نے اب اسانذر گروپ کو اس قابل سمجھ لیا ہے کہ تھرڈ کلاس ممالک کی سیکرٹ سروسز کے لیے کام کرتی پھرے۔ مگر تم کہہ رہے ہو کہ تم نے خصوصی طور پر اس کی سفارش کرائی ہے۔ کیوں کیا کوئی خاص بات ہے" ——— اسانذر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ مجھے یہ سن کر واقعی حیرت ہو رہی ہے" ——— جیکب کے لہجے میں واقعی حیرت تھی۔

"میں نے اکثر نام تو سنا ہوا ہے۔ کسی مسخرے کا بھی نام لیا جاتا ہے اس کے ساتھ۔ لیکن بہرحال وہ ہے تو ایک پسماندہ ملک۔ لیکن تمہاری سفارش اور تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ کوئی خاص بات ہے۔ پھر آجاؤ یہاں مینشن میں۔ اس موضوع پر کھل کر بات ہو جائے" ——— اسانذر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ اور اساندر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اُسے
جیکب کے بارے میں کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب اس
کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد
دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم اِن" ——— اساندر نے چونک کر کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ
کھلا اور جیکب مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"تو آج آرام کرنے کا موڈ ہے۔ اس لیے دفتر نہیں گئیں۔ میں نے
پہلے دفتر فون کیا تھا" ——— جیکب نے اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف
بنے ہوئے شراب کی بوتلوں کے ریک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بس آج موڈ نہیں بنا دفتر جانے کا" ——— اساندر نے مسکراتے
ہوئے کہا اور سامنے رکھے ہوئے شراب کے گلاس کو اٹھا کر اس نے
اس سے چسکی لی اور گلاس دوبارہ میز پر رکھ دیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ
اپنی مخصوص شراب سے بھرا ہوا گلاس سامنے رکھ لیتی تھی اور پھر جب
موڈ بنتا وہ اس میں سے چسکی لے لیتی۔

"تو تم واقعی علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں
تفصیل نہیں جانتیں" ——— جیکب نے شراب کی بوتل میز پر رکھ کر خود
بھی اساندر کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یاد آگیا علی عمران ہی نام تھا۔ میرے شعور میں نہ آ رہا تھا لیکن
میں نے تو سنا ہے کہ وہ کوئی مسخرہ سا آدمی ہے۔ کیا واقعی وہ کوئی اہمیت
رکھتا ہے یا تم مجھے چڑانے کے لیے یہ باتیں کر رہے ہو" ——— اساندر
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ایکریمین سیکرٹ سروس کے ریکارڈ روم سے اس کی فائل لے
آیا ہوں۔ اسے پڑھ لو۔ پھر تمہیں خود ہی اس کی اہمیت کا احساس ہو جائے گا"
جیکب نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے
ایک مڑی ہوئی فائل نکال کر اساندر کی طرف بڑھا دی پھر بوتل اٹھا کر
منہ سے لگا لی ——— اساندر نے فائل کھولی جس میں کمپیوٹر ٹائپ
کے کئی باریک صفحات موجود تھے۔ وہ پہلے تو بے زاری کے انداز میں پڑھتی
رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار
ہونے لگ گئے اور سامنے بیٹھے ہوئے جیکب کے چہرے پر مسکراہٹ
رینگنے لگی۔

"ہونہہ۔ اگر یہ فائل درست ہے تو پھر یہ عمران کسی مافوق الفطرت
قوت کا حامل ہے" ——— ساری فائل پڑھنے کے بعد اساندر نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مافوق الفطرت والی تو کوئی بات نہیں اس میں۔ جہاں تک میں
سمجھا ہوں وہ خود بیوقوف بن کر دوسروں کو بیوقوف بنا دیتا ہے۔ مثلاً
بظاہر وہ احمقانہ حرکتیں کرتا ہے۔ مسخروں جیسی باتیں کرتا ہے لیکن
اس کی ہر حرکت اور ہر بات کے پس منظر میں مخالف کے لیے کوئی نہ کوئی
چال موجود ہوتی ہے اور مخالف اس کی احمقانہ حرکت اور بیوقوفانہ
بات پر ہنستا رہ جاتا ہے۔ اُسے وہ جال اس وقت تک نظر ہی نہیں آتا
جب تک اس کی رسی کھینچ نہیں جاتی اور جب جال کی رسی کھینچ لی جائے
تو تم خود جانتی ہو کہ اس کے بعد جال میں پھنسا ہوا صرف پھڑپھڑا ہی سکتا
ہے رہا نہیں ہو سکتا" ——— جیکب نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے جیکب۔ اب مجھے احساس ہوا ہے کہ میں نے اسے بہت معمولی لیا تھا۔ حالانکہ یہ شخص اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اب مجھے اس بارے میں سنجیدہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ اسانڈر کے مقابلے میں ان کی تمام صلاحیتیں اس طرح غائب ہو جائیں گی جس طرح سورج کی روشنی کے سامنے تاریکی غائب ہو جاتی ہے" ——— اسانڈر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جیکب بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس لیے تو میں نے تمہاری سفارش کی تھی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں ایکریمیا میں کوئی گروپ مقابلہ کر سکتا ہے تو صرف اسانڈر گروپ ہی کر سکتا ہے" ——— جیکب نے کہا اور اسانڈر کے چہرے پر تفاخر کی روشنی سی بکھر گئی۔

"تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا واقعی ایکریمیا آئیں گے اگر آئیں گے تو کب تک ان کی آمد متوقع ہے کیونکہ سیکرٹری ڈیفنس نے مجھے جس حد تک بریف کیا ہے وہ تو انتہائی مہمل بات ہے۔ میری سمجھ میں تو بات نہ آئی ہے" ——— اسانڈر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اس کیس کا پس منظر وضاحت سے بتا دیتا ہوں کیونکہ میں شروع سے اس کے ساتھ منسلک رہا ہوں اور مجھ سے زیادہ اس کے بارے میں اور کوئی نہیں جانتا۔ اصل بات یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تنظیم ڈی۔ ایس یعنی ڈویلپمنٹ آف سائنس اس لیے قائم کی گئی تھی کہ ایکریمیا میں موجود خفیہ سائنسی لیبارٹریوں کو ایسی دھاتیں

اور دوسرا مواد سپلائی کیا جا سکے۔ جسے عام زبان میں نایاب کہا جاتا ہے مختصر یہ ہے کہ ایکریمیا میں ایک شہاب ثاقب پر کیے جانے والے تجزیے سے ایک نیا غیر ارضی عنصر سامنے آیا۔ جسے اس شہاب ثاقب کے نام پر ایکسم تھرٹی کا نام دیا گیا۔ اس عنصر پر ہونے والے تحقیقی تجزیے سے معلوم ہوا کہ اس عنصر میں بے پناہ توانائی کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس قدر توانائی کہ اس عنصر کی معمولی سی مقدار سے پوری دنیا کی توانائی کی ضرورت سینکڑوں سالوں تک پوری کی جا سکتی ہے اور تم جانتے ہو کہ موجودہ دور توانائی کا دور ہے۔ پوری دنیا میں ایک لحاظ سے توانائی کا بحران ہے اور پوری دنیا کا دفاع ——— مواصلات اور دوسرے ہر شعبے میں بنیادی حیثیت توانائی کو حاصل ہے۔ اس لیے ایکسم تھرٹی پر خفیہ طور پر مزید ریسرچ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ اس میں موجود بے پناہ اور لامحدود توانائی کو ذخیرہ کیا جا سکے اور اسے کنٹرول کیا جا سکے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ یہ عنصر اس شہاب ثاقب سے انتہائی قلیل مقدار میں دستیاب ہوا تھا۔ چنانچہ سپیشل سٹیلائیٹ فضا میں بھیجا گیا جس میں صرف ایسے آلات نصب کیے گئے جو پوری دنیا میں موجود قدیم شہاب ثاقب کو تلاش کریں اور پھر ان میں سے جن شہاب ثاقب میں ایکسم تھرٹی کا عنصر موجود ہو اس کی نشاندہی کریں اور یہ بھی بتا دوں کہ ہر شہاب ثاقب میں ایکسم تھرٹی موجود نہیں ہوتا۔ اس کا تناسب سو میں سے ایک ہے۔ یعنی سو شہاب ثاقب میں سے ایک میں سے یہ عنصر پایا جاتا ہے۔ اس سپیشل سٹیلائیٹ نے پاکیشیا اور راپ لینڈ میں ایسے دو بڑے قدیم شہاب ثاقبوں کا سراغ لگایا جو یہاں کے پہاڑی علاقوں میں موجود تھے اور ان میں ایکسم تھرٹی کی خاصی کثیر مقدار موجود تھی۔ وہاں سے ایکسم تھرٹی کو

نکالنے اور یہاں ایکریمیا پہنچانے کے لیے حکومت ایکریمیا نے ہماری تنظیم ڈی ۔ ائیس کو مقرر کیا۔ انجیسم تھرٹی میں ایک خامی بھی ہے کہ اگر اسے شہاب ثاقب سے علیحدہ کیا جائے تو یہ ضائع ہو جاتی ہے ۔ اس لیے اس میں ایک مخصوص دوا بے حد بڑے تناسب سے اور ایک خاص فارمولے کے تحت مکس کی جاتی ہے۔ یہ عام سی میڈیکل میڈیسن ہے۔ اس کا تناسب اتنا بڑا ہے کہ تم سُنو گی تو حیران رہ جاؤ گی یعنی انجیسم تھرٹی جسے کوڈ میں اسے تھرٹی کہا جاتا ہے کی ایک گرام مقدار میں یہ دوا ایک ٹن ملائی جاتی ہے۔ اب صورت حال یہ تھی کہ اتنی بڑی مقدار کو اگر عام طریقے سے ایکریمیا لایا جاتا تو یقیناً روسیاہی اور دوسرے ممالک کے ایجنٹ چونک پڑتے کیونکہ یہ دوا ترقی یافتہ ممالک میں ہی بنتی ہے اور یہاں سے پاکیشیا اور اَپ لینڈ بھجوائی جاتی ہے۔ یہ وہاں کی پیداوار نہیں ہے۔ اس لیے اتنی بڑی مقدار میں اس دوا کا واپس ایکریمیا بھیجا جانا۔ انتہائی چونکا دینے والی بات بن جاتی اور چونکہ اس عنصر کو ہم نے دُنیا کے دوسرے ممالک سے خفیہ رکھنا تھا، اس لیے میں نے اس بارے میں ایک ٹھوس پلاننگ کی کہ اسے منشیات کا روپ دے کر منشیات کا کاروبار کرنے والی کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کے ذریعے پاکیشیا اور اَپ لینڈ سے ایکریمیا منگوایا جائے۔ اس طرح کسی کو ذرا برابر بھی شک نہ پڑے گا۔ چنانچہ اس کے لیے ایکریمیا کی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم وائٹ کالر سے رابطہ کیا گیا پھر وہاں اس کے نکالنے اور اسے مکس کرنے کے لیے باقاعدہ فیکٹری بنائی گئی اور پھر اسے منشیات کے طور پر یہاں لے آیا جاتا رہا۔ اس طرح یہ انتہائی محفوظ طریقے سے یہاں

پہنچنا شروع ہو گئی اور کسی کو اس کی کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکی کہ دراصل پاکیشیا اور اَپ لینڈ سے کیا چیز ایکریمیا پہنچ رہی ہے۔ اسی دوران ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ اقوامِ متحدہ کے تحت منشیات کے خلاف کام کرنے والے ادارے بلیو لائن کا ایک ریسرچ آفیسر اَپ لینڈ گیا اور وہاں اُسے کسی بھی ذریعے سے یہ اطلاع مل گئی کہ وائٹ کالر وہاں سے منشیات سمگل نہیں کر رہی بلکہ کوئی خاص معدنیات منشیات کی صورت میں سپلائی کی جا رہی ہے اس آدمی کی بدقسمتی کہ اس نے کسی محفل میں اس بات کا اشارہ کر دیا جس پر بات وہاں وائٹ کالر کے ایجنٹ تک پہنچ گئی۔ اس نے ایک مقامی پیشہ ور قاتل کے ذریعے اس پر قاتلانہ حملہ کرایا مگر وہ آدمی غائب ہو گیا۔ اور باوجود تلاش کے اس کا پتہ نہ چل سکا۔ پھر وائٹ کالر کو اطلاع ملی کہ وہ ایکریمیا پہنچ گیا ہے اور ایک ہسپتال میں داخل ہے۔ اس پر وائٹ کالر کے سپیشل گروپ نے وہاں ریڈ کیا اور اُسے ہلاک کر دیا مگر اس سے پہلے اس ادارے کا ایک اور آدمی اس سے مل چکا تھا اور اس ریسرچ آفیسر نے اُسے کوئی ڈائری دی تھی۔ چنانچہ اس آدمی کو ٹریس کیا گیا اور پھر ایک پیشہ ور قاتل کی مدد سے اُسے ہلاک کر کے اس سے ڈائری حاصل کر لی گئی اور اس پیشہ ور قاتل کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ ڈائری وائٹ کالر کے چیف کے ذریعے ہم تک پہنچ گئی اور اس طرح یہ مسئلہ بخیر و خوبی حل ہو گیا۔ مگر اس کے بعد اچانک انتہائی تشویشناک خبریں ملیں کہ اَپ لینڈ میں وائٹ کالر کا پورا سیٹ اپ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ فیکٹری تباہ کر دی گئی ہے اور وہاں وائٹ کالر کا ایجنٹ کو لگن مارا جا چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسا ہی آپریشن پاکیشیا میں ہوا وہاں بھی وائٹ کالر کا سارا سیٹ اپ

ختم ہوگیا لیکن وہاں ایک چکر چل گیا کہ وائٹ کالر ایجنٹ سیلنگ کو
اس علی عمران نے گرفتار کر لیا تھا۔ وائٹ کالر کے سپیشل سیل کا انچارج
راجرک علی عمران کے بارے میں جانتا تھا۔ وہ بے حد ذہین آدمی ہے
چنانچہ وہ خود وہاں گیا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ اس علی عمران نے سیلنگ
سے وہ فارمولا تو حاصل نہیں کر لیا لیکن وہاں جا کر اُسے معلوم ہوا کہ
سیلنگ عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے اور عمران کو اس فارمولے کا
علم نہیں ہے۔ لیکن اس رپورٹ کے باوجود مجھے خطرہ ہے کہ یہ علی عمران
بے حد شاطر آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے اُسے ایکسم تھرٹی کے بارے میں
معلومات مل گئی ہوں۔ اور چونکہ اس کا یہ ریکارڈ ہے کہ وہ اپنے ملک
کی دولت کسی دوسرے کو استعمال نہیں کرنے دیتا اس لیے ہو سکتا
ہے وہ اس کے حصول کے لیے یہاں آئے۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ
یہاں آ کر وہ ایکسم تھرٹی کی بجائے اس ریسرچ کو لے اُڑے جو یہاں
مکمل ہو رہی ہے۔ اس طرح اس توانائی سے پاکیشیا بھی مستفید
ہو سکے گا اور پاکیشیا کے متعلق یہ بات سب جانتے ہیں کہ اگر اُسے وافر
مقدار میں توانائی کا ذخیرہ مل جائے تو وہ بذات خود سُپر پاور بن سکتا
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام تر دستی کے باوجود ایکریمیا اُسے پرامن مقاصد
کے لیے بھی ایٹمی توانائی حاصل نہیں کرنے دے رہا اور ایٹمی توانائی
اے تھرٹی توانائی کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے سورج کے سامنے
چراغ" ---- جیکب نے پوری تفصیل سے پس منظر بتاتے
ہوئے کہا۔

"ہونہہ یہ تو واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے لیکن کیا پاکیشیا سے

اور ایکسم تھرٹی ابھی حاصل کرنا ہے" ---- اسانڈر نے پوچھا۔

"نہیں یہ حسنِ اتفاق ہے کہ وہاں سے سارا ایکسم تھرٹی یہاں پہنچ گیا تھا
جب یہ کارروائی ہوئی" ---- جیکب نے کہا اور اسانڈر نے اطمینان بھرا
طویل سانس لیا۔

"دیکھو جیکب تم نے جو کچھ بتایا ہے۔ یہ سب ابھی مفروضوں پر مبنی
ہے۔ ہو سکتا ہے عمران کو اس کا علم ہی نہ ہو۔ اور ہو بھی سہی تو چونکہ وہ
ایک پسماندہ مُلک ہے۔ اس لیے وہ اس کے حصول کو اپنے لیے فائدہ مند
نہ سمجھے اور دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایکسم تھرٹی سے زیادہ اس
ریسرچ میں دلچسپی لے اور ریسرچ ابھی جاری ہے۔ جب یہ مکمل ہو گئی تو تب
ہی وہ اسے حاصل کرے گا اور نجانے یہ کب مکمل ہو۔ اس لیے اتنے
طویل عرصے تک ایکریمیا جو انسانوں کا جنگل ہے۔ وہاں ایسا پہرہ نہیں
بٹھایا جا سکتا کہ جب عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئیں تو ان کے خلاف
کام کیا جائے" ---- اسانڈر نے کہا۔

"تو پھر اس سلسلے میں تمہارے ذہن میں کیا ہے" ---- جیکب نے
ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں خود پاکیشیا جا کر اس عمران کا خاتمہ کر دینا چاہیے
اس طرح بنیاد ہی ختم ہو جائے گی" ---- اسانڈر نے کہا۔

"تمہاری بات ذہن کو لگتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اگر یہ عمران ختم ہو جائے
تو سمجھو کہ ایکسم تھرٹی ننانوے فیصد کی حد تک محفوظ ہو گیا ہے" ----
جیکب نے کہا۔

"اس علی عمران کے بارے میں جو ذاتی تفصیلات ہیں مطلب

ہے اس کا حلیہ قد و قامت، اس کی رہائش گاہ، اس کا فون نمبر، اس کی
ایجنسیاں وغیرہ۔ ان میں سے کچھ بھی اس فائل میں موجود نہیں ہے۔ اس
لیے اگر تم یہ کوائف مجھے پہنچا دو تو یقین رکھو کہ میں اکیلی پاکیشیا جا کر اس کا
خاتمہ کر دوں گی۔ گروپ کو لے جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے“۔۔۔ اسانڈر
نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر تمہاری جگہ کوئی اور یہ دعویٰ کرتا تو میں ضرور اس کا مضحکہ اڑاتا کیونکہ
اگر اس عمران کو قتل کرنا اتنا آسان ہوتا تو شاید یہ اب تک لاکھوں نہیں
تو ہزاروں بار ضرور قتل ہو چکا ہوتا۔ لیکن تمہاری صلاحیتوں پر مجھے اعتماد
ہے کہ تم اس کے مقابلے میں اگر زیادہ نہیں ہو تو بہر حال اس سے کم بھی
نہیں ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں اس سے
پہلے کئی بار پاکیشیا جا چکا ہوں۔ اس لیے میرے وہاں کی زیرِ زمین دنیا
کے افراد سے بھی رابطے ہیں اور میں وہاں تمہاری مدد بھی کر سکتا ہوں۔
باقی رہی اس کے بارے میں تفصیلات تو وہ میں آج ہی مہیا کر لوں گا“۔۔۔
جیکب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ جانے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں
ہے۔ البتہ میں اپنے گروپ کے ایک چھوٹے سے سیکشن کو آج ہی وہاں
روانہ کر دیتی ہوں تاکہ وہ وہاں کوٹھی۔ کاریں۔ اسلحہ اور دوسرے سامان کا
ہمارے جانے تک بندوبست کر دے لیکن ایک بات میں پہلے ہی
واضح کر دوں کہ تم نے میری پلاننگ پر عمل کرنا ہے“۔۔۔ اسانڈر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل میں تو وہاں تمہارا ماتحت ہوں گا۔ انتہائی مؤدب اور تابعدار

ماتحت“۔۔۔ جیکب نے کہا اور اسانڈر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”او۔ کے۔۔۔ تم تفصیلات حاصل کر دو میں اپنے طور پر انتظامات
کرتی ہوں۔ پرسوں ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے“۔۔۔ اسانڈر نے
کہا اور جیکب سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے کارکنگ ایریا میں واقع محل نما عمارت
اساندر مینشن کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اُتر آیا۔
اس وقت وہ ایکریمی میک اَپ میں ہی تھا۔ اُسے ایکریمیا پہنچے ہوئے ابھی
صرف چند گھنٹے ہی گزرے تھے اور اس نے یہاں آتے ہی سب سے پہلے
ایک اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے ایک کوٹھی اور کار کا بندوبست کیا۔ پھر بازار
سے اپنے چوائس کا ضروری اسلحہ اور میک اَپ کا سامان۔ لباس وغیرہ خرید
کر اس نے مقامی میک اَپ کیا۔ لباس پہنا اور اسلحہ جیب میں ڈال کر اس
نے کار لی اور سیدھا اساندر مینشن کی طرف چل پڑا۔ اس نے یہاں فوری
طور پر ڈائریکٹ ایکشن کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اُسے دراصل جیکب کی
تلاش تھی، کیونکہ عمران نے جس معلومات حاصل کرنے والی ایجنسی سے
اس کے سامنے معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کے مطابق اصل آدمی
جیکب تھا جو ڈی۔ ایس کا اہم آدمی تھا۔ ڈی۔ ایس چونکہ ایک خفیہ تنظیم

تھی اس لیے ظاہر ہے اسکے چیف اور اس کا دفتر ٹریس کرنے میں کافی وقت
لگ جاتا، اس لیے اس نے جیکب کی تلاش اساندر کے ذریعے شروع کرنے
کا پروگرام بنایا تھا اور چونکہ یہ پروگرام وہ پاکیشیا سے بنا کر ہی روانہ ہوا تھا
اس لیے اس پروگرام میں کام آنے والے کاغذات اس نے پہلے ہی تیار
کر رکھے تھے۔ اس وقت اس کا نام فریڈرک تھا اور وہ بدنام زمانہ تنظیم
ڈرگ ماسٹرز کا اہم آدمی بنا ہوا تھا۔ ڈرگ ماسٹرز مافیا کی طرز کی تنظیم تھی جس
کی ان دنوں ایکریمیا میں شہرت مافیا سے بھی زیادہ تھی، اور کہا جاتا تھا کہ
ڈرگ ماسٹرز پوری دُنیا میں ہونے والے بڑے بڑے جرائم کی پشت پر ہوتی
ہے۔ ڈرگ ماسٹرز کا خصوصی کارڈ اور اس بارے میں باقی تفصیلات اس
نے پہلے ہی حاصل کر لی تھیں، اس لیے اُسے یقین تھا کہ اساندر اُس سے
ملنے میں ذرا بھی نہ ہچکچائے گی۔ اساندر کارپوریشن کے دفتر میں فون کرنے
پر اُسے بتایا گیا تھا کہ مادام آج دفتر تشریف نہیں لے آئیں اور اپنی
رہائش گاہ پر ہی ہیں چنانچہ وہ سیدھا اساندر مینشن پہنچا تھا
پھاٹک کے سامنے دو مسلح آدمی موجود تھے جن کی تیز نظریں بلیک زیرو
پر جمی ہوئی تھیں۔

"مادام سے کہو کہ ڈرگ ماسٹرز کا فریڈرک آیا ہے"—— بلیک زیرو
نے ان دونوں مسلح دربانوں کے قریب پہنچتے ہوئے انتہائی تحکمانہ
لہجے میں کہا۔

"ڈرگ ماسٹرز"—— دونوں دربان ڈرگ ماسٹرز کا نام سُن کر
بُری طرح چونک پڑے۔

"ہاں ڈرگ ماسٹرز—— میرا خیال ہے اب مجھے مزید دہرانا نہیں

پڑے گا" ——— بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ایک مسلح آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور پھاٹک کی سائیڈ میں بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ باہر آیا۔

"تشریف لائیے جناب میڈم سے براہِ راست فون پر بات کیجئے"۔ اس مسلح دربان نے باہر آکر کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور کیبن میں داخل ہوگیا۔ یہاں میز پر صرف ایک فون ہی موجود تھا جس کا رسیور الگ رکھا گیا تھا۔

"ہیلو فریڈرک بول رہا ہوں ——— ایریا چیف آف ڈرگ ماسٹرز" بلیک زیرو نے خالص ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اسانڈر بول رہی ہوں ——— آپ کس لیے مجھ سے ملنا چاہتے ہیں اور اچانک کیوں" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت اور تحکمانہ تھا۔

"ڈرگ ماسٹرز کے سیکنڈ چیف والنٹ کا ایک اہم خفیہ پیغام آپ تک پہنچانا ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیا پیغام ہے ——— والنٹ مجھے فون نہ کر سکتا تھا" ——— اسانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ پیغام ایسا ہے جو فون پر نہیں دیا جا سکتا میڈم" ——— بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— کاغذات دربان کے حوالے کر دو اور انتظار کرو" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"کاغذات مجھے دیجئے" ——— پاس کھڑے دربان نے جو لاؤڈر کی وجہ سے ساری گفتگو سن رہا تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے کوٹ کی جیب سے ایک لفافہ نکال کر دربان کے حوالے کیا اور خود کیبن سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اور کار میں آکر بیٹھ گیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد دربان دوبارہ کیبن سے باہر نکلا تو اس کے ساتھ ایک خوبرو ایکریمی نوجوان بھی تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہی لفافہ تھا جو بلیک زیرو نے دربان کو دیا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آگیا۔

"مادام نے آپ سے ملاقات کی منظوری دے دی ہے جناب۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔ کیونکہ اندر ایسے انتظامات ہیں کہ آپ بغیر میری موجودگی کے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ لیکن اس سے پہلے میں عرض کر دوں کہ اگر آپ کے پاس اسلحہ ہو تو برائے کرم دربان کو دے دیں۔ کیونکہ اسلحہ کی موجودگی میں آپ کی کار پھاٹک کو بھی کراس نہ کر سکے گی۔ واپسی پر اسلحہ آپ کو دے دیا جائے گا" ——— اس نوجوان نے کار کے قریب آکر جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام" ——— بلیک زیرو نے اس کے ہاتھ سے لفافہ واپس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹونی ہے۔ اور میں مادام کا فورتھ سیکرٹری ہوں" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"او کے ——— کار میں بیٹھو" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک مشین پسٹل نکال کر اس نے باہر موجود دربان کی طرف بڑھا دیا۔

"اور اسلحہ تو نہیں ہے"۔۔۔ ٹونی نے پوچھا۔

"مسٹر ٹونی۔۔۔ میں کوئی گرا پڑا آدمی نہیں ہوں۔ ڈرگ ماسٹرز کا ایریا چیف ہوں سمجھے۔ اس لیے آئندہ میرے سامنے ایسی بات دوبارہ نہ کرنا ورنہ تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے"۔۔۔ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری سر میرا یہ مقصد نہ تھا میں تو آپ کے فائدے کے لیے کہہ رہا تھا"۔۔۔ ٹونی نے قدرے مرعوبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دربانوں کو پھاٹک کھولنے کا اشارہ کر دیا۔ دربان نے کیبن میں جا کر شاید کوئی بٹن دبایا تو بڑا سا جہازی سائز کا پھاٹک بغیر کوئی آواز نکالے خود بخود کھلتا چلا گیا۔ بلیک زیرو نے کار آگے بڑھائی اور پھر ایک وسیع و عریض لان کراس کر کے اصل عمارت کے بنے ہوئے بڑے سے پورچ میں جا کر روک دی۔

"تشریف لائیے جناب"۔۔۔ ٹونی نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا دوسری طرف سے نیچے اتر آیا اور پھر ٹونی کی رہنمائی میں وہ مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک بند دروازے پر پہنچ گیا جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ٹونی نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے"۔۔۔ دروازے کے اوپر لگی ہوئی جالی میں سے اسانڈر کی آواز سنائی دی۔

"مادام مہمان تشریف لائے ہیں"۔۔۔ ٹونی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کے۔۔۔ انہیں اندر بھیج دو اور تم واپس چلے جاؤ"۔۔۔ اسانڈر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جائیے جناب"۔۔۔ ٹونی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے قدم اندر بڑھایا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ اس میں انتہائی قیمتی فرنیچر موجود تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔

"تشریف رکھیے مسٹر فریڈرک"۔۔۔ کمرے کی چھت سے اسانڈر کی آواز سنائی دی۔

"کیا آپ سے اسی طرح ملاقات ہو گی"۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں میں چند منٹ بعد آ رہی ہوں"۔۔۔ اسانڈر کی دوستانہ آواز سنائی دی اور بلیک زیرو ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر کرسی پر بیٹھتے ہی اچانک چھت پر سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس تیز روشنی میں نہا سا گیا ہو۔ اس نے اچھل کر کھڑا ہونا چاہا مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے سیاہ چادر ڈال دی ہو۔ پھر یہ سیاہ چادر جس تیزی سے اس کے ذہن پر پڑی تھی۔ اسی تیزی سے غائب ہو گئی اور بلیک زیرو نے تیزی سے اٹھنا چاہا مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کیونکہ اب اسے احساس ہوا تھا کہ یہ وہ کمرہ ہی نہ تھا جس میں وہ بیٹھا تھا۔ بلکہ یہ کوئی دوسرا کمرہ تھا جس میں ہر طرف تشدد کے انتہائی جدید آلات موجود تھے اور بلیک زیرو ایک فولادی پلیٹ فارم کے اوپر موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کرسی مکمل طور پر لوہے کی تھی اور اس کے چاروں پائے اس پلیٹ فارم میں نصب تھے۔

بلیک زیرو کے جسم کے گرد فولادی راڈز موجود تھے اور یہ اس قدر تنگ تھے
کہ بلیک زیرو کے لیے معمولی سی حرکت کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ کمرے میں
کوئی آدمی موجود نہ تھا اور سامنے ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ بلیک
زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ کیونکہ اس کو اس طرح بیہوش کر کے
جکڑ دینے کا مطلب تھا کہ اساندر اس کی طرف سے مشکوک ہو گئی تھی اور
ہو سکتا ہے اس نے اس کو بیہوش کرنے کے بعد ڈرگ ماسٹرز سے اس
کے بارے میں تصدیق بھی کی ہو۔ بہر حال اس طرح اس کی ساری منصوبہ
بندی اسی پر ہی اُلٹ گئی تھی وہ تو اساندر کو قابو کر کے اس سے جیکیب
کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا مگر وہ خود ان کے شکنجے میں آ گیا تھا۔ اس نے
گردن گھما کر کرسی کی پوزیشن کو اچھی طرح چیک کرنا شروع کر دیا تاکہ اس
سے رہائی کی کوئی صورت نکل سکے لیکن کوئی ایسا پوائنٹ اس کے ذہن
میں نہ آ رہا تھا۔ ابھی وہ اس ادھیڑ بن میں ہی مصروف تھا کہ سامنے والا
فولادی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بلیک زیرو نے چونک کر دیکھا
تو دروازے سے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان ایکریمین لڑکی اندر
داخل ہو رہی تھی جس کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا۔ اس کے
پیچھے ایک ایکریمین نوجوان تھا جس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں چمک
اس کی ذہانت کو ظاہر کر رہی تھی۔ اس کے جسم پر براؤن رنگ کا سوٹ تھا

"یہ ہے تمہارا علی عمران جس کی تم تعریفیں کر رہے تھے" ——— اس
لڑکی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کی آواز سن کر ہی
بلیک زیرو کو معلوم ہو گیا کہ یہ اساندر ہے۔

"ہے تو یہ ایشیائی۔ قد و قامت اور جسامت بھی عمران جیسی ہی ہے لیکن

اس کے چہرے پر وہ بات نہیں ہے جو عمران کے لیے مخصوص ہے اور پھر
اس کے چہرے کے خدوخال بھی اس سے خاصے مختلف ہیں" ———
اس نوجوان نے غور سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات
سنتے ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ نہ صرف اس کا سپیشل میک اپ صاف
کر دیا گیا ہے بلکہ یہ لوگ عمران سے بھی واقف ہیں۔

"تمہاری بات درست ہے جیکیب۔ لیکن بہر حال یہ ایشیائی ہے اگر
یہ عمران نہیں ہے تو پھر لازماً اس کا کوئی اور ساتھی ہو گا" ——— اساندر
نے کہا اور بلیک زیرو جیکیب کا نام سن کر چونک پڑا۔ اب وہ بھی غور سے
اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں اساندر کے پاس آیا تھا اور
اساندر نے شاید اسے خود ہی یہاں بلوا لیا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے مسٹر" ——— جیکیب نے اس بار براہ راست بلیک
زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فریڈرک" ——— بلیک زیرو نے جان بوجھ کر جواب دیا۔ تاکہ وہ
لوگ خود ہی سارے حالات اسے بتا سکیں۔ اور اس کے نام بتاتے ہی
کمرہ اساندر کے انتہائی مترنم قہقہے سے گونج اٹھا۔

"دیکھا تم نے جیکیب کس قدر خوبصورت مذاق کیا ہے اس نے۔
یہ یقیناً عمران ہی ہے" ——— اساندر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں اساندر یہ عمران نہیں ہے ——— دیکھو مسٹر تمہارے چہرے
پر موجود میک اپ ختم ہو چکا ہے۔ اور ڈرگ ماسٹرز سے بھی اس بات کی
تصدیق کر لی گئی ہے کہ ان کے کسی ایشیائی چیف کا نام فریڈرک نہیں ہے اور
نہ ہی انہوں نے اپنے کسی آدمی کو مادام اساندر کے پاس بھیجا ہے۔ تم نے

جو کاغذات تیار کرائے ہیں وہ بھی جعلی ثابت ہو چکے ہیں۔ اگر تم عمران کے ساتھی ہو تو ہمیں کھل کر بتا دو کیونکہ اس طرح تم خصوصی مراعات کے حقدار بن جاؤ گے ورنہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو یہ تمہارے لیے موت کی کرسی بھی بن سکتی ہے" ـــــ جیکب نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم وہی جیکب ہو جس کا تعلق ڈی۔ ایس سے ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا اور ڈی۔ ایس کا نام سنتے ہی جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسانڈر کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"تم ـــــ تم ـــــ مجھے اور ڈی۔ ایس کو کیسے جانتے ہو" ـــــ جیکب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے جو پوچھا ہے پہلے اس کا جواب دے دیجئے اس کے بعد میں آپ کے تمام سوالوں کا جواب دے دوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں جیکب ہوں اور ڈی۔ ایس سے متعلق ہوں" ـــــ جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو مسٹر جیکب میں دراصل آپ سے ملنے کے لیے مادام اسانڈر کے پاس آیا تھا میرا نام اکمل ہے اور میں علی عمران کا نمائندہ ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے ذہن میں موجود سچویشن سے نمٹنے کے لیے ایک خاص پلاننگ بنا لی تھی کیونکہ اسے جس انداز میں کرسی پر جکڑا گیا تھا اور جس انداز کی یہاں مشینری موجود تھی اسے دیکھتے ہوئے زور آزمائی حماقت کے سوا اور کچھ نہ تھا اس لیے بلیک زیرو

نے ذہنی پلاننگ پر تکیہ کرنے کا سوچا تھا۔

"مگر تم تو ڈرگ ماسٹر کے آدمی بن کر آئے تھے" ـــــ اس بار اسانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ سب کچھ صرف آپ سے ملاقات کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ کسی اجنبی سے کسی صورت بھی ملاقات نہیں کرتیں۔ اور دوسری بات یہ کہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ مادام اسانڈر یا آپ علی عمران کو جانتے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم مادام اسانڈر سے کیوں ملنا چاہتے تھے" ـــــ جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس لیے تاکہ مادام اسانڈر میری آپ سے ملاقات کرا سکیں۔ اصل مقصود آپ سے ملاقات تھا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرا مادام اسانڈر سے تعلق ہے اور مادام اسانڈر میری تم سے ملاقات کروا سکتی ہیں" ـــــ جیکب نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل تو عمران صاحب کو معلوم ہو گی۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں مادام اسانڈر سے جا کر ملوں اور ان کے ذریعے آپ سے تاکہ آپ دونوں تک ان کا خاص پیغام پہنچایا جا سکے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا پیغام ہے وہ" ـــــ اس بار مادام اسانڈر نے چونک کر پوچھا۔

"کیا آپ اسی حالت میں مجھ سے وہ پیغام پوچھیں گے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"آئی۔ ایم سوری مسٹر اکمل ——— تمہاری حیثیت مشکوک ہے اس لیے ہم تمہیں کوئی رعایت نہیں دے سکتے۔ ہاں تمہارا پیغام سننے کے بعد ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے" ——— جیکب نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ——— عمران صاحب نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ آپ نے پاکیشیا سے جو ایکسم تھرٹی وائٹ کالر کی مدد سے حاصل کیا ہے۔ انہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ البتہ عمران صاحب چاہتے ہیں کہ اس پر جو ریسرچ کی جائے اس سے پاکیشیا کو بھی مستفید ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بہرحال اس کی دولت پر یہ ریسرچ کی جا رہی ہے" ——— بلیک زیرو نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور جیکب اور اسانڈر دونوں حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

"ایکسم تھرٹی ——— کیا مطلب ——— یہ کیا چیز ہے اور کیسی ریسرچ۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا" ——— جیکب نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ جیسے لوگوں کو تو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ عمران صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس ایکسم تھرٹی پر کس لیبارٹری میں ریسرچ ہو رہی ہے اور یہ ریسرچ کہاں تک پہنچ چکی ہے لیکن عمران صاحب یہ نہیں چاہتے کہ اس اہم ترین ریسرچ میں کوئی رخنہ اندازی

کر کے دنیا کو اس انقلابی دریافت سے محروم کر دیں، اس لیے انہوں نے آپ کے پاس میرے ذریعے باقاعدہ پیغام بھجوایا ہے" ——— بلیک زیرو نے انتہائی با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر ہم انکار کر دیں تو" ——— جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ انکار کر سکتے ہیں۔ میں آپ کا پیغام عمران تک پہنچا دوں گا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا تم عمران سے ہماری براہ راست بات کرا سکتے ہو" ——— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جیکب نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"او۔ کے ——— فون نمبر بتاؤ" ——— جیکب نے کہا۔

"صرف فون نمبر بتانے سے آپ کی بات عمران سے نہ ہو سکے گی، مجھے پہلے خود بات کرنی ہو گی" ——— بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا بندوبست ہو سکتا ہے اسانڈر" ——— جیکب نے اسانڈر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں کیوں نہیں لیکن اس سے کیا بات کرنا چاہتے ہو" ——— اسانڈر نے کہا۔

"میں ان صاحب کی بات اس سے کنفرم کرانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ تم جانتی تو ہو" ——— جیکب نے کہا۔ اور اسانڈر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مڑی اور دیوار پر لگے ہوئے ایک سوئچ بینل پر موجود ایک بٹن دبا کر اس نے کسی جیمسن کو وائرلیس فون پیس لانے کے لیے

کہا۔ اور پھر واپس آکر جیکب کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں وائرلیس فون پیس اُٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے فون پیس مادام اساندر کو دے دیا۔

"اب نمبر بتاؤ" ——— اساندر نے کہا اور بلیک زیرو نے دانش منزل کا دوسرا خصوصی نمبر بتا دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں عمران وہاں موجود ہوگا۔

"پاکیشیا کا رابطہ نمبر کیا ہے" ——— اساندر نے جیکب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں بتا دیتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے مُسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ نمبر بتا دیا اور اساندر نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جب دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آوازِ سُنائی دی تو اس نے خود ہی آگے بڑھ کر فون پیس بلیک زیرو کے منہ اور کان سے لگا دیا۔ گھنٹی بجنے کی آواز کمرے میں سُنائی دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس فون پیس میں لاؤڈر بھی موجود تھا۔

"یس" ——— دوسرے لمحے کمرے میں ایک بھاری اور سرد آواز سُنائی دی۔

"میں اکمل طاہر بول رہا ہوں جناب ایکریمیا سے میں اس وقت مادام اساندر کی رہائش گاہ پر موجود ہوں اور ڈی۔ ایس کے مسٹر جیکب بھی یہاں موجود ہیں۔ مسٹر جیکب براہِ راست عمران صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران یہاں موجود نہیں ہے" ——— دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"جناب یہ بات چیت انتہائی ضروری اور اہم ہے" ——— بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ اور میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ البتہ تم وہ نمبر بتا دو جس سے فون کر رہے ہو۔ میں عمران کو تلاش کراتا ہوں اگر وہ مل گیا تو میں اُسے تمہارا نمبر دے دوں گا" ——— دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"اچھا جناب" ——— بلیک زیرو نے کہا اور سوالیہ نظروں سے اساندر اور جیکب کی طرف دیکھنے لگا۔ اساندر نے مُسکراتے ہوئے نمبر بتا دیا جو بلیک زیرو نے دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے" ——— دوسری طرف سے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تو عمران پہلے تصدیق کرنا چاہتا ہے کہ تم واقعی اساندر مینشن سے بول رہے ہو یا نہیں ——— گڈ ——— خاصا ذہین آدمی ہے" ——— اساندر نے فون پیس علیحدہ کرتے ہوئے مُسکرا کر کہا۔

"میرا خیال ہے اساندر اکمل صاحب کو اب عزت دینی چاہیئے کیونکہ جو کچھ پوچھنا تھا وہ تو انہوں نے خود ہی بتا دیا ہے" ——— جیکب نے اساندر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ——— ویسے اگر انہوں نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو نتیجہ بھی یہ خود ہی بھگتیں گے" ——— اساندر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اُسی سوئچ پینل کی طرف بڑھ گئی

جو دیوار میں نصب تھا۔ دوسرے لمحے جیسے ہی اس نے اس پر موجود ایک بٹن دبایا، سرر کی ایک تیز آواز کے ساتھ ہی بلیک زیرو کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے، اور بلیک زیرو ایک طویل سانس لیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اعتماد کا شکریہ" ―― بلیک زیرو نے کہا اور قدم بڑھاتا پلیٹ فارم سے باہر آ گیا۔

"مجھے اپنے حفاظتی اقدامات پر اعتماد ہے مسٹر اکمل۔ میں نے اس رہائش گاہ کو اس طرح سیٹ کیا ہوا ہے کہ صرف آنکھ کے اشارے سے یہاں موجود کسی بھی شخص پر قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔ اس لیے اگر تمہارے ذہن میں کوئی بھی غلط خیال پیدا ہو تو اپنے مفاد میں اُسے جھٹک دینا ورنہ پلک جھپکنے سے پہلے تم موت کی وادی میں اُتر چکے ہو گے" ―― اساندر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا نہ پہلے ایسا کوئی ارادہ تھا اور نہ اب ہے۔ میں تو پیغامبر ہوں اور بس" ―― بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ اب تینوں اس کمرے سے نکل کر راہداری میں آ چکے تھے۔

"کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ―― جیکب نے پوچھا۔

"جی نہیں میں عمران صاحب کا ماتحت ہوں۔ انہوں نے اپنا علیحدہ گروپ بنایا ہوا ہے" ―― بلیک زیرو نے جواب دیا اور جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم

کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ان کے وہاں بیٹھتے ہی ملازم نے کمرے میں شراب کے تین جام لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"سوری جناب میں شراب نہیں پیتا" ―― بلیک زیرو نے شراب کو دیکھتے ہی صاف کہہ دیا۔

"جوس لے آؤ" ―― اساندر نے شراب لانے والے سے کہا اور اس نے سر جھکا کر بلیک زیرو کے سامنے رکھا ہوا شراب کا گلاس اُٹھا کر ٹرے میں رکھا اور خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

"مجھے اس بات پر شدید حیرت ہو رہی ہے کہ عمران نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کر لیا" ―― جیکب نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"ان کے ذرائع معلومات بے حد وسیع ہیں جناب" ―― بلیک زیرو نے قدرے فاخرانہ لہجے میں کہا اور ابھی بلیک زیرو کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اُٹھی۔ اساندر نے چونک کر رسیور اُٹھا لیا۔

"یس" ―― اساندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام پاکیشیا سے کوئی علی عمران صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہاں ان کے ساتھی اکمل طاہر صاحب موجود ہیں" ―― دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے بات کراؤ" ―― اساندر نے کہا اور رسیور بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ―― میں اکمل طاہر بول رہا ہوں" ―― بلیک زیرو نے رسیور لیتے ہی کہا۔

"یعنی مکمل پاکیزگی اور وہ بھی ایکریمیا جیسے ملک میں ——— پھر تو تمہیں پاکیزگی کا نوبل پرائز ملنا چاہیئے" ——— دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے اکمل طاہر کے لفظی معنوں کی بات کی تھی۔ چونکہ یہاں بھی لاؤڈر موجود تھا اس لیے اسانڈر اور جیکب دونوں اس کی آواز بخوبی سن رہے تھے۔

"عمران صاحب میں نے آپ کا پیغام میڈم اسانڈر کو پہنچا دیا ہے۔ ڈی۔ ایس کے جناب جیکب بھی یہاں موجود ہیں" ——— بلیک زیرو نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ ——— پھر کیا خیال ہے۔ ایکریمیا کا بہترین بینڈ باجہ بُک کرا لوں" ——— عمران نے ایک بار پھر لفظ پیغام کو استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے دکھاؤ میں بات کرتا ہوں" ——— جیکب نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا۔

"ہیلو مسٹر علی عمران ——— میں جیکب آرنلڈ بول رہا ہوں" ——— جیکب کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"بولیئے میں نے آپ کو منع تو نہیں کیا ——— لیکن یہ خیال رکھیئے کہ کال میری طرف سے ہو رہی ہے اور میں میڈم اسانڈر کی طرح ارب کھرب پتی نہیں ہوں" ——— دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ کا پیغام مجھ تک پہنچ گیا ہے، لیکن پہلے یہ بتایئے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا تعلق ڈی۔ ایس سے ہے اور ڈی۔ ایس اے بھرتی

سے منسلک ہے" ——— جیکب نے عمران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بزنس سیکرٹ ہے مسٹر جیکب۔ بہر حال آپ پیغام کا جواب کیا دے رہے ہیں" ——— اس بار عمران کے لہجے میں بھی سنجیدگی تھی۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر علی عمران ——— نہ تو میرا کوئی تعلق ڈی۔ ایس سے ہے اور نہ ہی کسی اے۔ بھرتی وغیرہ سے" ——— جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر واقعی آپ کا تعلق نہیں ہے مسٹر جیکب آرنلڈ تو آپ کو اے بھرتی کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا ——— مسٹر جیکب اے۔ بھرتی میرے ملک کی دولت ہے۔ اور آپ نے اسے چرایا ہے۔ اس لیے میری بات کان کھول کر سن لیں۔ اس اے۔ بھرتی پر ہونے والی ریسرچ میں پاکیشیا کا بھی حصہ ہو گا۔ پاکیشیا کو حصہ دیئے بغیر آپ اس ریسرچ کو صرف اپنے تک محدود نہیں رکھ سکتے۔ گڈ بائی" ——— دوسری طرف سے عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جیکب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ شخص کچھ ضرورت سے زیادہ ہی غلط فہمی کا شکار نظر آ رہا ہے"۔ جیکب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چھوڑو اگر یہ یہاں آیا تو اس سے نمٹ لیں گے۔ اس اکمل طاہر کا کیا کرنا ہے" ——— اسانڈر نے بیزار سے لہجے میں جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنا کیا ہے ——— یہ بیچارہ تو بس پیغام لانے والا ہے۔ اسے

واپس بھجوا دو"۔۔۔۔۔ جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اساندر نے سر ہلاتے ہوئے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"ان صاحب کو باہر چھوڑ آؤ"۔۔۔۔۔ اساندر نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ مادام"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھ کر مسکرا کر اساندر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات خاص طور پر سن لو کہ تمہیں اس لیے زندہ یہاں سے جانے کی اجازت دی جا رہی ہے کہ تم صرف ایک درمیانی واسطہ ہو۔ میری تنظیم پورے ایکریمیا میں پھیلی ہوئی ہے اس لئے اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے"۔۔۔۔۔ اساندر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مادام میں کوئی غلط حرکت نہ کروں گا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کا مطلب ہے طاہر صحیح لائن پر کام کر رہا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے مسکرا کر سامنے بلیک زیرو کی کرسی پر بیٹھے ہوئے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ عمران نے سلیمان کو ایکسٹو کی جگہ سنبھالنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس لیے سلیمان فلیٹ بند کر کے دانش منزل آ گیا تھا اور جب بلیک زیرو کا فون آیا تو اسے بطور ایکسٹو سلیمان نے ہی اٹنڈ کیا تھا۔ چونکہ اس کے خیال کے مطابق عمران بھی ایکریمیا جانے والا تھا اس لیے اس نے عمران کے متعلق کوئی واضح جواب نہ دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے رانا ہاؤس فون کیا تو عمران وہاں مل گیا اور جب سلیمان نے عمران کو بلیک زیرو کے فون کے متعلق بتایا تو عمران فوری طور پر دانش منزل پہنچ گیا تھا۔

"کیا صحیح لائن پر کام کر رہا ہے۔ یہاں کا کچن دیکھا ہے آپ نے۔ کوئی چیز بھی تو نہیں ہے۔ بس ایک الیکٹرک کیتلی ہے اور چند ڈبے۔ چائے

چینی اور دودھ کے۔ ایسا ہوتا ہے کچن" ——— سلیمان نے مُنہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کنواروں کے کچن ایسے ہی ہوتے ہیں جناب ایکسٹو صاحب" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا آپ کو میں شادی شدہ نظر آرہا ہوں۔ آپ تو کبھی کچن میں آئے ہی نہیں۔ آکر دیکھیں تب پتہ چلے کہ کچن کسے کہتے ہیں۔ پتہ نہیں لوگ سلیقے کے بغیر زندہ کیسے رہتے ہیں" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جس طرح تم سلیقہ بیگم کے بغیر بھی زندہ ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا۔ بہرحال آپ ایکریمیا جا رہے تھے۔ آپ جائیں تاکہ میں یہاں کا کچن سیٹ کرانا شروع کردوں" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ کیا غضب کرنے لگے ہو۔ یہ علی عمران کا فلیٹ نہیں ہے کہ اُسے بیشک قلاش کردو اور کچن سیٹ ہو جائے۔ یہ سرکاری بلڈنگ ہے۔ یہاں لگنے والا ہر پیسہ سرکاری ہوتا ہے جس کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے اور حساب دینا بھی پڑتا ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"مر گئے ایکسٹو سے حساب لینے والے ——— مجھے معلوم ہے کہ ایکسٹو کے کیا اختیارات ہیں اور جہاں تک سرکاری پیسے کا تعلق ہے تو سرکاری بلڈنگ پر ہی لگ رہا ہے۔ میں اپنی جیب میں تو نہیں ڈال

رہا" ——— سلیمان نے مُنہ بناتے ہوئے جواب دیا وہ اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"بغیر کسی جواز کے سرکاری بلڈنگ پر بھی پیسہ نہیں لگایا جا سکتا اور یہ بات بھی سُن لو کہ سرکاری رقم، مال مُفت نہیں ہوتا۔ یہ عوام کے ٹیکسوں کا پیسہ ہے۔ ان ٹیکسوں کا جو وہ اپنی خون پسینے کی کمائی میں سے ادا کرتے ہیں سمجھے" ——— عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"تو میں کون سا اربوں روپے خرچ کرنے لگا ہوں۔ بہت ہی غریبانہ قسم کا کچن بھی بنایا جائے تب بھی بیس پچیس لاکھ روپے تو خرچ آ ہی جائیں گے اور بیس پچیس لاکھ میں سرکار غریب تو نہیں ہو جائے گی۔ اس سے زیادہ رقم تو ایک سرکاری افسر کے دورے پر اُٹھ جاتی ہے۔ میں نے آج ہی اخبار میں پڑھا ہے کہ ایک سرکاری افسر صاحب کے دانت میں درد ہوا تو انہوں نے اس دانت کے علاج پر ایک لاکھ روپیہ خرچ کر دیا اور باقاعدہ رسید پیش کر کے سرکاری خزانے سے رقم وصول کر لی۔ اب آپ خود ہی سوچئے کہ اگر ایک دانت پر ایک لاکھ روپے خرچ ہو سکتے ہیں تو بتیس دانتوں پر بتیس لاکھ روپے ہو گئے اور کچن کا تعلق بتیس دانتوں سے ہی ہوتا ہے میں نے تو پھر بیس پچیس لاکھ کہے ہیں۔ میں نے تو سرکاری رقم بچا دی ہے" ——— سلیمان نے جواب دیا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"ایک لاکھ روپیہ ایک دانت پر ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— کون سا افسر ہے وہ" ——— عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اخبار میں نام تو نہیں لکھا ہوا صرف افسر لکھا ہوا ہے۔ ہو گا کوئی بیچارہ"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر ایک اخبار عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اخبار اٹھا کر پڑھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔۔۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور بھی زیادہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"یس سر۔۔۔ سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور پر سر سلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ فرمایئے"۔۔۔ سر سلطان نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آج کے اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ کسی سرکاری افسر نے اپنے دانت کے علاج پر سرکاری خزانے کا ایک لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ میں نے اس کا سخت نوٹس لیا ہے۔ آپ معلوم کریں کہ وہ کس محکمے کا افسر ہے اور اس کے خلاف فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے اس

سے ایک لاکھ روپے وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کرائیں اور ایسے افسر کو فوری طور پر سروس سے باہر نکال دیں۔ مجھے ایک ہفتے کے اندر اس کی تفصیلی رپورٹ دیجئے گا"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"کیا اب میں واپس فلیٹ جا سکتا ہوں"۔۔۔ سلیمان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کا مزاج شناس تھا اور اس نے عمران کے چہرے پر جو تاثرات دیکھے تھے اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا موڈ اس خبر نے سخت آف کر دیا ہے۔

"ہاں میں نے فی الحال ایکریمیا جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ اگر مجھے جانا پڑا تو تمہیں کال کر دوں گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور سلیمان خاموشی سے کرسی سے اٹھا اور کان دبائے عقبی خفیہ راستے کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں سے نکل کر فلیٹ جا سکے۔ عمران اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بار بار فون کی طرف اس طرح دیکھتا جیسے اسے کسی کال کا انتظار ہو۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"اکمل طاہر بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرو"۔۔۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر

سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو طاہر بول رہا ہوں اوور" ——— بٹن آن ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" عمران فرام دس اینڈ کیا رپورٹ ہے اوور" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب میں نے آپ کا دیا ہوا ڈسک بٹن اسانذر کی رہائش گاہ میں لگا دیا تھا چنانچہ باہر آنے کے بعد اس میں سے ان دونوں کے درمیان ہونے والی جو گفتگو میں نے سنی ہے اس کے مطابق جیکب اور اسانذر کا پروگرام پاکیشیا آکر آپ کے خلاف کام کرنے کا ہے۔ وہ شاید ایک دو روز میں پاکیشیا پہنچ جائیں اوور" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" ان کی باتیں ٹیپ ہو گئی ہوں گی وہ ٹیپ سنواؤ اوور" ——— عمران نے کہا۔

" یس سر اوور" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" تمہارا خیال درست ثابت ہوا ہے جیکب۔ یہ عمران اس لیے تھرٹی کی بجائے اس کی ریسرچ میں دلچسپی لے رہا ہے" ——— اسانذر نے کہا۔

" مجھے اس کی فطرت کا اندازہ ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس نے کس طرح یہاں سے ہزاروں میل دور بیٹھے بیٹھے اس بات کا درست طور پر

پتہ چلا لیا ہے کہ وائٹ کالر منشیات نہیں بلکہ اسے۔ تھرٹی سپلائی کر رہا تھا اور اسے تھرٹی ڈی۔ ایس کے ذریعے آگے بھیجی گئی ہے۔ اور میرا تعلق ڈی۔ ایس سے ہے اور تمہارا تعلق مجھ سے ہے۔ حالانکہ میرا خیال ہے یہاں ایکریمیا میں بھی کم ہی لوگوں کو اس بات کا علم ہو گا کہ میرا تعلق ڈی۔ ایس سے ہے" ——— جیکب کی آواز سنائی دی۔

" ہاں مجھے اب احساس ہو گیا ہے کہ یہ شخص انتہائی خطرناک حد تک ذہین اور باخبر ہے۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر پاکیشیا پہنچ کر اس خلش کا خاتمہ کر ہی دینا چاہیے" ——— اسانذر نے کہا۔

" اس کے سوا اور چارہ بھی نہیں ہے۔ اسانذر اب تو یہ ضروری ہو گیا ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ اب ہمیں یہ سوچ کر وہاں جانا چاہیے کہ وہ ہمارے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ اس اکمل طاہر کے قابو آجانے سے یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ وہ ہم سے واقف ہے" ——— جیکب نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو جیکب ——— تم دیکھنا کہ اس آدمی کو میں کتنی آسانی سے شکار کرتی ہوں۔ صرف اتنا فرق ضرور پڑے گا کہ اب مجھے ذرا تیاری کر کے جانا ہو گا" ——— اسانذر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کرسیاں کھسکنے کی آوازیں سنائی دیں پھر قدموں کی چاپیں اور آخر میں خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو عمران صاحب: ٹیپ آپ نے سن لی ہے اوور" ——— اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ہاں مجھے خوشی ہے کہ تم نے صحیح لائن آف ایکشن پر کام شروع کیا ہے۔ اب اسے جلد از جلد مکمل کر ڈالو اوور"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کام کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کو کال صرف اس لیے کی تھی کہ آپ ہوشیار ہو جائیں اوور"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اب تک اس ہوشیاری نے ہی تو مجھے کنوارہ رکھا ہے۔ تم پھر ہوشیاری کی تلقین کر رہے ہو اوور"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اساندر خوبصورت ضرور ہے لیکن اب کیا کہوں آپ سمجھدار ہیں بہرحال میں پھر رپورٹ کروں گا اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا وہ بلیک زیرو کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ اساندر جولیا سے خوبصورت نہیں ہے۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو ایکریمیا میں ایک اہم مشن کیلئے تیاری کا فوری نوٹس دے دو اور تم بھی تیار ہو جاؤ۔ عمران تمہارا لیڈر ہو گا۔ تم نے آج رات ہی چارٹرڈ طیارے سے ایکریمیا جانا ہے۔

مشن کے بارے میں تمہیں عمران بریف کر دے گا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم لے کر خود فوری طور پر ایکریمیا پہنچ جائے۔ ویسے تو اسے یقین تھا کہ ان کے پہنچنے تک بلیک زیرو اس جیب کے ذریعے ڈی۔ ایس کے چیف اور پھر اس کے ذریعے اس لیبارٹری تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جہاں ایکسم تھرٹی پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے خود ٹیم لے کر وہاں جانے کا فیصلہ اس لیے کیا تھا تاکہ کسی بھی موقع پر اگر بلیک زیرو کو مدد کی ضرورت پڑے تو اس کی اس طرح مدد کی جاسکے کہ اسے خود بھی اس کا علم نہ ہو سکے۔ رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے دانش منزل کا نظام خود کار کرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ جانے کے بعد باقی ٹیم کے لیے یہاں سلیمان کو سٹھانے کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔ البتہ اس نے فون کا لنک فلیٹ میں اپنے مخصوص فون سے کر دیا تھا تاکہ اگر کوئی کال اس کی عدم موجودگی میں آئے تو سلیمان اسے فلیٹ میں ہی بطور ایکسٹو اٹنڈ کرے گا۔ سلیمان کو اس نے اس کام کے لیے باقاعدہ ٹریننگ دے رکھی تھی اور اسے معلوم تھا کہ سلیمان بڑی آسانی سے سچویشن کو ڈیل کر سکتا ہے۔

بلیک زیرو انتہائی قیمتی ساز و سامان سے سجے ہوئے فلیٹ
کے ایک صوفے پر بیٹھا بار بار گھڑی دیکھنے میں مصروف تھا۔ سالسبری
پلازہ میں واقع یہ فلیٹ جیکب کی رہائش گاہ تھی لیکن جیکب وہاں
موجود نہ تھا۔ حالانکہ اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ بلیک زیرو اسانذر
مینشن سے واپسی پر سیدھا اپنی رہائش گاہ پر گیا۔ اور پھر وہاں سے
نیا میک اپ کر کے وہ عقبی راستے سے باہر نکلا اور گلیوں میں سے گزرتا
ہوا ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ اس کالونی سے باہر آ گیا۔ اُسے معلوم تھا
کہ اسانذر کی تنظیم یقیناً اس کی نگرانی کر رہی ہو گی اس لیے اس نے
خاموشی سے یہ رہائش گاہ چھوڑ دی تھی۔ عمران سے ٹرانسمیٹر پر ہونے
والی بات چیت سے اُسے یہ اشارہ مل گیا تھا کہ وہ صحیح لائن آف
ایکشن پر کام کر رہا ہے اور اس اشارے نے حقیقتاً اُسے بے حد
حوصلہ بخشا تھا۔ وہ عمران کے اس اشارے کا مطلب بخوبی سمجھ گیا

تھا اشارے کا مطلب تھا کہ جیکب کے ذریعے ڈی۔ ایس کے چیف اور پھر
اس سے آگے اس لیبارٹری تک پہنچا جائے جہاں ایکسیم تھرٹی پر تجربات
ہو رہے تھے۔ اس لیے بلیک زیرو نے جیکب کی رہائش گاہ تلاش کرنی
شروع کر دی تھی۔ بلیک زیرو نے جیکب کے چہرے کے خدوخال دیکھ کر
ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ انتہائی عیاش فطرت کا آدمی ہے اور اُسے معلوم
تھا کہ ایسے لوگوں کی راتیں بدنام قسم کے نائٹ کلبوں میں ہی گزرتی ہیں اس
لیے اس نے اس کی تلاش کے کام کا آغاز نائٹ کلبوں سے ہی کیا تھا اور پھر
مختلف نائٹ کلبوں میں گھومنے کے بعد آخر کار اس نے اُسے ایک نائٹ
کلب میں ایک خوبصورت اور نوجوان عورت کے ساتھ رقص کرتے دیکھ
لیا۔ بلیک زیرو نے ایک ویٹر کو بھاری معاوضہ دے کر یہ معلوم کر لیا کہ جیکب
اس نائٹ کلب کا مستقل ممبر تھا اور اس کی اکثر راتیں اس نائٹ کلب میں
ہی گزرتی تھیں۔ ویٹر سے ہی اُسے اس کی رہائش گاہ کا بھی علم ہو گیا کیونکہ
ویٹر کے مطابق جب بھی جیکب کا موڈ کلب نہ آنے کا ہو تو وہ کلب سے
متعلقہ کسی کال گرل کو وہیں اپنی رہائش گاہ پر ہی طلب کر لیتا تھا اور ظاہر
ہے اس کال گرل کو پہنچانے کا کام ویٹر ہی کرتے ہوں گے۔ ویٹر سے ہی
بلیک زیرو کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جیکب جب بھی نائٹ کلب آئے وہ
صبح کو ہی رہائش گاہ پر جاتا تھا۔ رات وہ نائٹ کلب کے سپیشل رومز میں
ہی گزارتا تھا۔ چنانچہ بلیک زیرو معلومات حاصل کرنے کے بعد اس
نائٹ کلب سے نکل کر سیدھا اس کے فلیٹ پہنچا تھا۔ اس نے پہلے
تو فلیٹ کی تفصیلی تلاشی اس نقطہ نظر سے لی تھی کہ شاید یہاں سے ڈی۔
ایس کے بارے میں اُسے معلومات مل جائیں لیکن جیکب شاید اس معاملے

میں بے حد محتاط رہنے کا عادی تھا۔ اس لیے فلیٹ کی تفصیلی تلاشی کے
باوجود وہاں سے بلیک زیرو کو کچھ نہ ملا تھا اور اب بلیک زیرو کو جیکب
کی فلیٹ میں آمد کا انتظار تھا۔ تاکہ وہ جیکب سے اپنی مرضی کی معلومات حاصل
کر سکے۔ یہ لگژری فلیٹ ساؤنڈ پروف انداز میں بنائے گئے تھے اس
لیے بلیک زیرو کو اس بات کی کوئی فکر نہ تھی کہ جیکب کی آواز دوسرے فلیٹ
تک پہنچ جائے گی۔ فلیٹ سے اُسے اپنی مرضی کے اسلحے کے ساتھ ساتھ
بیہوش کر دینے والے گیس فائر بھی مل گئے تھے۔ اور ایک گیس فائر
اس وقت بلیک زیرو کی جیب میں تھا۔ صبح ہونے کے قریب تھی لیکن
جیکب ابھی تک فلیٹ نہ پہنچا تھا۔ بلیک زیرو کے ذہن میں یہ خدشہ
ابھر رہا تھا کہ کہیں جیکب فلیٹ آنے کی بجائے نائٹ کلب سے ہی
کسی اور طرف کو نہ نکل جائے۔ اس نے کئی بار سوچا کہ وہ نائٹ کلب فون
کر کے وہاں سے جیکب کے بارے میں معلوم کرے لیکن پھر اس نے
ارادہ بدل دیا کیونکہ ظاہر ہے جیکب کو اس کی اطلاع مل جاتی تھی اور وہ
بہرحال ایک منجھا ہوا ایجنٹ تھا اس لیے وہ اُسے کسی طرح بھی نہ چونکانا
چاہتا تھا۔ پھر صبح ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا کہ اُسے دروازہ کھلنے
کی آواز سنائی دی۔ چونکہ فلیٹ ساؤنڈ پروف تھا اس لیے بند دروازے
سے باہر قدموں کی چاپ اُسے سنائی نہ دی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز
سنتے ہی بلیک زیرو تیزی سے اُٹھا اور دبیز قالین پر قدم بڑھاتا تیزی
سے دروازے کی سائیڈ پر دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ جیب سے گیس
فائر اس نے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اُسی لمحے دروازہ ایک دھماکے
سے کھلا اور پھر جیکب لڑکھڑاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا

کہ وہ نشے میں دھت ہے اور اس کے ذہن پر نیند کا شدید غلبہ موجود ہے
اس نے مڑ کر دروازہ بند کرنے کی بجائے صرف لات مار کر اُسے بند کیا
اور پھر اُسی طرح لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔
"مسٹر جیکب"—— اچانک بلیک زیرو نے کہا اور جیکب یہ آواز
سنتے ہی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اس کی عین ناک پر گیس فائر
کر دیا۔ سفید رنگ کے دھوئیں کا ایک بھپکا سا جیکب کی ناک سے ٹکرایا
اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح ہوا میں ہاتھ پیر مارتا ہو قالین پر ڈھیر ہو گیا
بلیک زیرو سانس روکے اپنی جگہ کھڑا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ
کھولا اور چند لمحوں تک دروازہ کھلا رکھنے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا
اور اُسے لاک کر کے وہ مڑا۔ اب وہ سانس لے رہا تھا۔ قالین پر جیکب
بیہوش پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے جھک کر اُسے اُٹھایا اور کمر پر لاد کر
اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں وہ پہلے ہی اُسے باندھنے کے تمام
انتظامات کر چکا تھا۔ بیہوش جیکب کو کرسی پر ڈال کر اس نے نائلون کی
باریک رسّی کی مدد سے پہلے اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں
باندھے اور پھر اُسے رسّی کی مدد سے کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔
اچھی طرح چیکنگ کرنے کے بعد جب اُسے پوری طرح تسلی ہو گئی کہ اب
جیکب اس کی مرضی کے بغیر آزاد نہ ہو سکے گا تو وہ ایک الماری کی طرف بڑھ
گیا جس میں گیس فائر کے ساتھ ساتھ اس کا توڑ بھی موجود تھا—— اس
نے ایک شیشی اُٹھائی اور مڑ کر دوبارہ جیکب کے پاس پہنچ گیا۔ شیشی کا
ڈھکن کھول کر اس نے اس کا دہانہ بیہوش جیکب کی ناک سے لگا دیا
چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اُسے

دوبارہ جاکر الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بغیر بازوؤں والی
کرسی اٹھائی اور اسے جیکب کے سامنے رکھ کر اس پر اس طرح اطمینان سے
بیٹھ گیا جیسے اس نے یہ ساری کارروائی صرف اس کرسی پر اطمینان سے بیٹھنے
کے لیے ہی کی ہو۔ تقریباً پانچ منٹ بعد جیکب کے ڈھیلے جسم میں حرکت کے
آثار نمودار ہوئے اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں
کھول دیں۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اس کی بدلتی ہوئی کیفیات کو دیکھ
رہا تھا۔

"تت تت تم کون ہو۔ یہ۔ یہ فلیٹ تو میرا ہی ہے"۔۔۔۔ آخر کار
جیکب نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ تمہارا فلیٹ ہے مسٹر جیکب"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سرد
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم۔۔۔۔ تم کون ہو اور مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"۔۔۔۔ جیکب
نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اب اس کا ذہن کام
کرنے لگ گیا تھا۔

"پوری طرح ہوش میں آجاؤ تو بتاؤں۔ میرے پاس اتنا فارغ وقت
نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ بے معنی گفتگو کرتا رہوں"۔۔۔۔
بلیک زیرو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"تم۔۔۔۔ تم وہی اکمل طاہر تو نہیں ہو۔۔۔۔ ہاں اب میں پہچان
گیا ہوں تم وہی ہو"۔۔۔۔ اچانک جیکب نے کہا اور بلیک زیرو اس کی
بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اس کا اندازہ تم نے کیسے لگایا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور

جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسٹر اکمل طاہر میک اپ صرف چہرے بدلنے کا ہی نام نہیں
ہوتا۔ تمہاری ایشیائی آنکھیں اس میک اپ کے باوجود تمہاری
اصلیت کی چغلی کھا رہی ہیں"۔۔۔۔ جیکب نے کہا اور بلیک زیرو
نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس سے واقعی یہ فروگزاشت ہو گئی
تھی کہ میک اپ کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے آنکھوں کا رنگ تبدیل
نہ کیا تھا۔ حالانکہ جب پہلے اس نے میک اپ کیا تھا تو اس نے آنکھوں
کا رنگ تبدیل کرنے پر خاص توجہ دی تھی، لیکن شاید اس بار جلدی کی وجہ
سے وہ اس پر توجہ نہ دے سکا اور ایکریمین میک اپ میں اس کی ایشیائی
انداز کی آنکھیں ظاہر ہے جیکب کی تیز نظروں سے چھپی نہ رہ سکتی
تھیں۔

"ہاں میں وہی اکمل طاہر ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔ ظاہر اب اس بات کو چھپانے کا کوئی فائدہ
نہ تھا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم صرف پیغام لانے والے نہ تھے۔
ٹھیک ہے۔۔۔۔ بولو۔ کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔ جیکب نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔

"مسٹر جیکب ڈی۔ ایس کے چیف کا کیا نام ہے۔۔۔۔ صرف
اتنا بتا دو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تم ڈی۔ ایس کے ذریعے اس لیبارٹری تک پہنچنا چاہتے
ہو جہاں اے۔ تھرٹی پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن مسٹر

اکمل طاہر تمہاری یہ لائن آف ایکشن درست نہیں ہے۔ کیونکہ ڈی۔ ایس کے چیف کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اسے بھرتی کو حکام کہاں بھیجتے ہیں۔ اس کا کام تو صرف اسے اعلیٰ حکام تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اور بس" ——— جیکب نے جواب دیا اور بلیک زیرو حقیقتاً اس کی بے پناہ ذہانت پر ایمان لے آیا۔

"کن حکام تک" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"براہِ راست سیکرٹری آف سٹیٹ تک" ——— جیکب نے جواب دیا اور اس بار بلیک زیرو طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"مسٹر جیکب میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم میرے اندازے سے کہیں زیادہ ذہین آدمی ثابت ہو رہے ہو لیکن اگر تم مجھے احمق سمجھنے لگے ہو تو پھر مجھے تمہاری ذہانت پر بھی شک ہو سکتا ہے۔ تم نے سیکرٹری آف سٹیٹ کا نام اس لیے لے دیا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں سیکرٹری آف سٹیٹ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایکریمیا میں سیکرٹری آف سٹیٹ کا عہدہ نائب صدر کا ہوتا ہے لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹری آف سٹیٹ کا ان معاملات سے کسی طرح بھی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے درست معلومات مہیا کر دو تاکہ مجھے تم پر عام ایجنٹوں جیسا تشدد نہ کرنا پڑے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور جیکب بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہیں یقین نہیں آیا۔ بس اس لیے یہ سارا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ تاکہ کسی کو یقین ہی نہ آئے۔ میں نے تم سے کوئی غلط بیانی نہیں کی" ——— جیکب نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے میں چیک کر لوں گا ——— یہ چیف کا نام اور اس کے دفتر کا پتہ تفصیلی بتا دو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"سوری مسٹر اکمل طاہر یا جو بھی تمہارا نام ہو ——— میں نے اس بارے میں حلف اٹھایا ہوا ہے اور تم چاہے میری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دو لیکن میں ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکال سکتا" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"چلو اس کا فون نمبر بتا دو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"سوری ——— تم جو چاہے کر لو۔ میں ڈی ایس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ بتاؤں گا" ——— جیکب نے کہا اور اس کا لہجہ سن کر ہی بلیک زیرو کو احساس ہو گیا کہ واقعی وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہی کچھ کرے گا۔ وہ ایسے ٹرینڈ اور منجھے ہوئے سیکرٹ ایجنٹوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ ایسے لوگ جسمانی اور ذہنی طور پر اس طرح ٹرینڈ کیے جاتے ہیں کہ ان پر ہر قسم کا جسمانی اور ذہنی تشدد بیکار رہتا ہے۔

"پھر ظاہر ہے۔ تمہیں زندہ رکھنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا ——— او۔ کے ——— گڈ بائی" ——— بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ظاہر ہے۔ یہ بات میں بھی سمجھتا ہوں لیکن میں مجبور ہوں" ——— جیکب نے جواب دیا اور بلیک زیرو واقعی اس کے اعتماد پر حیران رہ گیا۔

"آخر فون نمبر بتانے میں کیا حرج ہے" ——— بلیک زیرو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ فون نمبر کی مدد سے تم دفتر کا کھوج لگا لو گے۔ مجھے یہ سب طریقے آتے ہیں لیکن میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تمہاری یہ تلاش اور ساری کارروائی واقعی بے معنی اور بے مقصد ہی رہے گی" ——— جیکب نے اسی طرح بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی ——— اب میں آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم مجھ سے تعاون کرنا چاہتے ہو یا نہیں" ——— بلیک زیرو نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"صرف ایک تعاون کر سکتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایکریمیا سے بحفاظت واپس پاکیشیا بھجوا سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا" ——— جیکب نے جواب دیا۔ بلیک زیرو چند لمحے خاموش بیٹھا جیکب کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیکب خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر جیکب کی تلاشی لینی شروع کر دی، لیکن سوائے عام سی چیزوں کے اس کی جیب سے کوئی خاص چیز برآمد نہ ہوئی۔

"اگر تلاشی لینی ہی ہے تو میرے دماغ کی لو۔ مجھ جیسا آدمی اب تمہارے مطلب کی معلومات لکھ کر جیب میں رکھنے سے تو رہا" ——— جیکب نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تمہیں طنز کرنے کا حق ہے مسٹر جیکب۔ کیونکہ میں نے تم پر عام مجرموں جیسا تشدد نہیں کیا۔ تم چونکہ ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق ہو۔ اس لیے میں نے تمہارا احترام کیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں

بغیر اپنی مرضی کی معلومات حاصل کیے یہاں سے چلا جاؤں گا" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر وہ ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون سیٹ اٹھایا اور اسے لا کر جیکب کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹیلیفون سیٹ گھٹنوں پر رکھ کر اس نے اس کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس انکوائری پلیز" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اسانڈر مینشن کا نمبر چاہیئے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا۔ بلیک زیرو نے شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ دیا۔

"اتنی تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھ سے پوچھ لیا ہوتا" ——— جیکب نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا شاید تم نے یہ نمبر نہ بتانے کا بھی حلف اٹھایا ہوا ہو" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیلیفون سیٹ کو فرش پر رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں موجود کپاس کا رول اٹھایا جو زخموں پر بینڈیج کے لیے وہاں رکھا گیا تھا۔ اس میں سے کافی ساری کپاس نکال کر اس نے جیکب کے دونوں جبڑے بھینچے اور کپاس کا گولا اس کے منہ میں ڈال کر اوپر ٹیپ چپکا دیا۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ ٹیلیفون سیٹ اٹھایا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے اسانڈر مینشن کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اسانڈر مینشن" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میڈم اساندر سے بات کرائیں میں اکمل طاہر بول رہا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جیکب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔۔ اساندر بول رہی ہوں۔۔۔۔ کیوں فون کیا ہے تم نے"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور سے اساندر کی سخت آواز سنائی دی۔

"مسٹر جیکب نے مجھے اپنے فلیٹ پر وقت دیا تھا لیکن وہ فلیٹ پر نہیں پہنچے میں نے سوچا کہ شاید آپ کے پاس ہوں تو ان سے پوچھ کر مجھے بتا دیجئے کہ میں کب تک ان کا انتظار کرتا رہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جیکب نے تمہیں وقت دیا تھا اپنے فلیٹ پر اور اتنی صبح کیوں"۔۔۔۔ اساندر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اب آپ سے کوئی بات ظاہر ہے چھپانا بے کار ہے۔ کیونکہ مسٹر جیکب نے یقیناً یہ سب کچھ آپ کے مشورے سے ہی کیا ہوگا۔ انہوں نے مجھ سے معاہدہ کیا ہے کہ اگر میں انہیں دس لاکھ ڈالر ادا کر دوں تو وہ میرے لیے سیکرٹری آف سٹیٹ سے اس لیبارٹری میں داخلے کا سپیشل کارڈ لا دیں گے جس لیبارٹری میں اے۔ تھرٹی پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ میں رقم لے کر آیا ہوں مگر ان کا فلیٹ بند ہے اور میں ایک نزدیکی ریستوران سے فون کر رہا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو جیکب نے اب یہ گھٹیا پن شروع کر دیا ہے۔ اس کی ذہنیت اس قدر گر گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے ضرور جوئے میں کوئی بڑی رقم ہار دی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ اس کی عیاشانہ فطرت ایک روز یہ رنگ دکھائے گی لیکن مسٹر اکمل طاہر میں اس قسم کے گھٹیا پن کو برداشت نہیں کر سکتی۔ تمہیں جیکب نے جو کچھ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ سیکرٹری آف سٹیٹ کا ان سارے معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے ایسی لیبارٹریوں کا انچارج سیکرٹری آف سٹیٹ نہیں ہوا کرتا اس لیے تم اس بات کو بھول جاؤ اور اپنی رقم ضائع نہ کرو اور واپس اپنے ملک چلے جاؤ"۔۔۔۔ اساندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میڈم۔ مسٹر جیکب نے تو اپنے چیف سے بھی میرے سامنے بات کی تھی اور ان سے کہا تھا کہ سیکرٹری آف سٹیٹ سے ان کی ملاقات کا وقت لے دیں اور ان کے چیف نے بھی وعدہ کر لیا تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اپنے چیف سے۔۔۔۔ تمہارا مطلب ہے مکوتین سے۔ کیا اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ کس مقصد کے لیے سیکرٹری آف سٹیٹ سے ملنا چاہتا ہے"۔۔۔۔ اساندر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مسٹر جیکب نے ان سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے تھرٹی کے سلسلے میں وہ سیکرٹری آف سٹیٹ سے کوئی خاص بات ڈسکس کرنا چاہتا ہے، لیکن آپ مکوتین کہہ رہی ہیں۔ انہوں نے تو پی۔ اے سے کوئی اور نام لیا تھا۔ رابرٹ جیکون ایسا ہی نام تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو بڑی ذہانت سے بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"رابرٹ جیکون۔۔۔۔ اوہ نہیں اس کے چیف کا نام تو مکوتیز

ہے۔ اس کا مطلب ہے اس نے باقاعدہ تم سے رقم اینٹھنے کے لیے منصوبہ بندی کی تھی“ ـــــ دوسری طرف سے اسانڈر نے ہنستے ہوئے کہا۔

” میڈم آپ واقعی بے حد مہربان ہیں۔ آپ نے مجھے بھاری رقم ضائع کرنے سے بچالیا۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آئی کہ مسٹر جیکب نے میرے سامنے فون نمبر ڈبل تھری، ڈبل فور، زیرو، ون، ایٹ ملائے۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز میں نے بھی لاؤڈر پر سُنی۔ کہا گیا کہ پی۔ اے ٹو چیف آف ڈی۔ ایس اس کے بعد مسٹر جیکب نے چیف سے بات کرانے کے لیے کہا“ ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

” جیکب بے حد ذہین آدمی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی۔ اور جو نمبر تم نے بتایا ہے اس نے اپنا کوئی آدمی اس نمبر پر پہنچا دیا ہوگا۔ یہ نمبر تو مکوئین کے دفتر کا ہے ہی نہیں۔ اس کا نمبر تو ٹرپل فور ٹرپل زیرو ہے“ ـــــ اسانڈر نے روانی میں کہہ دیا۔

” جی بہت شکریہ میڈم۔ اب مجھے پوری طرح تسلی ہوگئی ہے۔ اب میں واپس جا رہا ہوں ـــــ گڈ بائی“ ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مسکراتی ہوئی نظروں سے سامنے بیٹھے جیکب کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نظر آرہے تھے۔

بلیک زیرو نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے وہی نمبر ڈائل کر دیا جو اسانڈر نے بتایا تھا۔

”یس“ ـــــ چند لمحوں بعد ہی رسیور سے ایک بھاری سی آواز

سُنائی دی۔

”کیا مسٹر مکوئین بول رہے ہیں“ ـــــ بلیک زیرو نے ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں مگر تم کون ہو“ ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”میں جیکب کا دوست ہوں میرا نام الفریڈ ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ اگر میں فلیٹ پر نہ مل سکوں تو اس نمبر پر مسٹر مکوئین سے بات کر کے پوچھ لینا۔ وہ بتا دیں گے کہ میں کہاں ہوں گا“ ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا جیکب نے یہ نمبر تمہیں خود بتایا تھا“ ـــــ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

”جی ہاں“ ـــــ بلیک زیرو نے بھولے سے لہجے میں جواب دیا۔

”کیا کام تھا تمہیں اس سے“ ـــــ دوسری طرف سے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

”وہ سر کاروباری معاملہ ہے۔ میری کمپنی نایاب دھاتوں کا بزنس کرتی ہے اور میری کمپنی کے پاس اے۔ تھرٹی کی کچھ مقدار موجود ہے۔ مسٹر جیکب نے اس کا سودا کیا اور مجھے کہا کہ وہ بتائیں گے کہ مال کہاں پہنچانا ہے لیکن پھر انہوں نے بتایا نہیں۔ اس زمرے میں انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں فلیٹ پر نہ مل سکوں تو میں آپ سے پوچھ لوں“ ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

”اے۔ تھرٹی کا سودا ـــــ اوہ اوہ اچھا مگر یہ تمہارے پاس کہاں سے آگئی ہے“ ـــــ دوسری طرف سے مکوئین نے انتہائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"افریقہ کے ایک قدیم شہاب ثاقب سے برآمد ہوئی ہے۔ روسیاہ والے اس کا سودا کرنا چاہتے تھے لیکن پھر مسٹر جیکب سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے اس کو خریدنے کی بات کی۔ میں نے سوچا کہ چلو ایکریمیا کے کام آتی ہے تو زیادہ اچھا ہے لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ میں اس کی فوری ڈلیوری چاہتا ہوں لیکن مسٹر جیکب غائب ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کتنی مقدار ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے مکوئین نے جواب دیا۔

"اصل مقدار تو دس گرام ہے لیکن اس کے ساتھ دس ٹن دوسری دوا مکس شدہ ہے اور ہمارے لیے پرابلم یہ ہے کہ اتنی بھاری مقدار کو ہم زیادہ دیر تک رکھ نہیں سکتے۔ اگر آپ کو معلوم ہو تو آپ بتا دیجئے کہ اسے کہاں پہنچایا جائے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"رقم مل گئی ہے تمہیں"۔۔۔ مکوئین نے پوچھا۔

"رقم کی فکر نہیں ہے ہمیں۔ وہ تو ظاہر ہے مل ہی جائے گی۔ اصل مسئلہ فوری ڈلیوری کا ہے ورنہ روسیاہ والے ہم پر مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"او۔ کے۔ تم ایسا کرو کہ مال کو تھرٹی ون الوینیو زیرو ہاؤس پہنچا دو۔ وہاں موجود افراد سے کہہ دینا کہ مال ڈاکٹر جیرالڈ کو پہنچا دیا جائے۔ میں بھی انہیں فون پر کہہ دیتا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر شکریہ۔۔۔۔" بلیک زیرو نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون اٹھا کر واپس سائیڈ

میز پر رکھا اور پھر واپس آ کر اس نے جیکب کے منہ پر لگی ہوئی ٹیپ اکھاڑی اور اس کے منہ سے کپاس کا گولا نکال کر باہر پھینک دیا جیکب بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

"اب بتاؤ مسٹر جیکب۔۔۔ تم تو مجھ پر طنز کر رہے تھے"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو۔ تم نے جس انداز سے یہ معلومات حاصل کی ہیں کم از کم اس انداز کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا اور مجھے حیرت اسانڈرا اور چیف مکوئین پر ہے کہ انہوں نے بغیر کوئی تصدیق کیے اس قدر اہم معلومات تمہیں مہیا کر دی ہیں"۔۔۔ جیکب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس میں ان کی حماقت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ معاملات کو اگر خاص انداز میں آگے بڑھایا جائے اور تمام کڑیاں درست ہوں تو ہر آدمی اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے نفسیاتی طور پر ایسا ہی کرتا ہے۔ اگر اسانڈرا یا مکوئین کی جگہ تم ہوتے تو تم بھی ایسے ہی کرتے بہرحال اب مجھے بتاؤ کہ تم کیا فیصلہ کرتے ہو"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیصلہ کیسا فیصلہ۔۔۔ اب میرے پاس فیصلہ کرنے کے لیے کیا رہ گیا ہے"۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"اگر تم ہمارے ساتھ معاہدہ کر لو کہ جب ڈاکٹر جیرالڈ اے۔ تھرٹی پر ریسرچ مکمل کرے گا تو تمہاری ایجنسی اس ریسرچ کی کاپی ہمیں دینے کی پابند ہو گی۔ اگر تم یہ معاہدہ کر لو تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں ہمیں خود ڈاکٹر جیرالڈ سے ریسرچ حاصل کرنا ہو گی

اور تم تو اچھی طرح یہ بات سمجھ سکتے ہو کہ اس کا نتیجہ کچھ بھی نکل سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا تم میری بات پر اعتماد کر لو گے۔ اگر میں نے بعد میں اپنی بات پوری نہ کی تو"۔۔۔ جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے تمہارے ہلاک کرنے کا جواز مل جائے گا۔ کام تو بہر حال ہم نے مکمل کر ہی لینا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوں"۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"لیکن ہم طویل عرصے کے لیے انتظار نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے۔ ریسرچ ایک ہفتے میں ہی مکمل ہو جائے اور تم ہمیں اطلاع ہی نہ دو۔ اس لیے معاہدے میں نیک نیتی کا عنصر شامل ہونا چاہیئے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں"۔۔۔ جیکب نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"تم صرف اتنا کرو کہ میرے سامنے ڈاکٹر جیرالڈ سے یہ بات پوچھو کہ ریسرچ کب تک مکمل ہو گی۔ بس اتنی سی بات۔ اس طرح ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ ہم نے کب تک خاموش رہنا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے تو ڈاکٹر جیرالڈ کا نمبر معلوم نہیں ہے میں کیسے پوچھ سکتا ہوں"۔۔۔ جیکب نے جواب دیا۔

"اس بات کا مجھے بھی اندازہ ہے۔ لیکن تم اگر چاہو تو اپنے چیف سے بات کر کے اُسے مجبور کر سکتے ہو کہ وہ ڈاکٹر جیرالڈ سے معلوم کر کے بتا دے میری تسلی اس طرح بھی ہو جائے گی"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے ہاتھ کھولو میں فون کرتا ہوں"۔۔۔ جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں جب معاہدہ مکمل ہو جائے گا۔ میں نمبر ملا دیتا ہوں تم بات کر لو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور فون سیٹ زمین سے اُٹھا کر اس نے اس کا رسیور اُٹھا کر کرسی پر بندھے بیٹھے جیکب کی گردن اور کاندھے پر فٹ کر دیا اور پھر اس نے ایک بار پھر پہلے والے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مکوئین کی آواز سنائی دی۔

"میں جیکب بول رہا ہوں باس"۔۔۔ جیکب نے سامنے کھڑے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم جیکب ابھی تمہارے دوست الفریڈ کا فون آیا تھا۔ وہ بتا رہا تھا کہ تم نے اس سے اے۔ تھرٹی کا سودا کیا ہے مگر تم نے مجھے کوئی رپورٹ نہیں دی"۔۔۔ مکوئین نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"باس میں اس سودے کے سلسلے میں اس قدر مصروف رہا کہ آپ سے بات نہ ہو سکی۔ اصل میں مجھے اچانک علم ہوا کہ دس گرام اے۔ تھرٹی الفریڈ کی کمپنی کے پاس ہے اور روسیاہ والے اُسے خرید رہے ہیں تو میں نے فوری طور پر اس سے سودا کر لیا ویسے احتیاطاً میں نے اُسے آپ کا فون نمبر دے دیا تھا"۔۔۔ جیکب نے بات بناتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اس نے جیکب کی بات اس

کے چیف سے کرائی ہی اس مقصد کے لیے تھی کہ جیکب کو خود ہی اس کی بات کو کنفرم کرنا پڑے گا اور اس طرح چیف اس سلسلے میں مزید کوئی انکوائری نہ کرے گا اور اب جیکب بھی نفسیاتی طور پر وہی کچھ کہہ رہا تھا جو کچھ بلیک زیرو چاہتا تھا۔

"لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ روسیاہ والوں کو اس کا علم کیسے ہو گیا جب کہ ہم نے اسے روسیاہ والوں سے ہی تو چھپایا ہوا ہے اور یہ نام ایکسم تھرٹی بھی انہیں معلوم نہیں ہو سکتا" ـــــ مکوئین نے کہا۔

"باس روسیاہ والے اسے نایاب دھات کے طور پر خرید رہے تھے اور انہوں نے اس کا نام میٹل ہیڈ اے۔ ایم رکھا ہوا ہے۔ یہ نام تو میں نے الفریڈ کو بتایا تھا۔ اگر روسیاہ والے اسے خرید لیتے باس تو ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اس پر اس نتیجے پر پہنچتے جس پر ہم پہنچے ہیں۔ اور ظاہر ہے اس طرح ہماری ریسرچ کا سارا مقصد ہی فوت ہو جاتا"۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے" ـــــ مکوئین نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس آپ ڈاکٹر جیرالڈ سے پوچھیں کہ ابھی ریسرچ مکمل ہونے میں کتنا عرصہ لگے گا" ـــــ جیکب نے کہا۔

"کیوں تمہیں اس کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے" ـــــ مکوئین کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

"میرا پروگرام ہے باس کہ اگر طویل عرصہ لگتا ہے تو میں الفریڈ کو

چکر دے کر اس سے اس شہاب ثاقب کا پتہ معلوم کر لوں اور پھر ہم خود براہ راست وہاں سے اے تھرٹی حاصل کریں۔ ظاہر ہے اس کے لیے کافی وقت چاہیئے لیکن اگر ریسرچ جلدی مکمل ہوتی ہے تو پھر مجھے اس درد سر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ جیکب نے کہا۔

"اوہ ہاں یہ بہتر رہے گا۔ ٹھیک ہے۔ تم کہاں سے بول رہے ہو" ـــــ مکوئین نے کہا۔

"اپنے فلیٹ سے باس" ـــــ جیکب نے کہا۔

"او۔ کے میں ڈاکٹر جیرالڈ سے بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"گڈ لک جیکب تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ بڑی اچھی طرح تم نے اپنے چیف کو مطمئن کیا ہے اور یقین کرو تمہاری اس ذہانت نے مجھے اس بات سے باز رکھا تھا کہ میں تم پر تشدد کروں یا تمہیں ہلاک کر دوں۔ میں ذہانت کا قدردان ہوں چاہے وہ میرے دشمن کے پاس ہی کیوں نہ ہو" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور اس کی گردن اور کاندھے سے ہٹا کر اس نے کریڈل پر رکھ کر فون کو نیچے زمین پر رکھ دیا۔

"کیا کرتا۔ تمہاری بات کو مجھے کنفرم کرنا پڑتا ورنہ ......" جیکب نے فخریہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ـــــ جیکب نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تمہیں اس کا خیال کیسے آیا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"تمہاری بے پناہ ذہانت دیکھ کر" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر جیکب ——— میرا تعلق براہ راست عمران سے ہے سیکرٹ سروس کے علاوہ عمران کا اپنا گروپ ہے اور میں اس گروپ میں شامل ہوں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر واقعی یہی بات ہے تو پھر عمران نے واقعی انتہائی ذہین افراد پر مشتمل گروپ بنایا ہوا ہے۔ تمہاری ذہانت نے مجھے واقعی مرعوب کر دیا ہے" ——— جیکب نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ خود ذہین آدمی ہیں اس لیے ظاہر ہے انہوں نے ذہین لوگوں کو ہی اپنے گروپ میں شامل کرنا ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اسی لمحے فرش پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی بلیک زیرو نے جھک کر فون سیٹ اٹھایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے خود ہی جیکب کے کان سے لگا دیا۔

"ہیلو" ——— مکوتین کی آواز سنائی دی۔

"جیکب بول رہا ہوں باس" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"جیکب میں نے ڈاکٹر جیرالڈ سے بات کر لی ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق ریسرچ کم از کم ایک ماہ بعد فائنل ہو گی۔ اس سے پہلے نہیں ہو سکتی اور انہوں نے کہا ہے کہ جس قدر اے۔ ٹھری مل سکے انہیں مہیا کی جائے اس لیے تم اپنے پلان پر عمل کر سکتے ہو" ——— دوسری طرف سے مکوتین کی آواز سنائی دی۔

"یس باس ٹھیک ہے" ——— جیکب نے کہا اور بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر رسیور واپس کریڈل پر رکھ کر اس نے ٹیلی فون سیٹ کو فرش پر رکھ دیا۔

"اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہو گی" ——— جیکب نے کہا۔

"ہاں لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی یا خلاف ورزی کرنے کی معمولی سی کوشش بھی کی تو پھر یہ معاہدہ بھی ختم ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ تمہارا وجود بھی" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر جیکب کے عقب میں جا کر اس نے اس کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

"تم فکر نہ کرو ہماری طرف سے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہ ہو گی" ——— جیکب نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد جب وہ رسیوں سے آزاد ہو گیا تو اس نے اپنی دونوں کلائیاں مسلنی شروع کر دیں۔

"او۔کے اب مجھے اجازت" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم میرے فلیٹ پر آئے ہو تو میں بغیر کچھ کھلائے پلائے تمہیں واپس نہ جانے دوں گا" ——— جیکب نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"میں شراب نہیں پیا کرتا مسٹر جیکب میں نے مادام اسانڈر کے ہاں ہی تمہیں بتایا تھا" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے" ——— جیکب نے مڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ریوالور چلنے کا دھماکہ ہوا۔ اور بلیک زیرو بری طرح چیختا ہوا فضا میں ہاتھ پیر مارتا دھڑام سے فرش پر گرا۔

"میں تمہیں موت کا پیالہ پلانا چاہتا تھا احمق آدمی" ——— جیکب

نے زہر خند لہجے میں کہا اور اسکے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو دوبارہ سیدھا کیا ہی تھا کہ فرش پر تڑپتا ہوا بلیک زیرو اس طرح اُچھلا جیسے سپرنگ دباؤ ہٹنے سے کھلتا ہے اور دوسرے لمحے جیکب چیختا ہوا عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ بلیک زیرو کا جسم واقعی کسی اُڑتے سانپ کی طرح اچھل کر اس سے ٹکرایا تھا۔ اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی نیچے گرے اسکے ساتھ ہی وہ دونوں بیک وقت اچھل کر کھڑے ہوئے لیکن اب جیکب کے ہاتھ میں ریوالور نتھا

"اب ہاتھ اٹھا لو جیکب"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا رُخ جیکب کی طرف کرتے ہوئے کہا اور جیکب جو خونخوار نظروں سے بلیک زیرو کو گھورتے ہوئے اس پر حملہ کرنے کیلئے اپنے پنجے اٹھا چکا تھا یکلخت ٹھٹھک کر ڈھیلا پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھتے چلے گئے۔ بلیک زیرو الٹے قدموں تین چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم۔۔۔۔۔ تمہیں گولی نہیں لگی"۔۔۔۔۔ جیکب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارا کیا خیال تھا کہ میں تمہاری فطرت کو نہیں سمجھتا۔ میں نے تمہارے آنے سے قبل تمہارے فلیٹ میں کافی طویل وقت گزارا ہے اس لیے میں نے تمام اسلحے کو بے ضرر کر دیا تھا۔ صرف اس ریوالور میں جو الماری میں موجود تھا میں نے صرف ایک گولی رہنے دی تھی مگر اس کی پن بھی نکال دی تھی اس طرح میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا تم میری توقع کے مطابق مجھ پر فائر کرتے ہو یا نہیں۔ اس لیے دھماکہ تو ضرور ہوا لیکن ظاہر ہے پن نہ ہونے کی وجہ سے گولی وہیں چیمبر میں ہی رہ گئی"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تم اس طرح گرے کیوں تھے اور یہ اداکاری"۔۔۔۔۔ جیکب نے بُری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ صرف اس لیے کی تھی تاکہ تم مطمئن ہو جاؤ ورنہ اگر تمہیں شک پڑ جاتا کہ مجھے گولی نہیں لگی تو پھر تم سے لانگ فائٹ کرنی پڑ جاتی کیونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ تم منجھے ہوئے ایجنٹ ہو۔ اور تم نے دیکھا کہ میری اس اداکاری کی وجہ سے تم کس طرح بے بس ہو گئے ہو۔ لیکن تمہاری اس حرکت کے باوجود میں ابھی تک اپنے معاہدے پر قائم رہ سکتا ہوں۔ بشرطیکہ اب تم مجھے اپنے چیف کی رہائش گاہ کا تفصیلی پتہ بتا دو"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔۔۔۔۔ جیکب نے جواب دیا مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ پے در پے دو تین دھماکوں کے ساتھ ہی جیکب بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک بار پھر پشت کے بل عقبی دیوار سے ٹکرایا اور نیچے فرش پر آ گرا۔ اس کی دونوں رانوں سے خون کے فوارے نکلنے لگ گئے تھے۔

"بتاؤ"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ دو اور دھماکے ہوئے اور جیکب کی چیخوں سے کمرہ گونجنے لگا۔ اس بار گولیاں یکے بعد دیگرے اس کے دونوں بازو میں گھس گئی تھیں۔

"بتاؤ ورنہ"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کی غراہٹ اور بڑھ گئی۔

"نہیں نہیں میں نے حلف ۔۔۔۔۔" جیکب نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ اس کا سر ڈھلک گیا وہ بیہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں

ٹھوکر ماری اور اس کی زوردار ضرب سے نہ صرف اس کی کئی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز سنائی دی بلکہ اس کے ساتھ ہی جیکب چیخ مارتا ہو ہوش میں آ گیا۔

"بتاؤ ورنہ" ——— بلیک زیرو نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دھماکہ ہوا اور گولی نے فرش پر تڑپتے ہوئے جیکب کا ایک کان اڑا دیا۔

"بب بب بتاتا ہوں ——— چیف کالونی کوٹھی نمبر گیارہ" ——— جیکب نے ایک بار پھر ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی بری طرح سر کو ادھر ادھر پٹخنے لگا۔ اس کا چہرہ بے پناہ اور ناقابل برداشت تکلیف کی وجہ سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور دھماکے کے ساتھ گولی اس بار سیدھی اس کے دل میں سوراخ کر گئی اور جیکب کا جسم ایک بار کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور پھر دھماکے سے نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے ——— طویل سانس لیتے ہوئے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کی اور پھر فائل کو اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں رکھا اور دراز بند کر کے اسے باقاعدہ تالا لگا دیا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ادھیڑ عمر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے رعب دار لہجے میں کہا۔

"سر ——— بیگم صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہیلو ——— جیرالڈ ڈیر ——— میں جیکولین بول رہی ہوں" ———

چند لمحوں بعد رسیور پر ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس ڈیئر"—— ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تم فوری طور پر میرے پاس آسکتے ہو۔ تم سے ایک اہم اور ضروری بات کرنی ہے۔ صرف چند منٹ کے لیے آجاؤ"—— جیکولین نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ڈیئر میں اس وقت انتہائی اہم ترین کام میں مصروف ہوں۔ آخر مسئلہ کیا ہے۔ بتاؤ تو سہی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو میں تم سے جدا ہوا ہوں"—— ڈاکٹر جیرالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسئلہ فون پر نہیں بتایا جاسکتا۔ ڈیئر کیا تم میرے لیے چند لمحے بھی نہیں نکال سکتے"—— جیکولین نے روٹھنے کے سے انداز میں کہا۔

"نہیں ڈیئر تمہارے لیے تو میں پوری زندگی وقف کرسکتا ہوں۔ چند لمحوں کی کیا بات ہے۔ میں آرہا ہوں"—— ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کردیا۔

"یس"—— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر انتھونی میں کچھ دیر کے لیے اپنی رہائش گاہ پر جارہا ہوں۔ کوئی مسئلہ ہو تو خود سنبھال لینا"—— ڈاکٹر جیرالڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس ڈاکٹر بے فکر رہیں میں سنبھال لوں گا"—— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور ڈاکٹر جیرالڈ نے رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیبارٹری کے اندر ہی اس کی رہائش گاہ تھی۔ چند لمحوں بعد جب وہ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا تو نوجوان اور انتہائی خوبصورت جیکولین نے کمرے کے دروازے سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت انتہائی لاڈ بھری مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"شکریہ ڈیئر—— مجھے آج یقین ہوگیا ہے کہ تم واقعی مجھ سے محبت کرتے ہو"—— جیکولین نے ڈاکٹر جیرالڈ کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر جیرالڈ بے اختیار مسکرا دیا۔

"لیکن بات کیا ہے—— کیا صرف اس یقین دہانی کے لیے مجھے یہاں بلایا تھا"—— ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا اور دونوں کمرے میں داخل ہوگئے۔

"نہیں میں تمہارے ساتھ کہیں جانا چاہتی ہوں"—— جیکولین نے کہا۔

"کہاں"—— ڈاکٹر جیرالڈ نے چونکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیئر میری ایک فرینڈ کی سالگرہ ہے اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں ابھی تمہارے ساتھ اس کی سالگرہ میں شمولیت کروں گی۔ کیا تم وعدہ نبھانے میں میری مدد نہ کرو گے"—— جیکولین نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس طرح تو"...... ڈاکٹر جیرالڈ نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا

لیکن جیکولین نے اس کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیا۔
"نہیں تم کچھ نہیں کہو گے میرا دل ٹوٹ جائے گا" ——— جیکولین نے کہا۔ اور ہاتھ ہٹا لیا۔
"او۔ کے ٹھیک ہے ——— چلو لیکن میں تمہیں چھوڑ کر واپس آجاؤں گا۔ میں نے انتہائی ضروری اور اہم کام نمٹانے ہیں۔ تم کسی عام آدمی کی نہیں ایکریمیا کے سب سے بڑے سائنسدان کی بیوی ہو اس لیے تمہیں میرے معمولات کا عادی ہونا چاہیئے" ——— ڈاکٹر جیرالڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"ڈیئر آہستہ آہستہ ہو جاؤں گی ابھی شادی ہوئے کتنے دن ہوئے ہیں" ——— جیکولین نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جیرالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیکولین سے اس کی شادی ہوئے ابھی صرف ایک ہفتہ گزرا تھا۔

اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار لیبارٹری سے نکل کر شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جیکولین تھی اور سائیڈ سیٹ پر ڈاکٹر جیرالڈ موجود تھا۔ لیبارٹری شہر سے تقریباً دو سو کلو میٹر دُور ایک نواحی قصبے میں بنائی گئی تھی اور باہر سے اُسے ایک زرعی فارم کی شکل دی گئی تھی۔ جب کہ لیبارٹری اور رہائش گاہیں تمام زیر زمین تھیں اور لیبارٹری کی حفاظت کے لیے انتہائی جدید ترین کمپیوٹرائزڈ سسٹم نصب کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر جیرالڈ اس لیبارٹری جسے ایکس ون کہا جاتا تھا، کا انچارج تھا۔ اس لیے ڈاکٹر کے ساتھ موجود ہونے کی وجہ سے انہیں باہر آنے میں کوئی دِقّت نہ ہوتی تھی ورنہ اگر اکیلی جیکولین

آتی تو اُسے ہزاروں مقامات پر باقاعدہ چیک کیا جاتا۔
"یہ بیٹھے بٹھائے آخر تم پر سالگرہ میں شمولیت کا بھوت کیسے سوار ہو گیا" ——— ڈاکٹر جیرالڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"تم چلو تو سہی پھر دیکھنا تمہیں بھی اس سالگرہ میں شرکت کر کے خوشی ہو گی" ——— جیکولین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار تاداک کی ایک مضافاتی لیکن شاندار کالونی کی حدود میں داخل ہو گئی اور چند لمحوں بعد کار ایک عالیشان کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ جیکولین نے ہارن دیا اور چند لمحوں بعد کوٹھی کا بڑا سا گیٹ خود بخود کھل گیا مگر وہاں کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔ جیکولین کار اندر لے گئی۔ وسیع و عریض پورچ میں صرف ایک کار موجود تھی اور کوٹھی پر اس طرح کا سکوت طاری تھا کہ جیسے یہاں سرے سے کوئی آدمی ہی نہ رہتا ہو۔
"یہ کیسی سالگرہ ہے ڈیئر۔ یہاں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے سالگرہ کی بجائے کسی کا سوگ منایا جا رہا ہو" ——— ڈاکٹر جیرالڈ نے کار سے اُترتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اُسے واقعی کوٹھی کا ماحول دیکھ کر بے حد حیرت ہو رہی تھی۔ اس کا تو خیال تھا کہ یہاں رونقیں عروج پر ہوں گی لیکن یہاں تو کوئی آدمی ہی نظر نہ آرہا تھا۔
"جشن نیچے تہہ خانے میں ہو رہا ہے ——— میری فرینڈ کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتی ——— آؤ" ——— جیکولین نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں ڈاکٹر جیرالڈ کا بازو پکڑ کر اُسے کوٹھی کے اندر لے جاتے ہوئے کہا اور پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ سیڑھیاں

اُتر کر ایک تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گئے جو بند تھا لیکن ان دونوں کے آخری سیڑھی پر پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

"لیکن یہاں بھی تو کوئی آدمی نہیں ہے" ——— وسیع و عریض تہہ خانے میں داخل ہوتے ہی ڈاکٹر جیر اللہ نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی سب کچھ ہو جائے گا" ——— جیکولین نے مُسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک صوفے پر اُسے اس طرح بٹھا دیا جیسے کوئی بزرگ کسی شرارتی بچے کو زبردستی بٹھاتا ہے۔ ڈاکٹر جیر اللہ واقعی اس عجیب و غریب سچویشن پر بے حد حیران ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ سب کچھ نہ آ رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے۔ ہر اس بوڑھے شوہر کی طرح جس کی بیوی نوجوان ہو۔ اُسے بھی وہ سب کچھ کرنا پڑ رہا تھا جو کچھ جیکولین کہہ رہی تھی۔ لیکن پھر جیسے ہی وہ صوفے پر بیٹھا جیکولین تیزی سے گھوم کر اس کے عقب میں آ گئی اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے قیامت توڑ دی ہو۔ ذہن کے اندر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ڈاکٹر جیر اللہ بے اختیار چیخا اور اُچھل کر سامنے فرش پر بچھے قالین پر منہ کے بل جا گرا۔ ایک لمحے کے لیے اس نے اُٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے اس کا ذہن مکمل طور پر تاریک ہو کر رہ گیا

پھر جیسے مکمل تاریکی کے درمیان روشنی کا نکتہ سا چمکتا ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن پر بھی روشنی کا نکتہ چمکا اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی۔ جب ڈاکٹر کا شعور پوری طرح روشن ہوا اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا

کہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا لیکن اس کے جسم پر صرف انڈر ویر تھا۔ لباس غائب تھا حتیٰ کہ پیروں میں جوتے تک موجود نہ تھے۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ نہ ہی جیکولین وہاں موجود تھی اور نہ کوئی اور آدمی۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے ——— یہ۔ یہ......" ڈاکٹر جیر اللہ نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں لاشعوری طور پر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے سامنے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر جیر اللہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ پر ایک بار پھر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ وہ بے اختیار اپنی آنکھیں جھپکانے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ آنکھیں جھپکا کر اس بات کا اندازہ کرنا چاہتا ہو کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے یا جو کچھ اُسے نظر آ رہا ہے وہ حقیقت ہے۔ کیونکہ دروازے میں سے وہ خود داخل ہو رہا تھا۔ وہی قد و قامت۔ وہی چہرہ ویسے ہی بال، ویسی ہی آنکھوں پر عینک۔ اس کا اپنا لباس، جوتے اور سب سے انتہائی حیرت انگیز بات یہ تھی کہ جیکولین بھی اس کے ساتھ تھی۔ اُسے واقعی یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ آئینہ دیکھ رہا ہو۔

"کک کک کون ہو تم" ——— ڈاکٹر جیر اللہ نے حیرت کی شدت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر جیر اللہ ہے مسٹر اور میں ایکس ون لیبارٹری کا انچارج ہوں۔ یہ میری بیوی ہے جیکولین" ——— اس آدمی نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکٹر جیر اللہ حیرت کے مارے گنگ سا ہو کر رہ گیا کیونکہ اس آدمی کا لہجہ اور اس کی آواز ہو بہو اس کی اپنی طرح تھی معمولی سا فرق بھی نہ تھا۔

"مم ـــــ مم مگر ڈاکٹر جیرالڈ تو میں ہوں تم کوئی فراڈ کر رہے ہو" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔ اور سامنے کھڑا آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"دیکھا ڈیئر کیسا لطیفہ ہے۔ یہ اپنے آپ کو تمہارا شوہر کہہ رہا ہے"۔ اس آدمی نے مڑ کر جیکولین سے کہا اور جیکولین بھی اس انداز میں ہنس پڑی جیسے واقعی یہ کوئی دلچسپ لطیفہ ہو۔

"آؤ چلیں ڈیئر ـــــ رابرٹ خود ہی اسے سنبھال لے گا" ـــــ جیکولین نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں اس آدمی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس پلٹ گیا۔ اور ڈاکٹر جیرالڈ حیرت بھرے انداز میں انہیں جاتے ہوتے دیکھتا رہ گیا۔ جب ان کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا تو ڈاکٹر جیرالڈ نے ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرے ساتھ کوئی لمبا فراڈ ہوا ہے" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن رسّیاں اس مضبوطی سے اس کے جسم پر بندھی ہوئی تھیں کہ وہ ہلنا جلنا تو ایک طرف کسمسا بھی نہ سکتا تھا۔

"یہ۔ یہ ـــــ آخر چاہتے کیا ہیں۔ وہاں لیبارٹری میں تو یہ داخل ہی نہ ہو سکے گا۔ یہ ـــــ یہ ـــــ یہ سب کچھ کیا ہے" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ڈاکٹر جیرالڈ نے چونک کر دیکھا تو ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر جدید تراش کا سوٹ تھا اور چہرے سے اس کی قومیت ایکریمی ہی لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک تھی۔

"کیا حال ہے ڈاکٹر جیرالڈ۔ سردی تو نہیں لگ رہی کپڑوں کے بغیر"۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ـــــ تم کون ہو ـــــ اور یہ نقلی ڈاکٹر جیرالڈ کون تھا ـــــ یہ سب کیا چکر ہے" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے بے اختیار حیران ہو کر پوچھا تو نوجوان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میرا نام رابرٹ ہے ڈاکٹر جیرالڈ ـــــ اور جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ سب ایک دلچسپ ڈرامے کا سین ہے ـــــ تم فکر نہ کرو۔ دو تین گھنٹوں بعد تمہیں تمہارا لباس بھی واپس مل جائے گا اور تمہاری بیوی بھی" ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈرامہ کیسا ڈرامہ ـــــ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے اس بار غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔ ڈرامے اور سین کے الفاظ سن کر اُسے اچانک غصّہ آ گیا تھا۔

"چیخنے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر جیرالڈ۔ شکر کرو تمہاری روح تمہارے جسم کے اندر ہے۔ ورنہ اگر ہم چاہیں تو صرف ایک بار ٹریگر دبانا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہی تمہارا نصیب یہ کرسی نہیں بلکہ کوئی غلیظ گٹر بن جائے گا" ـــــ رابرٹ نے بھی اس بار غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ایک خوفناک ٹائپ کا ریوالور بھی باہر نکال لیا۔ رابرٹ کا فقرہ اور اس کا خوفناک ریوالور دیکھتے ہی ڈاکٹر جیرالڈ کو خوف کے مارے بے اختیار پسینہ آ گیا۔

"تم ـــــ تم چاہتے کیا ہو" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم ایکریمیا کے سینیئر سائنسدان ہو۔ اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ ایکریمیا تمہاری قابلیت اور تجربے سے محروم ہو جائے ہمیں صرف ایک معمولی سی چیز کی ضرورت تھی اس کے لیے ہمیں یہ سارا ڈرامہ کھیلنا پڑا ہے ویسے تم اس ڈرامے میں نقصان میں نہیں رہے۔ یہ پُرشباب جیکولین ایک ہفتے تک تمہاری بیوی رہی ہے۔ اور اب بھی جیکولین اگر چاہے گی تو بدستور تمہاری بیوی رہے گی" ــــــ رابرٹ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مگر ــــــ مگر ــــــ تم لوگ یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو۔ تمہیں کس چیز کی ضرورت تھی" ــــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر جیرالڈ تم ایک نایاب دھات ایکسم تھرٹی پر ریسرچ کر رہے ہو۔ ہمیں وہ ریسرچ چاہیئے ــــــ بس ــــــ اور تم دیکھنا ابھی یہ ریسرچ پیپرز تمہارے سامنے موجود ہوں گے" ــــــ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ــــــ مگر وہ ریسرچ تو ابھی فائنل نہیں ہوئی اور تمہیں اس کا علم کیسے ہو گیا" ــــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پتہ لگنے والی بات چھوڑو یہ ہمارا بزنس سیکرٹ ہے۔ باقی رہی فائنل ہونے کی بات تو باقی ریسرچ روسیاہ۔ گریٹ لینڈ۔ ایسٹرن کاذمن یا کوئی اور ملک اپنے آپ پوری کر لے گا" ــــــ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں نے بہت حماقت کی ہے۔ لیبارٹری میں جدید ترین

سکیورٹی نظام ہے۔ ایک لمحہ میں تمہارا آدمی دھر لیا جائے گا" ــــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم نے جیکولین کو وہاں ایک ہفتہ صرف ہنی مون منانے کیلئے نہیں رکھا تھا ڈاکٹر جیرالڈ۔ وہ ہماری سب سے ذہین اور تیز کارکن ہے تم تو سائنسدان ہو تمہارا زیادہ وقت تو تجربات میں گزرتا تھا مگر جیکولین نوجوان ہے خوبصورت ہے اور پھر لیبارٹری انچارج کی نئی نویلی بیوی ہے اس لیے اس کے لیے سارے نظام کو چیک کرنا۔ اس کا توڑ تلاش کرنا اور ضروری اقدامات کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا چنانچہ یہ سب کچھ جب حاصل ہو گیا تو پھر تمہیں یہاں لایا گیا۔ اس سے پہلے تمہاری فلمیں یہاں آتی رہیں۔ اور ہمارا وہ ساتھی جو تمہارے روپ میں گیا ہے۔ انہیں دیکھ دیکھ کر تمہارے روپ کی ریہرسل کرتا رہا۔ تم نے خود محسوس کیا ہو گا کہ وہ بالکل تمہاری طرح بن کر گیا ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس کے دونوں ہاتھوں پر ایسے مخصوص دستانے ہیں جو غور سے دیکھنے پر بھی محسوس نہیں ہوتے لیکن تمہارے انگوٹھے۔ انگلیوں اور ہتھیلی کے نشانات ان دستانوں پر بنے ہوئے ہیں اس لیے تمہارا یہ جدید سکیورٹی نظام جس کی بنیاد تمہاری ہتھیلی۔ انگلیوں اور انگوٹھوں کے نشانات پر رکھی گئی ہے اس کے لیے انتہائی آسان ثابت ہو گا" ــــــ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیکولین لیبارٹری میں تو نہیں گئی وہاں نقلی آدمی کیسے جا سکتا ہے" ــــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ حسن اور جوانی اپنی جگہ ایک زبردست

طاقت ہوتی ہے اور بدقسمتی سے تمہاری لیبارٹری میں بھی چند نوجوان سائنسدان موجود ہیں۔ باقی بات تم خود سمجھ سکتے ہو" ——— رابرٹ نے جواب دیا۔

"نہیں جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ سب غلط ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا" ڈاکٹر جیرالڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی دیکھ لینا" ——— رابرٹ نے مُسکراتے ہوئے کہا اور اُٹھ کر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اور اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہوگیا۔ ڈاکٹر جیرالڈ کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے جو کچھ رابرٹ نے بتایا تھا اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ ایسی بات تو کبھی اُس کے ذہن میں آئی ہی نہ تھی ——— اُسے اب اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا کہ وہ جیکولین پر کیسے مر مٹا۔ اُسے یاد تھا کہ ایک ہفتہ قبل ایک سرکاری پارٹی میں جیکولین سے اس کی پہلی بار ملاقات ہوئی اور جیکولین جیسے گوند کی طرح اس سے چپک سی گئی۔ ڈاکٹر جیرالڈ نے اب تک شادی ہی نہ کی تھی۔ لیکن جیکولین نے اُسے نجانے کس قسم کا مشروب پلایا کہ اس کے جسم میں سوئے ہوئے اور سرد پڑے ہوئے جذبات یکلخت پوری قوت سے بیدار ہو گئے اور پھر جیکولین کی خواہش پر اُس پارٹی کے اختتام پر اس کی شادی بھی ہوگئی۔ اور اس کے بعد جیکولین اس کے ساتھ ہی لیبارٹری میں بھی پہنچ گئی۔ یہ سب کچھ صرف چند گھنٹوں میں ہی ہوگیا۔ آج سے پہلے تو وہ جیکولین کو بیوی بنا کر بے حد خوش تھا بلکہ اُسے افسوس تھا کہ وہ اتنا عرصہ کنوارہ کیوں رہا۔ لیکن آج احساس ہو رہا تھا کہ اس شادی سے تو وہ کنوارہ ہی بھلا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب

وہ کیا کر سکتا تھا۔ مجبور اور بے بس تھا۔ پھر اس کے اندازے کے مطابق چار پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دروازے سے رابرٹ۔ جیکولین اور ایک اور اجنبی آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں کے چہروں پر بے پناہ مُسّرت تھی۔ رابرٹ کے ہاتھ میں ایک بنڈل تھا۔

"ہمیں مُبارک باد دو ڈاکٹر جیرالڈ ——— ہمارا ڈرامہ بے حد کامیاب رہا ہے ——— انتھونی اسے ریسرچ پیپرز دکھاؤ" ——— رابرٹ نے اندر داخل ہوتے ہی ڈاکٹر جیرالڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور آخر میں وہ اس اجنبی سے مخاطب ہوگیا۔

"یہ دیکھو ——— اچھی طرح دیکھ لو ——— یہی ہے ناں ایکسیم تھرٹی پر تمہاری ریسرچ" ——— اسی انتھونی نے جیب سے ایک فائل نکال کر ڈاکٹر جیرالڈ کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جیرالڈ کے چہرے پر فائل کو دیکھتے ہی مایوسی کی لہر سی دوڑ گئی۔ کیونکہ اس ٹاپ سیکرٹ فائل کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا اور پھر اس انتھونی نے فائل کھول کر اس میں موجود کاغذ بھی ایک ایک کر کے ڈاکٹر جیرالڈ کو دکھانے شروع کر دیئے۔

"ہاں یہ وہی فائل ہے مگر......" ڈاکٹر جیرالڈ نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں غم اور دُکھ سے بے اختیار بھر آئی تھیں کیونکہ اسی فائل میں اس کے سالوں کی محنت موجود تھی۔

"سب کچھ بے حد آسان ثابت ہوا ڈاکٹر جیرالڈ۔ جیکولین کی وجہ سے کسی نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا اور لیبارٹری میں تو معاملات پہلے سے طے تھے۔ چنانچہ میں نے آسانی سے فائل حاصل کر لی اور باہر بھی آگیا" ———

انتھونی نے مُسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جیرالڈ اس کی بات سُن کر چونک پڑا۔

"تم ـــــ تم میرے روپ میں تھے" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ انتھونی شکل و صورت سے اس سے قطعی مختلف تھا۔

"ہاں وہ میں ہی تھا" ـــــ انتھونی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"سُنو ڈاکٹر جیرالڈ ـــــ اب میری بات غور سے سُن لو ـــــ کیا تم زندگی چاہتے ہو یا موت" ـــــ یکلخت رابرٹ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں مرنا نہیں چاہتا" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے خوف کے مارے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"دیکھو تمہارے پاس دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ جیکولین تمہارے ساتھ جائے گی۔ اور کسی کو کچھ نہ بتاؤ کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا۔ اور ظاہر ہے کوئی تم سے پُوچھے گا ہی نہیں۔ اس طرح تم زندہ رہو گے۔ تمہیں جیکولین کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھنا پڑے گا لیکن اس ایک ہفتے کے دوران تمہارے چہرے پر بھی ایسا تاثر نہ آئے کہ جس سے کسی کو شک پڑ سکتا ہو۔ اس طرح تم زندہ رہو گے کیونکہ ایک ہفتہ کے اندر تمہاری یہ ریسرچ کسی نہ کسی طور ٹھکانے لگ چکی ہو گی۔ اور یہ بھی سُن لو کہ جیکولین خوفناک قاتلہ بھی ہے یہ انتہائی سرد مہری سے انسانوں کو قتل کر دیتی ہے اور اب تک

بلا مبالغہ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لوگ اس کے ہاتھوں قبروں میں دفن ہو چکے ہیں۔ اس لیے اس ایک ہفتے کے دوران اگر اُسے ذرا بھی شک پڑ گیا کہ تم کوئی غلط حرکت کر رہے ہو تو یہ ایک لمحہ کے لیے بھی ہچکچائے بغیر تمہارا خاتمہ کر دے گی۔ اور اگر تمہیں یہ صورت منظور نہیں تو پھر تمہیں یہیں ہلاک کر کے تمہارا جسم برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے گا اور جیکولین میک اپ کر کے ایکریمیا سے باہر چلی جائے گی اس طرح کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ ڈاکٹر جیرالڈ اور جیکولین دونوں کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ پولیس، سیکرٹ سروس۔ انٹیلی جنس اور ایکریمیا کی دوسری ایجنسیاں لاکھ سر پٹکتی رہیں وہ اصل بات کا کھوج نہ لگا سکیں گی۔ بولو تمہیں کون سی صورت منظور ہے" ـــــ رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم ـــــ مم مجھے پہلی صورت منظور ہے۔ لیکن اب جیکولین کو میں برداشت نہ کر سکوں گا۔ اس لیے پلیز اسے میرے ساتھ نہ بھیجو ورنہ میں حقیقتاً پاگل ہو جاؤں گا۔ میرے اعصاب اب اس قدر مضبوط نہیں ہیں کہ میں اس صورتِ حال کا مقابلہ کر سکوں۔ البتہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایک ہفتہ چھوڑ زندگی بھر میں اس بارے میں کسی کو کچھ نہ بتاؤں گا۔ جیکولین کے بارے میں کہہ دوں گا کہ وہ مجھ سے لڑ کر کہیں چلی گئی ہے۔ ملک سے باہر یا تم جو بھی کہو" ـــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے رابرٹ ـــــ یہ بوڑھا واقعی اب میرا ساتھ نہیں نبھا سکے گا۔ میں اس کے اعصاب کی طاقت جانتی ہوں اور ویسے

بھی اگر یہ بتا بھی دے تو کیا ہوگا۔ یہ خود ہی جیل میں چلا جائے گا اور پھر کون یقین کرے گا کہ اس کی جگہ کوئی نقلی آدمی آیا اور ریسرچ لے اُڑا، اور پھر اسے بتلانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ جا کر دوبارہ ریسرچ شروع کر دے گا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اسے مزید ایک دو سال لگ جائیں گے" ------ جیکولین نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تم کہو جیکولین" ------ رابرٹ نے اس کی تجویز پر رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ دودھیا رنگ کی گیس کی پھوار اس ریوالور نما آلے کی لمبی سی خوفناک نال سے نکلی اور سیدھی ڈاکٹر جیرالڈ کی ناک سے آ ٹکرائی اور جیرالڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ذہن پر دبیز کمبل ڈال دیا ہو۔ ایک بار پھر اس کا ذہن اور اس کے تمام احساسات تاریکی میں ڈوب گئے تھے۔ اور ایک بار پھر پہلے کی طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ جیسے ہی ڈاکٹر جیرالڈ کی آنکھیں کھلیں اور اس کا شعور بیدار ہوا وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ اب اس کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں غائب تھیں۔ وہ بے اختیار اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر سامنے پڑے بنڈل کی طرف پلٹا یہ وہی بنڈل تھا جو کمرے میں داخل ہوتے وقت رابرٹ نے اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے بنڈل کھولا تو اس میں اس کا لباس اور جوتے موجود تھے۔ اس نے جلدی سے لباس پہنا۔ جرابیں جوتوں کے اندر رکھی ہوئی تھیں۔ انہیں پہن کر اس نے جوتے پہنے اور پھر جیبوں کو ٹٹولنا

شروع کر دیا۔ اس کا تمام سامان جیبوں میں موجود تھا حتیٰ کہ کرنسی تک بھی موجود تھی۔ کار کی چابیاں بھی جیب میں تھیں وہ تیزی سے دروازے کی طرف پلٹا جو کھلا ہوا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر کوٹھی میں آیا۔ ساری کوٹھی ویران تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ اس کی کار پورچ میں موجود تھی۔ وہ جلدی سے کار میں بیٹھا اور اس نے اُسے موڑ کر پھاٹک کی طرف بڑھا دیا۔ اس کی کار جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچی۔ پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ سمجھ گیا کہ یہ خود کار پھاٹک ہے جو کار کے دباؤ کی وجہ سے خود بخود کھلتا ہے اور پھر ایک مخصوص وقفے کے بعد خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ آج کل ایسے پھاٹکوں کا رواج بہت زیادہ تھا کیونکہ اس طرح پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں جو وقت ضائع ہوتا تھا وہ بھی بچ جاتا تھا اور اس کام کے لیے کسی آدمی کو بھی ملازم نہ رکھنا پڑتا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار لیبارٹری کی طرف اُڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اپنے زندہ بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔ ویسے اُسے اب ان ریسرچ پیپرز کے اُڑائے جانے پر کوئی افسوس نہ ہو رہا تھا بلکہ اس کی آنکھوں میں ایسی فاتحانہ چمک اُبھر آئی تھی جیسے وہ اُن سے شکست کھانے کی بجائے ذہنی طور پر اُن پر فتح حاصل کر چکا ہو۔ اس کے ذہن میں تو جیکولین کے بارے میں غصہ بھرا ہوا تھا۔ جیکولین کے بارے میں بھی ظاہر ہے وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ اس سے جھگڑا ہو گیا ہے وہ روٹھ کر ملک سے باہر چلی گئی ہے اور یقیناً سب کو اس کی بات پر بھی یقین آ جائے گا۔ یہی کچھ سوچتا ہوا وہ کار اُڑاتا لیبارٹری کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے بھاری دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا اس کے ساتھ جولیا۔ صفدر۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں موجود دو آدمی انہیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے ان کا انداز استقبالیہ تھا۔ یہ دونوں ہی ایکریمین تھے۔ چہرے مہرے سے طبقہ اشراف کے افراد لگتے تھے۔ جسموں پر قیمتی اور بہترین تراش خراش کے سوٹ تھے۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دوسرا نوجوان۔

”خوش آمدید پرنس“ ——— ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر کہا اور اس نے بڑی گرمجوشی سے عمران سے مصافحہ کیا۔

”یہ میرے ساتھی ہیں“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ سب کمرے میں موجود قیمتی فرنیچر پر براجمان ہو گئے۔ ادھیڑ عمر آدمی کا نام جیک اور نوجوان کا نام بونور تھا۔ جیک انٹرنیشنل ٹریڈرز کا چیئرمین اور بونور اس

کارپوریشن کا مینجنگ ڈائریکٹر تھا۔ یہ کمرہ کارپوریشن کے وسیع و عریض عمارت میں پھیلے ہوئے دفاتر میں سے ایک تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ناراک چار گھنٹے پہلے پہنچا تھا۔ ان سب کے چہروں پر میک اپ تھا لیکن سوائے جولیا کے باقی سب ایشیائی میک اپ میں ہی تھے۔ ائیرپورٹ سے وہ سب ایک کالونی میں واقع ایک شاندار کوٹھی میں پہنچے۔ جس کے متعلق عمران نے انہیں بتایا کہ چیف نے فارن ایجنٹ کی مدد سے اس کوٹھی کا انتظام ان کی رہائش گاہ کے طور پر پہلے ہی کر رکھا تھا۔ عمران نے کوٹھی میں آتے ہی مختلف جگہوں پر فون کیے اور اس کے بعد وہ کوٹھی میں موجود ایک نئے ماڈل کی بڑی سی کار میں بیٹھ کر انٹرنیشنل پلازہ پہنچے تھے جس میں انٹرنیشنل ٹریڈرز کے دفاتر تھے اور ان کا استقبال پلازہ کے گیٹ پر ہی مہمان کے طور پر کیا گیا اور ایک خوبصورت سی لڑکی نے اس کمرے تک ان کی رہنمائی کی تھی۔ اور اس وقت وہ انٹرنیشنل ٹریڈرز کے چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے ساتھ اس خوبصورت ہال نما کمرے میں موجود تھے ان کے بیٹھتے ہی ایک ملازم نے ان سب کے سامنے لیمن جوس کے نفیس اور خوبصورت گلاس لا کر رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

”اب فرمائیے پرنس آپ انٹرنیشنل ٹریڈرز سے کیا چاہتے ہیں“ ——— چیئرمین جیک نے ملازم کے باہر جاتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہی جو ایک کنوارہ چاہ سکتا ہے“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر دونوں ہی بُری طرح چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کنوارہ کیا مطلب ——— کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے،" چیئرمین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ دونوں حضرات شادی شدہ ہیں" ——— عمران نے وضاحت کرنے کی بجائے اُلٹا سوال کر دیا۔

"جی ہاں مگر......" چیئرمین نے اُسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب آپ کنوارے تھے اُس وقت آپ کیا چاہتے تھے" ——— عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا چاہتے تھے ——— میں مطلب نہیں سمجھا ——— کنوارے کا لفظ استعمال کر کے آپ نے لفظ چاہنے کو محدود کر دیا ہے۔ کیا آپ کا مطلب شادی سے ہے" ——— اس بار منیجنگ ڈائریکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ابھی جوان ہیں اس لیے آپ مطلب جلدی سمجھ گئے ہیں" ——— عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کو حیرت اور معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر ناگواری کے تاثرات نمایاں نظر آرہے تھے لیکن چونکہ انہیں یہاں آنے کے مقصد کا سرے سے علم ہی نہ تھا۔ اس لیے مجبوراً وہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ انٹرنیشنل ٹریڈرز آپ کی شادی کرا دے" ——— چیئرمین جیک نے اس بار انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اگر کرا سکے تو" ——— عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"پرنس میرا خیال ہے۔ آپ کا وقت ہم سے بھی زیادہ قیمتی ہو گا۔ اس لیے اگر آپ ہماری معذرت قبول کریں تو زیادہ بہتر ہے" ——— جیک نے باوجود چہرے پر غصے کے انتہائی بااخلاق لہجے اور خوبصورت انداز میں جواب دیا۔

"کر لی قبول۔ کم از کم مجھے یہ تو پتہ چل گیا کہ آپ کی انٹرنیشنل ٹریڈرز انٹرنیشنل نہیں ہے بلکہ ایک محدود ادارہ ہے۔ اور آپ نے صرف رعب ڈالنے کے لیے لفظ انٹرنیشنل اپنے نام کے ساتھ لگا رکھا ہے" ——— اس بار عمران کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

"کیا ——— کیا مطلب ——— یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ——— جیک نے اس بار حقیقتاً غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر چیئرمین ——— انٹرنیشنل دنیا میں ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے شادی ——— پوری دنیا میں کسی بھی جگہ آپ چلے جائیں شادی ہر جگہ ہوتی ہے اس لیے جو ادارہ شادی نہیں کرا سکتا اُسے انٹرنیشنل کہلانے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ یہ تو ہوئی ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا ادارہ انتہائی اعلیٰ سطح پر قائم لیبارٹریز کو سائنس کا انتہائی نازک اور پیچیدہ سامان سپلائی کرتا ہے۔ یہ تو درست ہے یا......" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں یہ درست ہے اور آپ نے بھی فون پر اسی بات کا حوالہ دیا تھا کہ آپ اپنی ریاست میں قائم ہونے والی انتہائی اعلیٰ سطح کی لیبارٹری کے لیے بڑا آرڈر دینا چاہتے ہیں اس لیے آپ سے ملاقات

کا وقت طے کر لیا گیا تھا۔ مگر آپ نے شادی کا مسئلہ چھوڑ دیا"۔۔۔ چیئرمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کنوارے آدمی کی کمزوری یہی ہوتی ہے کہ وہ ہر جگہ شادی کا سکوپ ہی تلاش کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو اس کے اس جواب پر چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

"معاف کیجئے گا۔۔۔ ہمارا خیال مشرقی پرنسز کے بارے میں مختلف تھا مگر آپ سے ملاقات کے بعد ہمیں احساس ہو رہا ہے کہ ہمارا خیال غلط تھا۔ پرنس تو انتہائی ذہین اور خوش طبع ہوتے ہیں"۔۔۔ چیئرمین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"معاف کر دیا۔۔۔ دراصل معاف کر دینا ہماری خاندانی روایات میں شامل ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو جیک اور بونور دونوں ہی مسکرا دیئے۔

"آپ کس سطح اور کس ٹائپ کی لیبارٹری اپنی ریاست میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ فیزیبلٹی رپورٹ ہمراہ لائے ہیں"۔۔۔ چیئرمین نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل اسی انداز کی جس انداز کی لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر جیرالڈ ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو جیک اور بونور دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات اُبھر آئے۔

"اوہ اوہ۔۔۔ اب آپ کی بات ہماری سمجھ میں آگئی ہے۔۔۔ ڈاکٹر جیرالڈ نے ابھی حال ہی میں شادی کی ہے اس لیے آپ شادی کا

حوالہ دے رہے تھے۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ واقعی یہ ایک خوبصورت آغاز تھا۔ سوری پرنس دراصل ہم آپ کے اس خوبصورت آغاز کا سیاق و سباق نہیں سمجھ سکے تھے"۔۔۔ چیئرمین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس نے تو دوسری شادی کی ہوگی میں پہلی کی بات کر رہا تھا۔ جو عزت پہلی شادی میں ہوتی ہے وہ دوسری تیسری میں کہاں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔۔۔ انہوں نے بھی بڑھاپے میں آ کر پہلی شادی کی ہے اور ہم اس پارٹی میں موجود تھے جس میں انہوں نے جیکولین سے شادی کا اعلان کیا اور پھر وہیں اُسی پارٹی میں انتہائی سادگی سے ان کی شادی بھی رجسٹر ہو گئی۔ ہمیں اس پر بے حد حیرت ہو رہی تھی کیونکہ ڈاکٹر جیرالڈ اور جیکولین دونوں کی عمروں میں بے پناہ فرق کے ساتھ ساتھ ان کے مزاج اور دائرہ کار بھی مختلف تھے۔ بہر حال ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے"۔۔۔ جیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دائرہ کار سے آپ کا کیا مطلب ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اب آپ سے کیا چھپانا جناب آپ تو بہر حال اجنبی ہیں اور آپ اعلیٰ شخصیت ہیں اس لیے مجھے یقین ہے کہ آپ ایسی باتیں لیک آؤٹ بھی نہ کریں گے۔ ڈاکٹر جیرالڈ صاحب ایکریمیا کے نامور سائنسدان ہیں جب کہ محترمہ جیکولین کے بارے میں مختلف باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ان کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ وہ انتہائی بدنام ترین کلبوں میں آتی جاتی رہتی ہیں"۔۔۔ جیک نے جواب دیا۔

"آپ اس قدر تفصیل سے ان کے بارے میں کیسے جانتے ہیں"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خفیہ لیبارٹریوں کو سپلائی کرنے کے لیے ہمیں بھی زیر زمین دنیا سے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں تاکہ کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو جائے اور محترمہ جیکولین کے بارے میں ہمارے اس خصوصی شعبے کی ہی رپورٹ ہے۔ یہ رپورٹ ہم نے باقاعدہ طلب کی تھی کیونکہ میڈم جیکولین شادی کے بعد ایکس ون لیبارٹری میں ہی ڈاکٹر جیرالڈ کے ساتھ قیام پذیر ہیں لیکن ظاہر ہے۔ ہم اس پر اعتراض تو نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم محتاط ضرور ہو گئے ہیں۔ بہرحال آپ اس بات کو چھوڑیں۔ کاروباری بات یہ ہے کہ ایکس ون لیبارٹری انتہائی اعلیٰ سطح کی ہے اور اس میں اے ون ٹائپ مشینری فٹ ہے۔ آپ کا صرف اس لیبارٹری کا حوالہ دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ آپ ہمیں فیزیبلٹی رپورٹ دیں گے تو ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ ہم نے کس قسم کی مشینری آپ کو سپلائی کرنی ہے"۔۔۔ جیک نے کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ ہمیں ڈاکٹر جیرالڈ کی لیبارٹری دکھا سکیں یا پھر ڈاکٹر جیرالڈ سے ملاقات ہو سکے تاکہ ہم اپنے طور پر ان سے معاملات کو ڈسکس کر سکیں۔ اس کے لیے ہم باقاعدہ آپ کو آپ کی مرضی کا معاوضہ بھی ادا کریں گے کیونکہ اس طرح ہمیں سہولت ہو گی اور اس سہولت کا معاوضہ لینا آپ کا حق ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس لیبارٹری میں تو ہم بھی نہیں جا سکتے اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے وہ لیبارٹری دیکھی ہے۔ ہم بھی تمام سپلائی ایک ذیلی پوائنٹ پر ڈاکٹر

جیرالڈ کے آدمیوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور یہ پوائنٹ بھی ڈاکٹر جیرالڈ ہی کی ڈیمانڈ کے ساتھ ہی بتا دیتے ہیں اور آپ یقین کریں ہر بار یہ پوائنٹ پہلے سے مختلف ہی ہوتا ہے۔ البتہ ڈاکٹر جیرالڈ سے ہمارے ذاتی تعلقات ضرور ہیں۔ اس لیے ان ذاتی تعلقات کی بنا پر ملاقات تو ہو سکتی ہے۔ وہ بھی اگر ڈاکٹر جیرالڈ پسند کریں تو کیونکہ وہ بے حد مصروف رہتے ہیں۔ میں معلوم کرتا ہوں"۔۔۔ جیک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر میز پر پڑا ہوا کارڈلیس فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں انٹرنیشنل ٹریڈرز کا چیئرمین جیک بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر جیرالڈ صاحب سے بات کرائیں"۔۔۔ جیک نے کہا۔

"سوری مسٹر چیئرمین۔۔۔ ڈاکٹر جیرالڈ ابھی چند لمحے پہلے اپنی بیگم کے ساتھ شہر گئے اور ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں اور کب واپس لوٹیں گے"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس وقت لیبارٹری سے پہلے تو کبھی ڈاکٹر جیرالڈ نہیں نکلے۔ یہ تو ان کے کام کا وقت ہوتا ہے۔ اگر کبھی آتے بھی ہیں تو ہمیشہ شام کو ہی آتے ہیں۔ لیکن بہرحال نئی شادی ہے۔ ہو سکتا ہے بیگم کے اصرار پر انہیں آنا پڑا ہو۔ اب تو شام کو ہی ان سے بات ہو سکتی ہے یا پھر کل۔۔۔۔۔" جیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم یہاں کل تک نہیں ٹھہر سکتے۔ ہم آج ہی سارے معاملات فائنل کر کے اور آپ کو مکمل مطلوبہ سامان کی ایڈوانس پیمنٹ کر کے واپس جانا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مکمل سامان کی ایڈوانس پیمنٹ ۔۔۔۔ اوہ پھر تو کچھ کرنا ہوگا"۔۔۔ جیک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس اگر آپ کہیں تو میں راڈرک سے معلومات کروں۔ ہو سکتا ہے اُسے معلوم ہو۔ آپ جانتے ہیں ایسے معاملات میں وہ کس قدر باخبر رہتا ہے"۔۔۔۔ مینجنگ ڈائریکٹر بونور نے کہا۔

"ہاں معلوم کرو"۔۔۔۔ جیک نے فون بونور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور بونور نے فون سیٹ لے کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"بونور بول رہا ہوں۔ انٹرنیشنل ٹریڈرز سے"۔۔۔۔ بونور نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس میں راڈرک بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"راڈرک۔ چیئرمین فوری طور پر ڈاکٹر جیرالڈ سے ملاقات چاہتے مگر لیبارٹری سے بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر جیرالڈ اپنی بیگم کے ہمراہ لیبارٹری سے ابھی گئے ہیں۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہاں شہر میں وہ کہاں موجود ہوں گے"۔۔۔۔ بونور نے جواب دیا۔

"میں کوشش کرتا ہوں باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے ۔۔۔۔ جلد از جلد رپورٹ دو"۔۔۔۔ بونور نے کہا اور رابطہ آف کر دیا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ بونور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور فون سائیڈ پر رکھی تپائی پر رکھ دیا اور پھر عمران اور ان دونوں کے درمیان مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اُٹھی اور بونور نے فون اُٹھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو راڈرک بول رہا ہوں باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے راڈرک کی آواز سُنائی دی۔

"یس بونور سپیکنگ ۔۔۔۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ بونور نے جواب دیا۔

"باس انتہائی حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ جیکولین اپنے پرانے ساتھیوں رابرٹ اور انتھونی کے ساتھ اسانڈر مینشن جاتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ جب کہ ڈاکٹر جیرالڈ کو اکیلے واپس لیبارٹری کی طرف جاتے دیکھا گیا ہے"۔۔۔۔ راڈرک نے جواب دیا۔

"تو ڈاکٹر جیرالڈ واپس لیبارٹری گئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں تو ان سے ہی بات کرنی ہے شکریہ"۔۔۔۔ بونور نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے فون جیک کی طرف بڑھا دیا۔ جیک نے فون لیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سُنائی دی۔

"چیئرمین انٹرنیشنل ٹریڈرز جیک بول رہا ہوں۔ کیا ڈاکٹر صاحب واپس آگئے ہیں" ـــــ جیک نے کہا۔

"جی ہاں ـــــ ان کی آمد کی اطلاع ہمیں مل گئی ہے۔ لیکن وہ اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ میں معلوم کرتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہی آواز دوبارہ سُنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب سے بات کیجئے جناب" ـــــ اور اس کے ساتھ ہی ایک بھرائی ہوئی سی آواز سُنائی دی۔

"ہیلو میں ڈاکٹر جیرالڈ بول رہا ہوں" ـــــ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت کسی بات چیت کے موڈ میں نہیں ہے۔ لیکن کسی مجبوری کی بنا پر بات کر رہا ہے۔

"ڈاکٹر جیرالڈ میں جیک بول رہا ہوں۔ آپ سے ایک ذاتی ملاقات کی درخواست ہے۔ اگر آپ آج ہی کوئی وقت دے سکیں تو مشکور ہوں گا" ـــــ جیک نے کہا۔

"سوری مسٹر جیک میں اس وقت بے حد پریشان ہوں۔ اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ اُمید ہے آپ خیال نہ کریں گے۔ ایک ہفتے بعد بات ہوگی ـــــ ویری سوری" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"میرا خیال ہے پرنس۔ ان کا بیوی سے کوئی مسئلہ ہوگیا ہے اس لیے وہ پریشان ہیں۔ حالانکہ آج سے پہلے میں نے کبھی انہیں

اس طرح کے موڈ میں نہیں دیکھا" ـــــ جیک نے ایسے لہجے میں کہا جیسے خفت مٹا رہا ہو۔

"او۔ کے ـــــ پھر ایسا ہے کہ میں گریٹ لینڈ کا دورہ کر لوں۔ ایک ہفتے کا دورہ ہے۔ ایک ہفتے بعد ہم واپس آئیں گے۔ اور پھر ڈاکٹر جیرالڈ سے بھی ملاقات ہو جائے گی اور سپلائی کا آرڈر بھی دے دیں گے کیونکہ ہم ڈاکٹر جیرالڈ سے ڈسکس کیے بغیر کوئی قدم نہیں اُٹھانا چاہتے" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم آپ کے منتظر رہیں گے پرنس" ـــــ جیک نے بھی کاروباری لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایک بار پھر مصافحہ ہوا اور رسمی کلمات ادا کیے گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر کار میں بیٹھے سڑک پر موجود تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ عمران کے پاس تھی جب کہ جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ کیا ایک ہفتہ انتظار کرنا ہوگا" ـــــ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کنوارے کو تو انتظار کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ایک ہفتہ کیا حیثیت رکھتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس بس بکواس کرنی آتی ہے تمہیں ـــــ ہمیں بتاؤ تو سہی کہ آخر تم یہ سب کیا چکر چلا رہے ہو" ـــــ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ایک نہ سہی دوسری سہی ـــــ جیکولین نہ سہی اسانڈر سہی۔ ہم اب اسانڈر مینشن جا رہے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ اساندر کون ہے عمران صاحب" ——— پیچھے بیٹھے ہوئے صفدر نے پوچھا۔

"سنا ہے۔ بے حد خوبصورت محترمہ ہیں۔ ایکریمیا کی کسی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہیں لیکن ایکریمیا میں ان کا ذاتی کاروبار بھی وسیع و عریض ہے اربوں پتی ہیں۔ بس ایک ہاں کی دیر ہے۔ سارے ہی مسئلے اکٹھے حل ہو جائیں گے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"سارے مسئلے ایک اور طرح سے حل ہو سکتے ہیں اگر تمہارے جسم میں مشین گن کا ایک برسٹ اتار دیا جائے تو" ——— جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس سے مسئلے کیسے حل ہوں گے بڑھ جائیں گے۔ جنت میں سینکڑوں حوروں میں مقابلہ بازی شروع ہو جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے کار موڑی اور اب کار ایک ایسی کالونی میں داخل ہو گئی جہاں انتہائی شاندار کوٹھیاں تھیں بالکل شاہانہ انداز کی۔ پھر ایک محل نما کوٹھی کے وسیع و عریض گیٹ پر عمران نے کار روک دی۔ اسی لمحے گیٹ کے سامنے کھڑے ہوئے دو دربانوں میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھ آیا۔

"میڈم اساندر سے کہو کہ کافرستان کی ریاست ڈھمپ کے پرنس آپ سے ملاقات چاہتے ہیں" ——— عمران نے خود ہی سر باہر نکال کر انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"پرنس ——— کہاں ہیں پرنس" ——— دربان نے حیرت سے کار میں بیٹھے ہوئے سب افراد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا پرنس کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ جاؤ ہمارا وقت ضائع مت کرو" ——— عمران نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ نے میڈم سے وقت لیا ہوا ہے" ——— دربان نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہم کسی سے کچھ لینے کی بجائے دینا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہم پرنس ہیں بھکاری نہیں ہیں" ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا تو دربان تیزی سے مڑا اور قدم بڑھاتا واپس گیٹ کی طرف چلا گیا۔ گیٹ کے ساتھ موجود کیبن میں داخل ہو کر وہ نظروں سے غائب ہو گیا لیکن پھر چند منٹ بعد وہ باہر آیا اور اس نے دوسرے دربان سے کچھ کہا اور کار کی طرف بڑھنے لگا۔

"تشریف لے جائیے پرنس" ——— دربان نے قریب آ کر اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے بڑا سا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ پھاٹک سے گزر کر کار کافی فاصلے پر موجود عمارت کے بڑے پورچ میں جا کر رکی۔ وہاں برآمدے میں ایک نوجوان موجود تھا۔

"تشریف لائیے پرنس مادام آپ کی منتظر ہیں" ——— نوجوان نے کار رکتے ہی قریب آ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اتر آیا۔ ظاہر ہے اس کے باقی ساتھی بھی نیچے آ گئے۔ عمران غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے عمارت کا جائزہ لے رہا ہو نوجوان کی رہنمائی میں چلتے ہوئے وہ سب ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں انتہائی قیمتی

فرنیچر موجود تھا۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے
کہ کمرے کی ایک سائیڈ پر دروازہ نمودار ہوا اور ایک خوبصورت اور نوجوان
لڑکی جس کے جسم پر انتہائی چست لباس تھا اندر داخل ہوئی۔ اس نے اپنے
سرخ رنگ کے لمبے سے بالوں کو پشت پر سنہرے رنگ کے چوڑے
ربن سے باندھا ہوا تھا۔ خاتون کی آمد کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی
احتراماً اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام اساندر ہے"—— آنے والی نے مُسکراتے ہوئے کہا
اور مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔

"صرف میں تم سے مصافحہ کرسکتی ہوں۔ یہ مشرقی لوگ عورتوں
سے مصافحہ کرنا بداخلاقی سمجھتے ہیں"—— جولیا نے آگے بڑھ کر اساندر
کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اور اساندر مسکرا دی۔

"آپ میں سے پرنس کون ہیں"—— اساندر نے غور سے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ نے پہلے کبھی کسی پرنس کو نہیں دیکھا"—— عمران نے
مُسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آپ پرنس ہیں—— آپ سے مل کر بے حد مُسرت ہوئی ہے
واقعی آج سے پہلے میں نے کسی مشرقی پرنس کو نہ دیکھا تھا۔ تشریف رکھیں
یہ باقی آپ کا سٹاف ہوگا"—— اساندر نے مُسکراتے ہوئے کہا اور
عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئے۔ سامنے والے صوفے
پر اساندر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہی تھی جبکہ
عمران نے اس انداز میں نظریں جھکائی ہوئی تھیں جیسے اُسے اساندر

کی طرف دیکھتے ہوئے شرم آرہی ہو۔

"فرمایئے آپ نے کیسے یہاں آنے کی تکلیف کی"—— چند لمحوں
کی خاموشی کے بعد اساندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جیرالڈ کی نئی دُلہن سے ملاقات کرنی ہے۔ ہمارے مشرق
میں رواج ہے کہ نئی دولہن کو سلامی کے طور پر قیمتی تحائف دیئے جاتے
ہیں"—— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو اساندر بے اختیار
اچھل سی پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات اُبھر
آئے تھے۔

"ڈاکٹر جیرالڈ کی نئی دُلہن—— کیا مطلب میں آپ کی بات
نہیں سمجھی"—— اساندر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تو اس طرح حیرت ظاہر کررہی ہیں جیسے جیکولین جیرالڈ کو ہم
سے چھپانے کی کوشش کررہی ہوں۔ حالانکہ ہمیں انہوں نے خود بتایا
ہے کہ وہ آپ کے پاس ہیں اور ہم انہیں کچھ دینے آئے ہیں لینے نہیں"۔
عمران نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو جیکولین نے خود بتایا ہے کب"—— اساندر نے حیران
ہوکر کہا۔

"خواب میں"—— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو
اساندر کے چہرے پر یکلخت تناؤ کے تاثرات اُبھر آئے۔

"تمہارا نمائندہ اکمل طاہر جب ہم سے مل کر چلا گیا ہے تو پھر تمہاری
یہاں آمد کی وجہ"—— اساندر نے اس بار انتہائی تلخ لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے سارے ساتھی اکمل طاہر کا نام سُن کر

بے اختیار چونک پڑے۔

"ہمارا نمائندہ —— کیا مطلب —— ابھی ہم نے کوئی کاروباری ادارہ تو نہیں کھولا۔ پھر ہمارا نمائندہ کہاں سے آگیا" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر علی عمران تم چاہے لاکھ پرنس بن جاؤ میک اپ کر لو۔ لیکن اساندرہ کی نظروں سے تم نہیں چھپ سکتے، اور یہ دوسرے لوگ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہوں گے، لیکن یہاں آمد کا مقصد میں نہیں سمجھ سکی جب کہ اس آدمی اکمل طاہر کو میں نے صرف اس لیے زندہ واپس جانے دیا تھا کہ وہ صرف پیغام لانے والا تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے نمائندے کو جیکب نے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اُسے بچا لیا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو اپنے نمائندے سے بیشک پوچھ لینا" —— اساندر نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیکولین والی بات تم گول کر گئی ہو۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کسی جیکولین کو نہیں جانتی مسٹر علی عمران۔ اور نہ ہی میرا کسی ڈاکٹر جیرالڈ سے کوئی تعلق ہے۔ ویسے میں چاہوں تو صرف انگلی کی ایک حرکت سے تم سب پر موت وارد کر سکتی ہوں لیکن چونکہ تم یہاں مہمان کے طور پر آئے ہو اس لیے میں تمہیں زندہ واپس جانے کی اجازت دے رہی ہوں لیکن اگر اس کے بعد تم نے دوبارہ اندر آنے کی کوشش کی تو پھر یقینی موت تمہارا استقبال کرے گی" —— اساندر نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی اور تیز تیز قدم اُٹھاتی

اُسی دروازے کی طرف بڑھ گئی جہاں سے وہ اندر آئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ میں سے گزر کر نہ صرف چلی گئی بلکہ دروازہ بھی دیوار میں غائب ہو گیا۔ اب وہاں سپاٹ دیوار ہی نظر آ رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اُسی لمحے کمرے کا بیرونی دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا جس کی رہنمائی میں وہ یہاں تک پہنچے تھے۔

"تشریف لائیے جناب میں آپ کو آپ کی کار تک چھوڑ آؤں" —— اس نوجوان نے کمرے میں داخل ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں چلو" —— عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار ایک بار پھر اساندر مینشن کے گیٹ سے نکل کر سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"کیا مطلب آخر تم یہ کیا چکر چلا رہے ہو" —— اس بار بھی جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"چکر چلائے بغیر آج کل کوئی مانتا ہی نہیں اس لیے مجبوری ہے" عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک موڑ پر کچھ آگے بڑھا کر روک دیا۔ اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس آلے سے اساندر کی آواز سنائی دی۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر اس آدمی کو ہر بات کا پہلے سے علم کیسے ہو جاتا ہے۔ پہلے اُسے وہاں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے اس بات کا علم

ہو گیا کہ ایکسیم تھرٹی کوڈی۔ ایس ڈیل کر رہی ہے اور ڈی۔ ایس کا تعلق جیکر
سے ہے اور جیکب کا میرے ساتھ تعلق ہے۔ اس نے اپنا نمائندہ
براہِ راست میرے پاس بھجوا دیا۔ اور اب دیکھو اُسے معلوم ہو گیا کہ جیکولین
یہاں موجود ہے اور وہ جیکولین کے پیچھے چلا آیا" ـــــ اسانڈر بڑے
سخت لہجے میں بات کر رہی تھی۔

"لیکن میڈم آپ نے اُسے زندہ کیوں جانے دیا" ـــــ ایک
دوسری آواز سنائی دی۔

"میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں رابرٹ ـــــ اس کا تعلق
سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور میں اس کا خاتمہ کر کے سیکرٹ سروس کو
اپنے پیچھے نہیں لگانا چاہتی۔ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر جیرالڈ کی
ایکسیم تھرٹی پر اب تک ہونے والی ریسرچ میرے پاس پہنچ چکی ہے۔
اور ڈاکٹر جیرالڈ کے ساتھ جو ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے
ڈاکٹر جیرالڈ خود بھی اپنا منہ بند رکھے گا۔ اس طرح میں آسانی سے یہ
ریسرچ کسی بھی بڑے ملک کے پاس فروخت کر سکتی ہوں" ـــــ
اسانڈر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران یہ بات سن کر بے اختیار
چونک پڑا۔

"جیکولین کی یہاں موجودگی کا اگر اُسے علم ہے تو میڈم کہیں اُسے یہ
علم نہ ہو جائے کہ ہم لوگ کیا حاصل کر کے آئے ہیں" ـــــ ایک اور
آواز سنائی دی۔

"نہیں اُسے اس کا کسی طرح علم نہیں ہو سکتا اور ویسے بھی اس
کی یہاں اس طرح آمد کا مقصد میں سمجھتی ہوں۔ وہ دراصل جیکولین کے

ذریعے ڈاکٹر جیرالڈ تک پہنچنا چاہتا ہے اور اس کے لیے وہ وہی کھیل
کھیلنا چاہتا ہے جو ہم نے کھیلا ہے۔ لیکن اُسے اس کھیل کھیلنے کی مہلت
ہی نہ ملے گی۔ میں اُسے یہاں محل میں ختم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ باہر اگر وہ کسی
روڈ ایکسیڈنٹ میں مر جاتا ہے تو اس میں میری کوئی ذمہ داری نہ ہو گی"۔
اسانڈر کی آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے آلے کا بٹن
آف کر کے اُسے جیب میں رکھ لیا۔

"کیا تم وہاں ڈکٹا فون لگا کر آئے تھے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے ـــــ میں وہاں اسانڈر کی صرف شکل دیکھنے تو نہ گیا
تھا۔ اب اتنی بھی خوبصورت نہیں ہے جتنی وہ اپنے آپ کو سمجھنے
لگی ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور جولیا کے چہرے پر بے اختیار
مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"یہ اکمل طاہر کون ہے" ـــــ اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے
تنویر نے کہا اور باقی سب ساتھی بھی چونک کر عمران کی دیکھنے لگے۔

"میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں کیونکہ اب میرے خیال میں تفصیل
بتانے کا وقت آ گیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
پھر اس نے وائٹ کالر کی اپ لینڈ اور پاکیشیا میں سرگرمیوں ان کی
گرفتاری، اور پھر سر رحمان کی طرف سے کیس کو سیکرٹ سروس کی طرف
ریفر کرنے سے لے کر توصیف کی یہ دریافت کہ یہ منشیات نہیں بلکہ
نایاب دھات سمگل ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ بتانے کے ساتھ ساتھ
یہ بھی بتا دیا کہ چیف نے پہلے اپ لینڈ میں اپنے ایک خصوصی نمائندے کو
یہاں بھجوایا تاکہ وہ ڈی۔ ایس اور اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات

حاصل کرے لیکن یہ نمائندہ صرف اسانڈر تک پہنچ سکا۔ اس سے آگے اس کی کارکردگی زیرو ہوگئی تو چیف نے ہمیں یہاں بھجوایا ہے تاکہ اس لیبارٹری سے ایکسم تھرٹی پر ہونے والی ریسرچ اڑائی جائے“ ——— عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مگر تم نے یہاں آکر تو اس سلسلے میں اب تک کچھ نہیں کیا۔ اسانڈر سے تو پہلے ہی چیف کا آدمی مل چکا تھا پھر ......“ جولیا نے کہا۔

”میں نے ایک اور پہلو سے لیبارٹری کا کھوج نکالنے کی کوشش کی۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ انٹرنیشنل ٹریڈرز وہ واحد فرم ہے جو ایکریمیا کی سرکاری خفیہ لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرتی ہے۔ چنانچہ تم نے دیکھا کہ ان سے ہونے والی ملاقات میں لیبارٹری کا کوڈ نام ایکس ون بھی سامنے آگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ڈاکٹر جیرالڈ نے نئی شادی کی ہے اور اس کی بیوی کا تعلق زیرِ زمین دنیا سے ہے اور پھر جب یہ معلومات ملیں کہ ڈاکٹر جیرالڈ اس قدر پریشان ہے کہ اس نے انٹرنیشنل ٹریڈرز کے چیئرمین جیک سے ملاقات کرنے سے بھی انکار کر دیا اور جیکولین اسانڈر مینشن جاتی دیکھی گئی ہے تو اس سے کیا ظاہر ہوا۔ یہی کہ جیکولین کے ذریعے ڈاکٹر جیرالڈ کے ساتھ کوئی کھیل کھیلا گیا ہے اور اس میں اسانڈر ملوث ہے۔ اسانڈر کی رہائش گاہ پر ایسے سائنسی انتظامات موجود ہیں کہ وہاں واقعی ہم کچھ بھی نہ کر سکتے تھے اس لیے میں پرنس کی حیثیت سے وہاں گیا۔ میرا مقصد صرف ایک خصوصی ٹائپ کا ڈکٹا فون وہاں پہنچانا تھا۔ تاکہ اصل صورتحال سامنے آسکے اور تم نے دیکھ لیا کہ میرا وہاں جانا کس قدر فائدہ مند ثابت ہوا۔ اس ڈکٹا فون کے ذریعے ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ اسانڈر نے اپنے

طور پر ڈاکٹر جیرالڈ سے کوئی ڈرامہ کھیلا ہے اور جیکولین کے ذریعے ڈاکٹر جیرالڈ کی ریسرچ حاصل کر لی ہے اور وہ اسے کسی دوسرے ملک کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اب ہمارا ٹارگٹ تبدیل ہوگیا۔ اب ہمیں لیبارٹری سے یہ ریسرچ حاصل کرنے کی بجائے اسانڈر سے اسے حاصل کرنا ہوگا“ ——— عمران نے جواب دیا۔

”لیکن عمران صاحب اسانڈر آپ کی ہلاکت کی بات کر رہی تھی کہیں اس نے اس کار میں کوئی بم وغیرہ نہ چھپا دیا ہو“ ——— صفدر نے کہا تو جولیا اور تنویر دونوں چونک پڑے۔

”اس کی بات سے تو ایسا ہی احساس ہوتا تھا لیکن بعد میں اس نے وضاحت کر دی کہ ہماری موت کے لیے اس نے روڈ ایکسیڈنٹ کا انتخاب کیا ہے۔ ویسے اس ڈکٹا فون کے رسیور میں ایسے انتظامات موجود ہیں کہ اس سے کسی بھی بم یا ڈائنا منٹ کا سراغ لگایا جا سکتا ہے اور میں نے بھی اسانڈر کی بات سنتے ہی آلے کا وہ بٹن دبا دیا تھا مگر مجھے کاشن اوکے ملا تھا اس لیے میں مطمئن ہوگیا۔ البتہ ہماری کار کا نمبر اور دوسری تفصیل اب تک اس کالونی سے باہر کسی بھاری ٹرالر تک پہنچ چکی ہوگی اور جیسے ہی ہم کالونی سے باہر نکلیں گے وہ بھاری ٹرالر اچانک کہیں سے نمودار ہو کر ہمارا خاتمہ بالخیر کرنے کے لیے تیار ہوگا۔ اور چونکہ میں کنوارہ مرنا نہیں چاہتا اس لیے میں نے کار یہاں روک دی ہے“ ——— عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب اس ریسرچ سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ کیا ہمارے ملک میں ایسی لیبارٹریز موجود ہیں جن پر اس قدر جدید ریسرچ

ہو سکے"۔۔۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ایسی لیبارٹریاں ہمارے پاس نہیں ہیں لیکن ہم اس قدر اہم ریسرچ کو ضائع بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ پاکیشیا کا بنیادی مسئلہ ہی توانائی کا حصول ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ حکومت پاکیشیا اس ریسرچ کو اس لیے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ شوگران سے باقاعدہ معاہدہ کر کے اس ریسرچ کو وہاں کی لیبارٹریوں میں مکمل کیا جا سکے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا پلاننگ ہے۔ کیا اساندر کی رہائش گاہ پر دھاوا بولا جائے"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"اس سے سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا کہ ہم لوگ کسی نہ کسی مرحلے پر موت کا نشانہ بن جائیں گے کیونکہ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق اساندر کی رہائش گاہ کے ہر انچ پر موت کے جال بچھائے گئے ہیں۔ اور اساندر کی رضامندی کے بغیر اس کی رہائش گاہ میں داخل ہونے والا دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتا۔ اسی لیے تو میں خاموشی سے واپس چلا آیا تھا۔ میرے خیال میں اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ اساندر کو اس محل سے باہر کسی جگہ قابو کیا جائے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ کس طرح۔۔۔ نجانے وہ کب یہاں سے باہر نکلے اور پتہ نہیں کہ آئے بھی سہی یا نہیں"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"کسی نوجوان عورت کو بلانا دنیا میں سب سے آسان کام ہے۔ میں چاہوں تو اساندر ننگے پیر دوڑتی ہوئی باہر آ جائے"۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔ اچھی خاصی سنجیدہ بات کرتے کرتے تم پٹڑی سے اتر کیوں جاتے ہو"۔۔۔ جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا میں ابھی تمہیں تجربہ کرا دیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سڑک کی سائیڈ پر موجود پبلک فون بوتھ کی طرف چل پڑا۔ جولیا اور باقی ساتھی بھی کار سے اتر آئے اور فون بوتھ کی طرف چل پڑے وہ شاید عمران کا وہ کھیل دیکھنا چاہتے تھے جس سے وہ اساندر کو رہائش گاہ سے باہر بلانا چاہتا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھا اور پھر سکے ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اساندر مینشن"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس لارڈ برٹن بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"اوہ یس سر حکم سر"۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اساندر سے بات کراؤ فوراً"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر اساندر کی آواز ابھری۔

"اساندر بول رہی ہوں" ——— اساندر کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"چیف آف ایکریمین سیکرٹ سروس لارڈ برٹن بول رہا ہوں مس اساندر"
عمران نے اُسی طرح سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر فرمائیے" ——— دوسری طرف سے اساندر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت بدستور موجود تھی۔

"مس اساندر مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تم نے ڈاکٹر جبرالڈ سے انتہائی اہم سائنسی ریسرچ ایک ڈرامہ کھیل کر حاصل کر لی ہے اور اس ڈرامے کا مین کردار اس کی بیوی جیکولین تمہارے مینشن میں موجود ہے" ———
عمران نے اُسی طرح سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو کس نے یہ اطلاع دی ہے" ——— اساندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مس اساندر آپ جانتی ہیں کہ ہمارا دائرہ معلومات کس قدر وسیع ہوتا ہے۔ اگر آپ کا تعلق سرکاری ایجنسی سے نہ ہوتا تو آپ خود سمجھ سکتی ہیں کہ آپ کا اب تک کیا حشر ہو چکا ہوتا۔ لیکن اب بھی آپ کو وضاحت کرنی ہوگی کہ آپ نے یہ اہم ریسرچ کیوں اس انداز میں حاصل کی ہے"۔
عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کو جس نے بھی اطلاع دی ہے غلط دی ہے۔ میرا کسی ریسرچ سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— اساندر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اس ساری بات چیت کا ٹیپ سنوا دیا جائے جو اب تک آپ نے جیکولین۔ رابرٹ اور انتھونی سے کی ہے" ——— عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"بات چیت کا ٹیپ مگر ......" اساندر نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مس اساندر ——— شاید آپ کو معلوم نہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران اور اس کے ساتھی ہماری تحویل میں ہیں۔ ہم ان کا تعاقب کر رہے تھے کیونکہ ان کی ایکریمیا میں موجودگی کسی اہم کیس کی نشاندہی کرتی تھی اور اس علی عمران نے جب آپ سے ملاقات کی تو اس نے ایک خصوصی ڈکٹا فون وہاں نصب کر دیا۔ یہ ایسی ساخت کا ڈکٹا فون ہے جسے آپ کے مینشن میں نصب خود کار چیکنگ مشینری بھی چیک نہیں کر سکتی۔ اور اس کے بعد اس نے آپ کی ساری گفتگو نہ صرف سنی بلکہ اُسے ٹیپ بھی کر لیا اور یہ ٹیپ اس وقت میرے دفتر میں موجود ہے"۔
عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ مگر۔ مگر ......" اساندر اب واقعی بُری طرح گھبرا چکی تھی۔

"مس اساندر۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے یہ ریسرچ کیوں حاصل کی ہے۔ آپ کو اس جرم میں گولی بھی ماری جا سکتی ہے۔ لیکن میں آپ کو ذاتی طور پر پسند کرتا ہوں۔ آپ میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں جن سے ایکریمیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس لیے میں آپ کو صرف ایک چانس دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ وہ ریسرچ میرے آدمی کے حوالے کر دیں تو میں یہ سارا واقعہ بھول جاؤں گا ورنہ آپ جانتی ہیں کہ آپ کا کیا انجام ہوگا" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم ——— معافی چاہتی ہوں۔ واقعی یہ سب کچھ میری حماقت تھی

میں آپ کی اس اعلیٰ ظرفی کی دل سے قائل ہوگئی ہوں۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گی" ___ اسانڈرا آخر کار منتوں پر اتر آئی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"او۔ کے ___ میں اپنا نمائندہ بھیج رہا ہوں۔ اس کا نام سالومن ہے۔ آپ بلاکسی ہچکچاہٹ کے ریسرچ اس کے حوالے کر دیں۔ وہ دو گھنٹے بعد آپ کے مینشن میں پہنچ جائے گا ___ گڈ بائی" ___ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

"کمال ہے۔ تمہارا ذہن تو جادوگروں جیسا ہے۔ کتنی آسانی سے تم نے اس ریسرچ کو حاصل کرنے کی پلاننگ کر لی ہے" ___ تنویر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"اب کیا آپ خود جائیں گے میک اپ کر کے" ___ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اسانڈرا آسانی سے ریسرچ دے دے گی۔ جی نہیں اتنی بچی بھی نہیں ہے وہ۔ جتنا آپ لوگ سمجھ رہے ہیں اور میں نے آپ لوگوں کو چیلنج کیا تھا کہ میں اسانڈرا کو اس مینشن سے باہر نکال سکتا ہوں اور تم دیکھنا ابھی اسانڈرا کی کار اس طرف سے نمودار ہوگی۔ اور سیدھی شہر کی طرف بڑھ جائے گی" ___ عمران نے واپس کار کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ ریسرچ دینے سے انکار کر دے گی" ___ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ انکار نہیں کرے گی۔ صرف اتنا کرے گی کہ شہر جا کر اس

کی ایک نقل تیار کر لے گی اور پھر اسے کسی بینک لاکر میں رکھ کر واپس اپنے مینشن آئے گی اور پھر اگر سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ ریسرچ لینے آیا تو اسے ریسرچ دے دی جائے گی۔ اسی لیے تو میں نے اسے دو گھنٹوں کا وقت دیا تھا تاکہ وہ اطمینان سے اپنی کارروائی مکمل کر لے"۔ عمران نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور وہ سب عمران کی بات سن کر واقعی حیرت زدہ رہ گئے۔ یہ بات تو واقعی ان کے ذہنوں میں بھی نہ آئی تھی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ وہیں مینشن میں ہی اس کی نقل تیار کر لے"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں ایسی ریسرچ جن پیپرز پر تیار کی جاتی ہے۔ ان کی نقل سوائے خاص لیبارٹریوں کے نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے خصوصی مشینری چاہیئے"۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار موڑی اور پھر اسے تیزی سے آگے بڑھائے لیے گیا۔ کالونی کے پہلے چوک سے آگے لے جا کر اس نے کار کو ایک سائیڈ پر روک دیا۔

"تنویر اور صفدر ریڈی میڈ میک اپ کر لیں۔ ہو سکتا ہے اسانڈرا اکیلی نہ ہو۔ اس کے ساتھ دوسرے لوگ ہوں" ___ عمران نے کار روک کر عقب میں بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تنویر اور صفدر نے سر ہلا دیئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے جیبوں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالا اور میک اپ میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک سفید رنگ کی رولز رائس تیزی سے موڑ سے نمودار ہوئی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کار کو دیکھتے ہی عمران اور

اس کے ساتھی چونک پڑے کیونکہ اس کار کو وہ اسانذر مینشن کے وسیع و عریض پورچ میں کھڑی دیکھ چکے تھے۔ کار میں چار افراد سوار تھے۔ جن میں دو عورتیں عقبی سیٹ پر اور دو مرد فرنٹ سیٹ پر موجود تھے عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر ایک مخصوص فاصلہ رکھ کر اس نے تعاقب شروع کر دیا۔ لیکن اگلے چوک سے جیسے ہی سفید رولز رائس دائیں طرف جانے والی سڑک پر مڑی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس چوک پر پہنچ کر بائیں طرف کو کار موڑی اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی سپیڈ انتہائی حد تک بڑھا دی۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک اور چوک پر پہنچ گئے جس کے ساتھ گھنے درختوں کا ایک ذخیرہ موجود تھا۔ عمران نے کار اس ذخیرے کے اندر لے جا کر روک دی۔

"جلدی کرو نیچے اترو چند لمحوں بعد سفید رولز رائس یہاں پہنچنے والی ہے۔ میں کُشس فائر سے کار کا ٹائر پنکچر کروں گا۔ تنویر اور صفدر ان دونوں آدمیوں کو کور کریں گے"۔۔۔۔۔ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے وہ سب دوڑتے ہوئے ذخیرے کے اس حد تک پہنچ گئے جہاں سے آگے سڑک تک کھلا میدان تھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک لمبی نال والا پستول موجود تھا۔ سڑک پر سے کافی گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے تھے کہ انہیں چوک سے سفید رولز رائس موڑ کاٹتی ہوئی دکھائی دی۔ اور پھر جیسے ہی سفید رولز رائس موڑ کاٹ کر سیدھی ہوئی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے پستول سے ہلکی سی ٹھک کی آواز سنائی دی اور سیاہ رنگ کی کوئی چیز بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے فضا میں لہراتی ہوئی سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پلک جھپکتے ہی وہ سیاہ چیز رولز رائس کے عقبی ٹائر میں پیوست ہو چکی تھی۔ دوسرے لمحے کار سڑک پر ڈولنے لگی اور اس کے ساتھ ہی بریک لگنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر کار تیزی سے گھوم کر اسی سائیڈ پر آ گئی جس طرف عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کار سڑک سے کافی ہٹ کر رک گئی اور اس کے ساتھ ہی کار کے دروازے کھلے اور دو ایکریمین مرد تیزی سے نیچے اترے ہی تھے کہ عمران نے تنویر اور صفدر کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے تیزی سے درختوں کی اوٹ سے نکلے اور سفید رولز رائس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ٹہلتے ہوئے ادھر آ گئے ہوں۔ دونوں مرد کار کے عقبی ٹائر پر جھکے ہوئے اسے چیک کر رہے تھے جب کہ دونوں عورتیں عقبی سیٹوں پر مضطرب اور پریشان نظر آ رہی تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے جناب۔ کیا ہم آپ کی مدد کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ صفدر نے ان کے قریب جا کر بڑے دوستانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں چونک کر اٹھے اور تنویر اور صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔

"ٹائر پنکچر ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ ایک آدمی نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ان دونوں کی مداخلت اچھی نہ لگی ہو۔

"ہماری آٹو ورکشاپ ہے جناب۔ ہم آپ کی مدد کر سکتے ہیں آپ کے ساتھ خواتین ہیں"۔۔۔۔۔ اس بار تنویر نے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ اس بار ایک مرد نے مطمئن سے

لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا ۔
"مادام باہر آجائیں ٹائر تبدیل ہونا ہے" ——— اس آدمی نے
انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"اوہ یہ کیا مسئلہ بن گیا۔ میرے پاس وقت کم ہے اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"
اسانڈر نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ دوسری عورت دوسری طرف سے
باہر نکلی۔
"جیک نکال دیں جناب" ——— صفدر نے اس آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا جس کے ہاتھ میں کی رنگ نظر آرہا تھا۔
"آپ اُدھر درختوں کے جھنڈ میں چلی جائیں خواتین۔ کچھ دیر لگ
جائے گی اور لوگ اس طرح سڑک سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں
جیسے تماشا ہو رہا ہو" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آؤ جیکولین یہ آدمی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ رابرٹ کام جلدی سے
جلدی مکمل کرو" ——— اسانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر درختوں
کے جھنڈ کی طرف بڑھ گئی۔ دوسری نوجوان اور خوبصورت عورت بھی اس
کے پیچھے چلتی ہوئی درختوں کی طرف بڑھ گئی جسے اسانڈر نے رابرٹ کہہ
کر پکارا تھا اس نے ڈگی کھولی اور اندر جھک کر جیک نکالنے لگا۔ چند
لمحوں بعد اس نے ایک ہک جیک نکال کر صفدر کی طرف پھینک
دیا اور پھر وہ ڈگی میں موجود فالتو ٹائر کو ہک سے نکالنے میں مصروف
ہو گیا۔ صفدر نے جیک اُٹھایا اور مڑ کر دیکھا تو اسانڈر اور جیکولین درختوں
میں غائب ہو چکی تھیں۔ صفدر نے جیک اٹھایا اور دوسرے لمحے اس
کے قریب کھڑا رابرٹ بُری طرح چیختا ہوا اُچھل کر نیچے گرا۔ اُسی لمحے اس

کے دوسرے ساتھی کی چیخ سُنائی دی۔ ساتھ ہی وہ بھی کٹے ہوئے شہتیر
کی طرح نیچے رابرٹ کے ساتھ آگرا۔ بھاری جیک کے ایک ہی وار نے
رابرٹ کا سر آدھے سے زیادہ کھول دیا تھا۔ جب کہ تنویر کی کھڑی ہتھیلی کے
وار نے اس کے ساتھی کی گردن توڑ ڈالی تھی۔ اس لیے وہ دونوں ہی نیچے
گر کر تڑپ بھی نہ سکے اور ساکت ہو گئے۔
"آؤ" ——— صفدر نے کہا اور تیزی سے واپس درختوں کی طرف
بڑھ گیا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا۔ رابرٹ اور اس کے ساتھی کی لاشیں چونکہ
کار کی اوٹ میں تھیں اس لیے سڑک پر سے گزرتے ہوئے افراد کو وہ نظر نہ
آسکتی تھیں۔ ٹریفک مسلسل گزر رہی تھی اور انہیں معلوم تھا کہ کسی بھی لمحے
پولیس کی کار وہاں پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں کی گشتی پولیس ان معاملات
میں بے حد فعال تھی۔ ٹریفک سے ہٹ کر غلط جگہ پر کار رُکی دیکھ کر
وہ لازماً پڑتال کے لیے آتے تھے۔
"آؤ جلدی کرو۔ ہمیں یہاں سے فوری طور پر نکلنا ہے" ——— عمران
نے ان کے درختوں میں داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا اور وہ دونوں دوڑتے
ہوئے کار کی طرف بڑھ گئے۔ اسانڈر اور جیکولین درختوں کے درمیان
گھاس پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد صفدر اور تنویر
عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے اور عمران نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا
ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔
"وہ ریسرچ پیپرز مل گئے" ——— صفدر نے پوچھا۔
"ہاں اسانڈر سے مل گئے ہیں" ——— جولیا نے جواب دیا۔ اور
صفدر اور تنویر نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ چند لمحوں بعد کار درختوں

کے ذخیرے کی دوسری طرف سے نکل کر ایک لمبا ٹرن لے کر سڑک پر پہنچی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران کے ساتھیوں کے چہرے کامیابی کی وجہ سے چمک رہے تھے اور وہ سب اس طرح عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہو۔ ان سب کی نظروں میں عمران کے لیے واقعی تحسین کے آثار نمایاں تھے۔ جس نے صرف خوبصورت پلاننگ کی بنا پر اس قدر اہم ریسرچ پیپرز اتنی آسانی سے حاصل کر لیے تھے۔

بلیک زیرو نے ٹیکسی والے کو کرایہ دیا اور ساتھ ہی ٹپ بھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سلام کیا اور دوسرے لمحے اس نے ٹیکسی موڑی اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا چند لمحوں بعد کوٹھی کا سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا جس کے جسم پر موجود لباس بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

"مسٹر مکوئین کو یہ کارڈ دے دو" ــــ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ اس ملازم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ــــ ملازم نے جواب دیا اور کارڈ لے کر تیزی سے پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔ بلیک زیرو خاموش کھڑا تھا۔ یہ ڈی۔ انیس کے چیف مکوئین کی رہائش گاہ تھی اور اس کا پتہ بلیک زیرو نے جیکب سے معلوم کیا تھا۔ جو کارڈ اس نے ملازم کو دیا تھا وہ سیکرٹری آف سٹیٹ کے چیف آفیسر کرافورڈ کا تھا۔ بلیک زیرو نے یہ کارڈ

خود تیار کیا تھا لیکن اس مہارت کے ساتھ کہ حالانکہ اس پر اخبار سے کٹے ہوئے الفاظ سیٹ کیے گئے تھے۔ لیکن سرسری نظروں سے دیکھنے پر واقعی چھپا ہوا نظر آتا تھا چونکہ اُسے انسانی نفسیات کا علم تھا کہ وزٹنگ کارڈ کو آدمی صرف پڑھنے کی حد تک ہی دیکھتا ہے۔ اس پر تفصیلی غور نہیں کرتا اس لیے اُسے یقین تھا کہ مکوئین اس کی ساخت پر غور نہ کرے گا۔ اور سیکرٹری آف سٹیٹ کے آفس کا چیف آفیسر بہرحال ایکریمیا میں انتہائی اہم عہدہ تھا۔ اور وہی ہوا چند لمحوں بعد وہی ملازم باہر آیا۔

"تشریف لائیے جناب" ـــــ ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھاٹک سے ایک طرف ہٹ گیا۔ بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ اس کے جسم پر نیوی بلیو کلر کا ایک نیا سوٹ تھا اور ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا بریف کیس۔ وہ ایکریمین میک اَپ میں تھا اور سر پر باقاعدہ ایک قیمتی فلیٹ ہیٹ بھی تھا۔

"کوٹھی میں زیادہ ملازم نہیں ہیں شاید" ـــــ بلیک زیرو نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا جو پھاٹک بند کر کے اب اصل عمارت کی طرف اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔

"دو اور ملازم ہیں جناب وہ چھٹی پر ہیں اور صاحب کی فیملی بھی تعطیلات گزارنے گئی ہوئی ہے" ـــــ ملازم نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ برآمدے کی سائیڈ میں ڈرائنگ روم تھا۔ ملازم نے دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"ایک منٹ میری بات سنو" ـــــ بلیک زیرو نے اندر داخل ہوتے ہوئے مڑ کر ملازم سے کہا۔ اور ملازم یس سر کہتا ہوا اندر آ گیا۔ اُسی لمحے

بلیک زیرو کا بازو گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے ملازم کی کنپٹی پر پڑا اور ملازم چیخ مار کر نیچے قالین پر گرا اور ایک لمحہ تڑپ کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کا بازو پکڑ کر اس نے اُسے اُٹھایا اور ایک بڑے صوفے کے عقب میں اس طرح لٹا دیا کہ جب تک خاص طور پر صوفے کے عقبی طرف نہ دیکھا جائے بیہوش ملازم کو چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بلیک زیرو نے چیک کر لیا تھا کہ ملازم دو تین گھنٹوں سے قبل خود بخود ہوش میں نہ آ سکے گا اس لیے وہ مطمئن ہو کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ایکریمین اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے آدھے سے زیادہ بال سفید تھے جب کہ باقی براؤن رنگ کے تھے۔ چہرے پر ایک مخصوص قسم کی سختی تھی۔ ایسی سختی جو کہ اکثر اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد زبردستی اپنے چہروں پر صرف اس لیے سجائے رکھتے ہیں تا کہ ان کا رعب دبدبہ قائم رہ سکے۔ اس کے ہاتھ میں وہی کارڈ تھا جو بلیک زیرو نے ملازم کے ہاتھ بھجوایا تھا۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کے جسم پر گھریلو لباس تھا۔ لیکن یہ گھریلو لباس خاصا قیمتی اور جدید تراش کا تھا۔ بلیک زیرو اُسے دیکھ کر استقبالیہ انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام مکوئین ہے" ـــــ آنے والے نے غور سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"میرا کارڈ تو آپ پڑھ چکے ہوں گے۔ اس لیے دوبارہ تعارف صرف رسمی بات ہے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مسٹر کرافورڈ آپ کے اس کارڈ نے مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے۔
میں نے اسے غور سے دیکھا ہے۔ یہ چھپا ہوا تو نہیں ہے بلکہ الفاظ اس
پر چسپاں ہیں" ——— مکوئین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ جدید انداز کا کارڈ ہے۔ آج کل ایسے کارڈ ہی مستعمل ہیں" ———
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مکوئین نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔
"جی فرمائیے ——— سیکرٹری آف سٹیٹ کے چیف آفیسر کا
مجھ سے کیا کام ہو سکتا ہے اور وہ بھی یہاں رہائش گاہ پر" ———
مکوئین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مسٹر مکوئین ——— ڈاکٹر جیرالڈ سے فوری ملاقات کرنی ہے۔
کیا آپ اس کا بندوبست کر سکتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے سپاٹ
لہجے میں کہا۔
"ڈاکٹر جیرالڈ سے ملاقات ——— کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ———
مکوئین نے انتہائی حیرت بھرے اور اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے
چہرے پر اُلجھے ہوئے تاثرات اُبھر آئے تھے جیسے وہ بلیک زیرو
کی اس بات پر غور کر رہا ہو۔
"مسٹر مکوئین آپ ڈی۔ ایس کے چیف ہیں اور ڈی۔ ایس کے ذریعے
ایکسم تھرٹی ڈاکٹر جیرالڈ کو سپلائی کی جاتی رہی ہے تاکہ وہ اس پر ریسرچ
کر سکیں۔ لیکن ہمارے دفتر کو ایک بااعتماد اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر
جیرالڈ اس ریسرچ کے پیپرز روسیاہ یا کسی اور ملک کو فروخت کرنے کے
درپے ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر جیرالڈ ایک اہم ترین حیثیت رکھتے ہیں اس لیے

براہِ راست اور فوری ان پر ہاتھ ڈالنا اعلیٰ حکام نے مناسب نہیں سمجھا
بلکہ یہ طے ہوا ہے کہ آپ کے ذریعے ان سے بات کی جائے اور اس
بات کا اندازہ لگایا جائے کہ یہ خبر کس حد تک درست ہے۔ آپ ذمہ دار
آدمی ہیں اور دفتر نہیں چاہتا کہ اس بات کا علم کسی اور کو ہو۔ چنانچہ میں
یہاں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ڈاکٹر جیرالڈ سے بات کریں اور اگر
آپ بھی انہیں مشکوک قرار دے دیں تو انہیں خفیہ طور پر بلا کر ان سے مزید
پوچھ گچھ کریں اس کے بعد جو رپورٹ آپ کی ہو گی اُسے سرکاری طور پر
تسلیم کر لیا جائے گا۔ آپ کو یہ عزت دی گئی ہے" ——— بلیک زیرو
نے کہا۔
"یہ تو اعلیٰ حکام کی مہربانی ہے۔ مگر مجھے اس پر یقین نہیں آ رہا۔ کیا آپ
سیکرٹری آف سٹیٹ سے میری بات کرا سکتے ہیں" ——— مکوئین
نے کہا۔
"وہ بھی کرا دوں گا۔ آپ ابتدائی کام تو کر لیں صرف فون کر کے ڈاکٹر
جیرالڈ سے بات تو کریں۔ بے شک آپ ان سے صاف بات نہ کریں
لیکن" ——— بلیک زیرو نے کہا۔
"سوری مسٹر کرافورڈ ——— میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ آپ برائے مہربانی
صبح میرے دفتر آئیں اور سرکاری اجازت نامہ ساتھ لے کر آئیں۔
ڈاکٹر جیرالڈ کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ ان کی اعلیٰ شخصیت ہے" مکوئین
نے اس بار صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اچھا آپ ان کا فون نمبر بتا دیں میں خود بات کرتا ہوں" ———
بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ بھی سیکرٹ ہے" ـــــ مکوئین نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ ٹھیک ہے میں جاکر رپورٹ کر دیتا ہوں اس کے بعد اعلیٰ حکام جانیں اور آن کا کام" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر کرافورڈ۔ لیکن میں اس بارے میں محتاط رہنا چاہتا ہوں" ـــــ مکوئین نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ہونا بھی چاہیئے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ یکلخت مکوئین کنپٹی پر زوردار ضرب کھا کر چیختا ہوا صوفے پر جا گرا اور پھر سنبھلنے کی کوشش کرتا ہوا نیچے قالین پر ایک دھماکے سے گرا ہی تھا کہ بلیک زیرو کی لات گھومی اور مکوئین کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کا پھڑکتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

"میں نے تو کوشش کی تھی کہ چیف صاحب کو تکلیف نہ دوں مگر......" بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بیہوش پڑے ہوئے مکوئین کو اٹھا کر اس نے ایک بازو والی کرسی میں اڈجسٹ کیا اور پھر رسی کی تلاش کے لیے وہ ڈرائنگ روم سے نکل آیا۔ اندر سے اُسے رسی کا ایک بڑا گچھا مل گیا۔ اس نے سب سے پہلے صوفے کے عقب میں پڑے ہوئے ملازم کو باہر نکال کر اس کے ہاتھ پیر باندھے اور رومال اس کے منہ میں ڈال کر اس نے اُسے دوبارہ صوفے کے پیچھے دھکیل دیا اس کے بعد اس نے کرسی پر بیہوش پڑے ہوئے مکوئین کے ہاتھ عقب میں باندھ کر اس کے جسم کو اچھی طرح کرسی سے باندھ دیا۔ اور ایک بار پھر وہ ڈرائنگ روم سے نکل گیا۔ وہ مکوئین کو ہوش میں لانے سے پہلے کوٹھی کی مکمل تلاشی لینا چاہتا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسے کمرے کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جسے مکوئین دفتر کے طور پر استعمال کرتا تھا اور پھر اس کی بھرپور انداز میں تلاشی لینے کے بعد اس نے ایک فائل برآمد کر لی جس میں ایکسیم تھرٹی کی ایکس ون لیبارٹری کو ترسیل کی پوری تفصیلات موجود تھیں لیکن اس میں ایکس ون لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں کچھ درج نہ تھا البتہ ڈاکٹر جیرالڈ اور اس کا فون نمبر ضرور درج تھا۔ بلیک زیرو نے فائل دوبارہ دراز میں رکھی اور میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اُٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر جیرالڈ سے بات کرائیں ـــــ میں چیف آف ڈی۔ ایس مکوئین بول رہا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے مکوئین کے لہجے اور آواز کی نقل بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر اُبھری۔

"ہیلو میں ڈاکٹر جیرالڈ بول رہا ہوں" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ڈاکٹر جیرالڈ میں مکوئین بول رہا ہوں۔ میرے نوٹس میں ایکسیم تھرٹی کے ریسرچ پیپرز کے بارے میں ایک حیرت انگیز بات آئی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر مبہم سے لہجے میں کہا تاکہ بات کو وزن دار بنانے کے لیے وہ آہستہ آہستہ وہ پلاننگ سامنے لے

آئے جس کا ذکر اس نے مکوئین سے کیا تھا۔

"اوہ ــــ اوہ مگر مسٹر مکوئین ریسرچ پیپرز محفوظ ہیں۔ مخالف ایجنٹوں کو ڈپلیکیٹ دیا گیا تھا۔ میں نے دراصل اس خدشے کے پیشِ نظر پہلے ہی اس پر کام کیا تھا اور اصل کو علیحدہ محفوظ کر کے ڈپلیکیٹ تیار کیا جس میں ایسے اندراجات کر دیئے تھے جس سے بظاہر تو وہ اصل ریسرچ پیپرز ہی لگتے تھے لیکن جب ان ریسرچ پیپرز پر کوئی سائنسدان کام کرے گا تو وہ کبھی بھی اصل بات کی تہہ تک نہ پہنچ سکے گا اس طرح اصل ریسرچ پیپرز محفوظ ہیں" ــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ڈاکٹر جیرالڈ کی یہ بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ ڈاکٹر جیرالڈ تو ایک نئی کہانی بیان کر رہا تھا۔

"کیا مطلب ڈاکٹر جیرالڈ ــــ آپ پلیز وضاحت کریں۔ یہ انتہائی اہم اور سیریس مسئلہ ہے" ــــ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"مسٹر مکوئین جیکولین سے شادی واقعی میری زندگی کی سب سے بڑی حماقت تھی اور اب مجھے احساس ہوا ہے کہ دراصل یہ سب میرے خلاف سازش تھی" ــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے کہنا شروع کیا اور پھر اس نے جیکولین کے ساتھ کوٹھی پر جانے، وہاں قید رکھے جانے اور اس کی نقل کے یہاں سے کاغذات حاصل کرنے اور پھر اسے رہا کرنے تک پوری روئیداد تفصیل سے بیان کر دی۔ اور بلیک زیرو یہ سب سنکر واقعی حیران رہ گیا۔

"اس کا مطلب ہے لیبارٹری میں کوئی کالی بھیڑ موجود تھی" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"جی ہاں ڈاکٹر فراسٹ اس کا ذمہ دار تھا۔ جب میں نے اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہی تو وہ غائب تھا۔ یقیناً وہ فرار ہو چکا ہے" ــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری ڈاکٹر جیرالڈ ــــ معاملات بے حد نازک اور الجھے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حکام میری ضمانت کے بغیر آپ کی کسی بات پر یقین نہ کریں گے اور آپ انتہائی دردناک حالات کا شکار ہو جائیں گے۔ جب کہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں درست کہہ رہے ہیں لیکن میں بھی اعلیٰ حکام کو صرف اسی صورت میں آپ کی ضمانت دے سکتا ہوں کہ آپ خاموشی سے یہاں میری کوٹھی پر تشریف لائیں اور اصل ریسرچ پیپرز ساتھ لے آئیں اور میری تسلی کرا دیں اس کے بعد یقین جانیئے سب درست ہو جائے گا ورنہ دوسری صورت میں آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہو گا۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر مکوئین ــــ میں سمجھتا ہوں اور آپ پر مجھے اعتماد ہے۔ آپ ایک ذمہ دار آدمی ہیں۔ میں آرہا ہوں خفیف کالونی کی کوٹھی ہے ناں وہی پہلے والی" ــــ ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔

"ہاں وہی خاموشی سے آجائیں۔ میں آپ کا منتظر ہوں" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا وہ یہاں آیا تو کسی اور مقصد کے لیے تھا لیکن حسنِ اتفاق کہ اتنی آسانی سے اسے اصل ریسرچ پیپرز مل رہے تھے۔ رسیور رکھ کر وہ اس

کمرے سے نکل کر واپس ڈرائنگ روم میں پہنچا تو مکوٹین اور ملازم دونوں ابھی تک بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو برآمدے میں ہی ٹہلنے لگا۔ انتظار کا ایک ایک لمحہ اُسے شاق گزر رہا تھا لیکن ظاہر ہے ڈاکٹر جیرالڈ کوئی جن تو نہ تھا کہ ایک لمحے میں وہاں پہنچ جاتا۔ اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے شدید ترین انتظار کے بعد بلیک زیرو کو گیٹ کے باہر کار رُکنے کی آواز سُنائی دی اور بلیک زیرو تیزی سے قدم بڑھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اُسی لمحے کال بیل کی آواز سُنائی دی۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر پھاٹک کھولا اور پھاٹک کے ایک پٹ کے پیچھے ہو گیا۔ دوسرے لمحے سیاہ رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھی اور سیدھی پورچ کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں مکوٹین کی سرکاری کار پہلے سے موجود تھی۔ بلیک زیرو نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اُٹھاتا پورچ کی طرف بڑھنے لگا۔ کار سے ایک ادھیڑ عمر آدمی اتر کر حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔

"آیئے ــــ مسٹر مکوٹین اندر ڈرائنگ روم میں آپ کے شدت سے منتظر ہیں" ــــ بلیک زیرو نے قریب پہنچ کر انتہائی شائستہ لہجے میں کہا۔

"اوہ کیا تم ان کے ملازم ہو۔ تمہارا لباس تو......" ڈاکٹر جیرالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ان کا بھائی ہوں۔ انہوں نے آپ کی وجہ سے ملازموں کو بھی بھیج دیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جیرالڈ نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ اور پھر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا

گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پہلے بھی یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس لیے بغیر کسی رہنمائی کے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جیسے ہی پردہ ہٹا کر ڈاکٹر جیرالڈ اندر داخل ہوا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے اندر گیا اور پھر اس سے پہلے کہ سامنے کرسی پر بیہوش اور بندھے ہوئے مکوٹین کو دیکھ کر ڈاکٹر جیرالڈ کے حلق سے فطری طور پر چیخ نکلتی۔ بلیک زیرو کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ڈاکٹر جیرالڈ چیختا ہوا اُچھل کر اوندھے منہ قالین پر گرا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کی لات گھومی اور ڈاکٹر جیرالڈ ایک اور چیخ مار کر تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے جھک کر اس کے لباس کی تلاشی لی لیکن اس کے لباس سے وہ ریسرچ پیپر برآمد نہ ہوئے۔ بلیک زیرو تیزی سے واپس مڑا۔ اور پورچ میں آکر اس نے کار کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر کار کے ڈیش بورڈ کے اندر ایک خفیہ خانے سے وہ ایک لفافہ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے لفافہ کھولا۔ اس کے اندر خصوصی نوعیت کے کاغذوں کا پلندہ موجود تھا جس پر باریک ٹائپ میں ریسرچ کی تفصیلات موجود تھیں۔ ریسرچ ظاہر ہے سائنسی تھی۔ اس لیے بلیک زیرو اسے اچھی طرح تو نہ سمجھ سکتا تھا لیکن ایکسیم تھرٹی کے الفاظ اس نے پڑھ لیے اور اس کے ساتھ ہی اطمینان کا ایک طویل سانس لے کر اس نے کاغذات دوبارہ لفافے میں ڈالے اور لفافے کو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے وہ تیزی سے دوبارہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اندر پہنچ کر ڈاکٹر جیرالڈ کی جیب سے کار کی چابیاں نکالیں اور پھر خاموشی سے باہر آگیا۔ ڈاکٹر جیرالڈ کی حالت بتا رہی تھی کہ اُسے

بھی دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آسکتا تھا اور بلیک زیرو کو اندازہ تھا کہ دو تین گھنٹے اس کے لیے ایکریمیا سے روانگی کے لیے کافی ہیں۔ اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ کار میں بیٹھ کر سیدھا اس نواحی علاقے کے ہوٹل پہنچے گا اور وہاں سے اپنے کاغذات لے کر وہ سیدھا طیارہ چارٹر کرانے والی ایجنسی کے ذریعے ایک طیارہ چارٹر کرا کر آسانی سے کسی دوسرے ملک پہنچ سکتا ہے جہاں سے وہ واپس پاکیشیا پہنچ جائے گا اور مکوئین اور ڈاکٹر جیرالڈ اُسے تلاش کرتے رہ جائیں گے۔ اس کا دل اس بات پر بلیوں اُچھل رہا تھا کہ اس نے اس قدر اہم مشن اکیلے ہی سر انجام دے لیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ عمران اس کی صلاحیتوں پر اُسے خراجِ تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو جائے گا اور یہی اس کا انعام تھا۔

توصیف کے جسم پر سیاہ رنگ کا چُست لباس تھا۔ اس لباس کی وجہ سے وہ اس وقت اندھیرے کا ایک جُز بنا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سامنے موجود وسیع و عریض عمارت کی عقبی دیوار پر جمی ہوئی تھیں دیوار تقریباً بارہ تیرہ فٹ بلند تھی۔ اس پر نہ صرف خاردار تار لگی ہوئی تھی بلکہ توصیف کی عقابی نظروں نے ان تاروں کے درمیان گزرتی ہوئی انتہائی طاقتور وولٹیج کی الیکٹرک کی تار بھی دیکھ لی تھی طویل دیوار کے ہر بیس فٹ پر باقاعدہ بلب روشن تھے اور توصیف جانتا تھا کہ اس الیکٹرک وائر کی وجہ سے خاردار تار میں بھی باقاعدہ بجلی کی رَو دوڑ رہی ہوگی لیکن توصیف نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان حفاظتی اقدامات کے باوجود بھی اندر جا پہنچے گا اور اس فیصلے کی وجہ سے وہ دیوار کے ساتھ موجود ایک گڑھے میں دبکا ہوا تھا۔ توصیف نے آصف نواز سے یہ بات اُگلوا لی تھی کہ وائٹ کالر منشیات کی آڑ میں انتہائی نایاب

دھات ایکریمیا سمگل کر رہی ہے اور پھر آغا نے اُسے بتایا تھا کہ چیف ایکسٹو
کا حکم ہے کہ وہ اس بات کا کھوج لگائے کہ وائٹ کارکس ایجنسی کے ذریعے
یہ دھات ایکریمیا آگے سپلائی کر رہی تھی اور چیف ایکسٹو کے حکم پر توصیف
نے اپنے طور پر کام شروع کر دیا۔ آصف نواز ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لیے اس
سے ظاہر ہے مزید کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکتی تھیں۔ لیکن آصف نواز
کے گھر کی خفیہ تلاشی کے دوران اُسے یہ اطلاع مل گئی کہ آصف نواز کا
تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ڈی۔ ایس کے انتہائی سرگرم ایجنٹ
جیکب سے تھا۔ چنانچہ وہ مزید تحقیق کے لیے ایکریمیا پہنچ گیا۔ اور پھر
جب یہاں تلاش بسیار کے بعد جیکب کا پتہ معلوم کیا تو اُسے یہ دیکھ کر
حیرت ہوئی کہ جیکب اپنے فلیٹ کے کمرے میں مردہ پڑا ہوا تھا۔ اُسے
گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اور گولیاں مارنے کا انداز ایسا تھا جیسے کسی
نے اس پر تشدد کے لیے ایسا کیا ہو۔ اور ظاہر ہے تشدد کسی کی زبان
کھلوانے کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ توصیف نے جیکب کے اس فلیٹ
کی تلاشی لی لیکن وہاں سے اُسے کوئی کام کی چیز نہ مل سکی تو وہ خاموشی
سے واپس آ گیا۔ اب اُسے کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جس کے ساتھ
جیکب کی گہری دوستی ہو تاکہ اس آدمی کے ذریعے وہ جیکب اور ڈی
ایس کے سلسلے میں مزید معلومات حاصل کر سکتا اور دو روز کی سخت
تگ و دو کے بعد آخر کار اُسے معلوم ہو گیا کہ اسانذر نامی اب پتی عورت
اور جیکب کے درمیان گہری آشنائی تھی اور ان کی منگنی بھی ہو چکی تھی
لیکن جیکب چونکہ عیاش فطرت آدمی تھا اور اس کی اکثر راتیں بدنام
کلبوں میں طوائفوں کے ساتھ گزرتی تھیں اس لیے اسانذر نے بات
صرف منگنی تک ہی محدود رکھی تھی۔ ان کی شادی نہ ہو سکی تھی۔ اسانذر کے
بارے میں تحقیقات کے بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ اسانذر صرف کاروباری
عورت نہیں ہے بلکہ اس کا باقاعدہ گروپ ہے جسے اسانذر گروپ
کہا جاتا ہے اور اس گروپ کا تعلق بھی حکومت ایکریمیا سے ہے چنانچہ
اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اب اسانذر سے اس جیکب اور ڈی۔ ایس
کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا۔ اسانذر اپنی رہائش گاہ سے
بہت کم باہر نکلتی تھی اور توصیف کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے اپنی
رہائش گاہ میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں لیکن اس
کے باوجود توصیف یہاں موجود تھا۔ جب رات آدھی سے زیادہ گزر
گئی تو توصیف اسی گڑھے سے نکلا۔ اس نے اپنی پشت پر لدے ہوئے
تھیلے میں سے کمند نکالی اور چند لمحوں بعد کمند دیوار کی دوسری طرف لپٹ
چکی تھی۔ رسّی نائلون کی تھی اس لیے توصیف بجلی کے کرنٹ کی طرف
سے بے فکر تھا۔ وہ کمند کی رسّی کو پکڑے کسی بندر کی سی پھرتی سے
اوپر چڑھتا گیا۔ خاردار تاروں کے قریب پہنچ کر وہ رُک گیا۔ اس نے
ایک ہاتھ سے رسّی کو تھاما جب کہ دوسرے ہاتھ سے پُشت پر موجود
تھیلے میں سے ایک کپڑا کھسیٹ کر نکالا اور اُسے خاردار تاروں پر ڈال
کر ایک بار پھر اوپر کو اُٹھا اور دوسرے لمحے وہ اس کپڑے پر پیر جمائے
دیوار پر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس نے پیر جماتے ہی رسّی کو ایک مخصوص انداز
میں جھٹکا دیا تو دوسری طرف دیوار میں پھنسا ہوا فولادی آنکڑا نکل آیا
اندر ایک وسیع پائیں باغ تھا جس میں پھولوں کی خوبصورت کیاریاں
اور خوبصورت درخت موجود تھے۔ لیکن اندر ہر طرف خاموشی چھائی

ہوئی تھی۔ توصیف نے رسّی کو سمیٹا اور پھر فولادی آنکڑے کو اس نے
مخصوص انداز میں گھما کر اس بار باہر کی طرف دیوار کے ساتھ پھینکا۔ جب
آنکڑا کے فولادی کانٹے دیوار میں مضبوطی سے پیوست ہو گئے تو اس نے
رسّی کو اندر پھینکا اور پھر اُچھل کر اس نے رسّی کو پکڑا اور تیزی سے نیچے اُترتا
چلا گیا۔ جیسے ہی اس کے قدم زمین سے ٹکرائے اس نے رسّی کو چھوڑا اور
سانپ کی سی تیزی سے ایک پھولدار جھاڑی کی اوٹ میں دبک گیا۔ کچھ
دیر تک وہ جھاڑی کی اوٹ میں دبکا ہوا ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔ لیکن ہر طرف
پہلے کا سا گہرا سکوت طاری تھا۔ سامنے عمارت کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی
نظر آ رہی تھی۔ جب توصیف کی تسلّی ہو گئی کہ اس کے اندر آنے کی اطلاع
کسی کو نہیں ہوئی تو اس نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکالا اور پھر
جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا اس کھلی کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کھڑکی
کے ساتھ لگ کر وہ چند لمحے اندر کا جائزہ لیتا رہا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ
تھا جس میں ایک بیڈ، دو کرسیاں اور ایک میز رکھی ہوئی تھی لیکن
کمرہ خالی تھا۔ توصیف نے ہاتھ اُٹھائے اور اچک کر کھلی کھڑکی پر چڑھا
اور پھر آہستگی سے اندر کود گیا۔ کمرہ واقعی خالی تھا لیکن ابھی توصیف
اس کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یکلخت سیٹی
کی سی آواز سنائی دی اور اس سے پہلے کہ توصیف یہ آواز سن کر چونکتا
اُسے ایک لمحے کے ہزارویں حصّے میں ایسا احساس ہوا جیسے کوئی لجلجی
سی چیز اس کی ناک سے آ ٹکرائی ہو۔ اس کا ہاتھ بے اختیار چہرے کی
طرف اُٹھا مگر دوسرے لمحے اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا اور
آخری احساس جو اس کے ذہن میں جاگزیں ہوا وہ اس کے لڑکھڑا کر

نیچے گرنے کا تھا لیکن پھر اس کے تاریک ذہن میں روشنی کی کرن نمودار
ہوئی اور چند لمحوں بعد اس کے تمام احساسات بیدار ہو گئے لیکن جیسے
ہی اس کی آنکھیں کھلیں وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک وسیع و عریض
کمرے کے درمیان لوہے کی ایک کرسی پر لوہے کے راڈز سے جکڑا
ہوا بیٹھا تھا۔ کمرے میں ہر طرف ٹارچر دینے والے جدید اور قدیم آلات
بکھرے ہوئے تھے لیکن کمرہ خالی تھا وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ کمرے کی
چھت کے ساتھ روشندان کے شیشے سے دھوپ اندر آ رہی تھی اور
اس دھوپ کو دیکھ کر توصیف نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
اس کا مطلب تھا کہ اُسے طویل وقت کے بعد ہوش آیا ہے۔ کیونکہ وہ
آدھی رات کے وقت اسانڈر مینشن میں داخل ہوا تھا اور اس وقت
دھوپ کو دیکھ کر اُسے اندازہ ہو رہا تھا کہ دن کے دس گیارہ بج چکے
ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اندازاً گیارہ بارہ گھنٹے بیہوش رہا ہے
اس نے کرسی کی جکڑ سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوششیں شروع
کر دیں لیکن کرسی کے راڈز اس قدر سخت اور فولادی تھے کہ اُسے
جلد ہی احساس ہو گیا کہ وہ کسی طرح بھی ان سے آزاد نہیں ہو سکتا۔
کرسی کے پائے فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ اس نے پیر عقب میں
لے جا کر عقبی پائے پر موجود بٹن کو چیک کرنے کی کوشش کی لیکن
باوجود کوشش کے وہ وہاں کوئی بٹن تلاش نہ کر سکا۔

چند لمحوں بعد سامنے والا بند دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم آدمی
اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا اور چہرے پر اس
طرح کی خشونت تھی جیسے وہ پیشہ ور جلاد ہو۔ اس نے بے نیازانہ

انداز میں توصیف پر نظریں ڈالیں اور پھر دروازے کی سائیڈ پر بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"میں کس کی قید میں ہوں مسٹر" ——— توصیف نے اس جلاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مادام اساندر کی قید میں" ——— اس آدمی نے روکھے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ توصیف اس سے مزید کوئی بات کرتا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار اندر داخل ہونے والی ایک خوبصورت اور نوجوان عورت تھی۔ اس کے جسم پر خوبصورت اور انتہائی قیمتی لباس تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ جلاد نما آدمی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی اٹھا کر توصیف کے سامنے کچھ فاصلے پر ——— رکھ دی اور ایک بار پھر احتراماً پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ عورت توصیف کو غور سے دیکھتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تو تم بھی عمران کے گروپ کے رکن ہو" ——— اس عورت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور توصیف عمران کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات موجود نہ تھی کہ یہ عورت جو یقیناً مادام اساندر ہو گی عمران کے متعلق بات کرے گی۔

"عمران وہ کون ہے" ——— توصیف نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا اور اساندر بے اختیار مسکرا دی۔

"اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تمہارے چہرے پر ابھی تک ایکریمین میک اپ ہے تو یہ خیال ذہن سے نکال دو۔ تم اس وقت اپنے اصل

حلیے میں ہو اور تم نے رات کو جیسے ہی دیوار کو ہاتھ لگایا تھا میرا حفاظتی سسٹم آن ہو گیا تھا اور تمہیں بیہوش کر کے یہاں بند کر دیا گیا مجھے صبح اٹھنے کے بعد تمہاری یہاں آمد کی رپورٹ ملی تھی۔ میں نے تمہارا میک اپ صاف کرنے اور تمہیں ہوش میں لانے کا حکم دیا تھا اور اب تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم بھی ایشیائی ہو۔ اور ظاہر ہے تمہارا تعلق بھی اس احمق عمران سے ہی ہو گا لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ کل عمران بظاہر مجھے بیوقوف بنا کر ریسرچ پیپرز لے گیا ہے پھر تم کیوں آئے ہو" ——— اساندر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ریسرچ پیپرز ——— کیسے ریسرچ پیپرز" ——— توصیف نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اساندر کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ سکتی تھی کہ توصیف کے لہجے میں موجود حیرت حقیقی ہے یا مصنوعی۔

"کیا تمہارا تعلق عمران سے نہیں ہے ——— جب کہ عمران کا نام سن کر تم چونکے تھے" ——— اساندر نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام توصیف ہے اور میرا تعلق اپ لینڈ سے ہے۔ میں عمران کو جانتا ہوں اس کا تعلق تو پاکیشیا سے ہے۔ اس لیے اس کا نام اچانک تمہارے منہ سے سن کر میں چونکا تھا۔ لیکن مجھے کسی ریسرچ پیپرز وغیرہ کا کوئی علم نہیں ہے" ——— توصیف نے جواب دیا۔ اور واقعی اسے معلوم بھی نہ تھا کہ اساندر کس ریسرچ پیپرز کی بات کر رہی ہے۔

"تو پھر تم یہاں کیوں اس طرح چوروں کی طرح داخل ہوئے تھے"
اساندر نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"نجانے کیا بات ہے کہ تمہارا چہرہ دیکھنے کے بعد میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں سچ کہہ دوں لیکن کہیں تم یہ نہ سمجھ لو کہ میں بزدل ہوں ـــــ اور یہاں اس حالت میں اپنے آپ کو بندھا ہوا دیکھ کر اور تمہارے ٹارچر آلات کی وجہ سے میں سچ بولنے پر مجبور ہو گیا ہوں" ـــــ توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اساندر بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم فکر نہ کرو تمہارے چہرے کے مخصوص خدوخال دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم دلیر اور بہادر آدمی ہو۔ اس لیے تم اگر سچ بولو گے تو میں سمجھوں گی کہ تم بغیر کسی خوف کے سچ بول رہے ہو" ـــــ اساندر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق اَپ لینڈ سیکرٹ سروس سے ہے۔ اَپ لینڈ میں سیکرٹ سروس نے ایک بین الاقوامی تنظیم وائٹ کالر کو گرفتار کیا۔ وہ بظاہر منشیات سپلائی کرتے تھے لیکن مزید تحقیقات پر معلوم ہوا کہ دراصل وہ منشیات کی آڑ میں اَپ لینڈ سے ایک نایاب دھات ایکسم تھرٹی سپلائی کر رہے تھے۔ چونکہ سارا گروہ مارا گیا تھا اس لیے اس بارے میں مزید پیشرفت نہ ہو سکی، لیکن میں نے تحقیقات جاری رکھی اور پھر ایک انٹیلی جنس آفیسر آصف نواز کے بارے میں معلومات مل گئیں کہ اس کا تعلق وائٹ کالر کی اس سپلائی سے تھا۔ آصف نواز کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب اس پر تھرڈ ڈگری کا استعمال ہوا تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ وہ ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری ایجنسی ڈی۔ ایس کے سرگرم

ایجنٹ جیکب کا آدمی ہے۔ لیکن اس تشدد کے دوران آصف نواز ہلاک ہو گیا تھا سرکاری ایجنسی ڈی۔ ایس اور وائٹ کالر کے ساتھ اشتراک کا علم ہونے پر ہم مزید چونک گئے اور میں اصل صورتِ حال معلوم کرنے کے لیے یہاں ایکریمیا آ گیا۔ یہاں میں نے بڑی مشکل سے جیکب کا کھوج نکالا مگر جب میں جیکب کے فلیٹ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہاں جیکب کی لاش پڑی ہوئی تھی اُسے اس انداز میں گولیاں ماری گئی تھیں جیسے اس پر تشدد کر کے اس کی زبان کھلوانے کی کوشش کی گئی ہو۔ میں نے جیکب کے فلیٹ کی تلاشی لی لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا تو میں نے اس بات کا کھوج لگانا شروع کر دیا کہ جیکب کی زیادہ دوستی کس کے ساتھ تھی اور پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ تمہارا منگیتر تھا اور تمہارے ساتھ اس کی بڑی دوستی تھی چنانچہ میں یہاں آیا تا کہ تم پر قابو پا کر تم سے معلوم کر سکوں کہ اس نایاب دھات کی اس طرح سپلائی سے حکومت ایکریمیا کیا فائدہ اُٹھانا چاہتی ہے لیکن یہاں آ کر میں قید ہو گیا۔ مجھے اطلاع تو ملی تھی کہ یہاں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات ہیں لیکن میرے تصور میں اس قدر جدید انتظامات نہ تھے میں سمجھا عام سے انتظامات ہوں گے" ـــــ توصیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جو کچھ اس نے بتایا تھا وہ واقعی سچ تھا۔ البتہ اس نے اس بات کو گول کر دیا تھا کہ اُسے اس کھوج لگانے کا حکم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے دیا تھا۔

"جیرالڈ" ـــــ اساندر نے مڑ کر دیوار کے ساتھ کھڑے اس جلاد نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام" ——— جیرالڈ نے آگے بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انٹرفون لے آؤ" ——— اساندر نے کہا اور جیرالڈ تیزی سے ایک دیوار میں بنی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود ایک وائرلیس فون پیس اُٹھا کر وہ مڑا اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں فون پیس اساندر کے ہاتھ میں دے دیا۔ توصیف خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اساندر نے یہ فون کیوں منگوایا ہے۔ اساندر نے فون پیس پر موجود بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو فرینک" ——— اساندر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ——— رسیور سے آواز سنائی دی۔ آواز اس قدر بلند تھی کہ کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے توصیف کو بھی صاف سنائی دے گئی۔

"الیون تھرٹی کی کیا رپورٹ ہے" ——— اساندر نے پوچھا۔

"او۔کے مادام" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اساندر نے بٹن آف کر کے فون دوبارہ جیرالڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"تو تم جو کچھ کہہ رہے تھے وہ سچ ہے۔ میں نے تمہارے لہجے سے تو اندازہ لگا لیا تھا لیکن میرے پاس ایک ایسی جدید مشین بھی موجود ہے جو سچ جھوٹ کی تمیز کرتی ہے۔ اس نے بھی تمہیں او۔کے کر دیا ہے" ——— اساندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہارا چہرہ دیکھنے کے بعد میرا دل سچ

کہنے کے لیے تیار ہو گیا تھا ورنہ میں کوئی بھی کہانی بنا سکتا تھا" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر کہانی بناتے تو اب تک زندہ بھی نظر نہ آرہے ہوتے۔ مجھے جیکب کی موت کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کی موت عمران کے ہاتھوں ہی ہوئی ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ جیکب کا انتقام لوں لیکن پھر میں نے ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ جب عمران کو واپس جا کر معلوم ہو گا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے تو وہ جس کرب سے گزرے گا۔ یہی میری نظر میں بہت بڑا انتقام ہے" ——— اساندر نے کہا۔

"آخر تم بار بار عمران کا نام کیوں لے رہی ہو۔ کیا وہ بھی میری طرح یہاں آیا تھا" ——— توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ بھی آیا تھا لیکن وہ تمہاری طرح احمق نہیں تھا کہ چوروں کی طرح رات کو دیواریں پھاند کر آتا۔ اس نے مجھ سے ریسرچ پیپرز حاصل کرنے کے لیے انتہائی ذہانت آمیز پلان بنایا اور اپنے طور پر وہ اس پلان میں کامیاب ہو کر واپس گیا ہے۔ لیکن اُسے معلوم نہیں کہ اس کا ٹکراؤ کسی عام عورت سے نہیں بلکہ اساندر سے ہوا تھا۔ میں نے اس کا منصوبہ اُسی پر ہی پلٹ دیا تھا اور جب اس پر اپنی شکست کا راز کھلے گا تب اُسے معلوم ہو گا کہ ذہانت کسے کہتے ہیں" ——— اساندر نے ایسے انداز میں بولنا شروع کر دیا جیسے وہ لاشعوری طور پر بولے چلی جا رہی ہو۔

"لیکن عمران تو مافوق الفطرت حد تک ذہین سمجھا جاتا ہے وہ

کیسے شکست کھا سکتا ہے"۔۔۔۔ توصیف نے بے اختیار ہو کر کہا
تو اساندرا اس کی بات سن کر چونک پڑی۔ وہ چند لمحے ایسی نظروں سے
توصیف کو دیکھتی رہی جیسے توصیف کو دیکھنے کے باوجود اس کے پیچھے
کسی چیز کو دیکھ رہی ہو۔ اور پھر اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ
رینگ گئی۔

"سنو میں تمہیں مختصر طور پر بتاتی ہوں اور تمہیں میں نے اپنی
فطرت کے خلاف زندہ باہر بھجوانے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن پہلے تم
وعدہ کرو کہ تم یہاں سے سیدھے پاکیشیا جاؤ گے اور جا کر عمران کو وہ
سب کچھ بتا دو گے جو میں تمہیں بتاؤں گی۔ تم سچے آدمی ہو اس لیے
مجھے یقین ہے کہ تم اپنا وعدہ یقیناً پورا کرو گے"۔۔۔۔ اساندرا
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا کہ میں یہاں سے واپسی پر اپ لینڈ جانے
کی بجائے سیدھا پاکیشیا جاؤں گا اور جو کچھ تم بتاؤ گی وہ سب کچھ
میں عمران کو بتا دوں گا"۔۔۔۔ توصیف نے فوراً ہی وعدہ
کرتے ہوئے کہا۔

"تو سنو ایکسم تھرٹی دھات سے یہاں ایکس۔ ون لیبارٹری میں
توانائی پر اہم ترین ریسرچ کی جا رہی ہے۔ ایکسم تھرٹی اپ لینڈ
اور پاکیشیا میں موجود قدیم شہاب ثاقبوں سے حاصل کی جا رہی تھی
چونکہ خفیہ ایجنسی ڈی۔ ایس کا دائرہ کار ہی ایسی لیبارٹریوں کو انتہائی
نایاب دھات کی سپلائی ہے۔ اس لیے اس دھات کے حصول
کے لیے بھی ڈی۔ ایس کو ہی استعمال کیا گیا۔ وائٹ کالر کے ذریعے

منشیات کے روپ میں ایکسم تھرٹی کی خفیہ سپلائی کا منصوبہ جیکب نے بنایا
تھا اور بے حد کامیاب رہا۔ لیکن آخری مرحلے پر نجانے کیا ہوا کہ منصوبہ
لیک آؤٹ ہو گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس دھات کے پیچھے لگ
گئی۔ البتہ اپ لینڈ سے آنے والے تم پہلے آدمی ہو بہرحال ایکس ون لیبارٹری
میں اس پر ریسرچ ہوتی رہی۔ ڈاکٹر جیرالڈ اس ریسرچ کا انچارج تھا۔
جیکب کو اس کی پوری تفصیل کا علم تھا۔ جیکب کے ذریعے مجھے اس کا
علم ہوا اور جیکب کے ذریعے ہی معلوم ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھی
اس ریسرچ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ عمران کی فائل جب میں نے پڑھی
اور اس کے متعلق تفصیلات معلوم کیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ ہم چاہے لاکھ
کوششیں کریں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال یہ ریسرچ اڑا کر
لے جائے گی۔ چنانچہ میں نے اس ریسرچ کو حاصل کرنے کی منصوبہ بندی
کی کہ اگر۔۔۔۔ اسے ایکریمیا کے ہاتھ سے نکلنا ہی ہے تو پھر میں اس سے
کیوں نہ فائدہ اٹھاؤں۔ مجھے یقین تھا کہ اسے کسی بھی سپر پاور کو فروخت
کر کے میں اربوں کھربوں ڈالر کما سکتی ہوں لیکن میں منصوبہ ایسا بنانا چاہتی
تھی کہ کسی کو اس پر شک نہ پڑے اور حکومت ایکریمیا کو بھی علم نہ ہو کہ
اصل ریسرچ پیپرز کہاں چلے گئے۔ چنانچہ میں نے اپنی تنظیم کی ایک رکن
جیکولین کو استعمال کرنے کا پروگرام بنایا۔ ڈاکٹر جیرالڈ کے بارے میں
معلومات حاصل کر لی گئیں وہ بوڑھا کنوارہ تھا اور سائنس کی دنیا میں گم
رہنے والا آدمی تھا۔ ایک مخصوص قسم کا مشروب پلا کر اس کے خفتہ
جذبات کو اس حد تک ابھارا گیا کہ وہ فوری طور پر جیکولین سے شادی
پر تیار ہو گیا اور پھر یہ شادی بھی ہو گئی اور جیکولین اس کی بیوی بن کر

لیبارٹری پہنچ گئی۔ وہاں ایک نوجوان سائنسدان ڈاکٹر فراسٹ سے بھی یہی کھیل کھیلا گیا۔ لیکن اصل مسئلہ تھا ریسرچ پیپرز کا لیبارٹری سے باہر نکالنا۔ کیونکہ لیبارٹری میں ایسے سائنسی اقدامات کئے گئے تھے کہ ریسرچ پیپرز کسی طرح بھی باہر نہ آسکتے تھے اور نہ ان کی نقل تیار کی جا سکتی تھی لیکن جب ڈاکٹر فراسٹ نے بتایا کہ ڈاکٹر جیرالڈ نے از خود اصل ریسرچ کے ساتھ ساتھ اس کی ایک ڈپلیکیٹ بھی تیار کی ہے اور اصل کو وہ خفیہ رکھتا ہے اور ڈپلیکیٹ کو سب کے سامنے رکھتا ہے تو میں نے ڈاکٹر فراسٹ کے ذریعے پہلا کام یہ کیا کہ اصل ریسرچ پیپرز اور ڈپلیکیٹ کو تبدیل کرا دیا۔ اب جسے ڈاکٹر جیرالڈ اصل سمجھ رہا تھا وہ ڈپلیکیٹ تھی اور جسے وہ ڈپلیکیٹ سمجھ رہا تھا وہ اصل تھے۔ ڈپلیکیٹ سے یہ مطلب نہیں کہ وہ اصل کی ہو بہو نقل تھی۔ بلکہ ڈاکٹر جیرالڈ جان بوجھ کر اس کو اس طرح بدلتا رہا کہ ڈپلیکیٹ سے کوئی مقصد آخر کار حاصل نہ ہو سکتا تھا لیکن بظاہر وہ کامیاب ریسرچ نظر آتی تھی۔ ڈاکٹر جیرالڈ بہت بڑا سائنسدان ہے۔ یہ اس کے لئے معمولی بات تھی۔ بہر حال جب یہ کام ہو گیا تو جیکولین کے ذریعے ڈاکٹر جیرالڈ کو لیبارٹری سے باہر لایا گیا اور پھر ایک آدمی جو اس دوران ڈاکٹر جیرالڈ بننے کی ریہرسل کرتا رہا تھا اور جیکولین کی امداد سے ڈاکٹر جیرالڈ کی فلمیں اور ٹیپ ہمیں ملتے رہتے تھے۔ وہ آدمی جس کا نام انتھونی تھا، ڈاکٹر جیرالڈ کے روپ میں جیکولین کے ساتھ واپس لیبارٹری میں گیا۔ جیکولین کے ساتھ ہونے اور مکمل ریہرسل اور روپ کی وجہ سے وہ تمام مراحل آسانی سے طے کر گیا اور اس نے ریسرچ پیپرز لیے اور پھر جیکولین سمیت واپس آ گیا

اس طرح اصل ریسرچ پیپرز ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ہم نے ڈاکٹر جیرالڈ کو رہا کر دیا اور وہ واپس لیبارٹری چلا گیا کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ وہ اس بات پر خوش ہو گا کہ اصل ریسرچ اس کے پاس محفوظ ہے اور خود کسی بھی سزا سے بچنے کے لیے وہ زبان بھی نہ کھولے گا۔ اس طرح میں اپنے منصوبے میں سو فیصد کامیاب ہو گئی۔ لیکن پھر اچانک ایک نئی بات ہو گئی۔ اچانک عمران اپنے ساتھیوں سمیت یہاں میری رہائش گاہ پر آ گیا۔ میں نے اُسے پہچان لیا تھا لیکن وہ پرنس آف ڈھمپ بنا رہا اس کا خیال تھا کہ میں اس کے اس نام سے واقف نہیں ہوں۔ اس کے اس طرح اچانک آ جانے پر میں پریشان ہو گئی اور جب عمران نے باتوں ہی باتوں میں جیکولین اور ڈاکٹر جیرالڈ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گئی کہ اس آدمی کو میرے منصوبے کا علم ہو چکا ہے۔ اب میرے سامنے دو صورتیں تھیں یا تو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیتی یا عمران کو بھی اپنی ذہانت سے ایسا ڈاج دیتی کہ وہ بھی ڈاکٹر جیرالڈ کی طرح خوش و خرم واپس چلا جاتا۔ میں نے دوسرا راستہ اپنایا کیونکہ ہلاکت کے نتیجے میں مسائل اور پیچیدگیاں بڑھ سکتی تھیں۔ ادھر عمران نے بھی اپنی ذہانت سے میرے خلاف منصوبہ بندی کی۔ اس نے ایک خصوصی ٹائپ کا ڈکٹا فون یہاں چھوڑا اور واپس چلا گیا۔ اتفاق سے اس ڈکٹا فون کا مجھے علم ہو گیا اور پھر اس کے ذریعے میں نے عمران کا منصوبہ اس پر پلٹ دیا۔ خصوصی مشینری کے ذریعے میں نے اس کے ریسیور کو اور اس کے گرد ماحول کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت میری رہائش گاہ سے قریب ہی رک گیا اور

پھر اس نے ایک پبلک فون بوتھ سے میرے ساتھ ایکریمین سیکرٹ سروس کا چیف بن کر بات کی۔ اس خصوصی مشینری سے میں نہ صرف اس سے بات کر رہی تھی بلکہ میں اُسے بات کرتا ہوا دیکھ بھی رہی تھی۔ عمران کا منصوبہ میں سمجھ گئی وہ مجھے میری رہائش گاہ سے باہر نکالنا چاہتا تھا اور پھر اس نے جو گفتگو کی اس کے مطابق میں نے لازماً باہر آ کر اصل ریسرچ پیپرز کی نقل بنوانی تھی اور نقل سیکرٹ سروس کو دینا تھی اور اصل اپنے پاس رکھنی تھی جب کہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ریسرچ پیپرز حاصل ہوتے ہی میں نے مزید الجھنوں سے بچنے کے لیے کارروائی فوری کر ڈالی تھی۔ ڈاکٹر فراسٹ کو میں پہلے ہی لیبارٹری سے نکال کر یہاں لا چکی تھی۔ ڈاکٹر فراسٹ ڈاکٹر جیرالڈ کیساتھ شروع سے اس ریسرچ میں شامل رہا تھا اور وہ اس قدر ذہین ہے کہ ڈاکٹر جیرالڈ بھی اس کی ذہانت پر ناز کرتا ہے۔ بہرحال جیسے ہی ریسرچ پیپرز یہاں پہنچے میں نے خصوصی مشینری اور ڈاکٹر فراسٹ کے ذریعے فوری طور پر اس کی بالکل اُسی طرح ڈپلیکیٹ بنوالی تھی جس طرح ڈاکٹر جیرالڈ نے بنائی تھی۔ جب عمران کا منصوبہ مجھ پر ظاہر ہوا تو میں نے وہی ڈپلیکیٹ اُٹھائی اور اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ سے باہر نکلی اور پھر وہی کچھ ہوا جو میں نے سوچا تھا عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہم پر حملہ کیا میرے دو ساتھی ہلاک ہو گئے میں اور جیکولین بیہوش کر دی گئیں اور وہ ڈپلیکیٹ کاپی عمران نے حاصل کر لی۔ اس کے نقطۂ نظر سے یہ اصل تھی۔ اور وہ خوشی خوشی واپس چلا گیا۔ جب کہ اصل ریسرچ اب بھی میرے پاس ہے اور میں اس کا سودا کر رہی ہوں۔ جب تک تم جا کر عمران کو یہ تفصیل بتاؤ گے تب تک

اس کا سودا ہو کر یہ ریسرچ پیپرز کسی سُپر پاور کی تحویل میں جا چکے ہوں گے لیکن عمران کو پتہ لگ جائے گا کہ اسانڈر کو شکست دینا اس کے بس کی بات نہیں ہے ورنہ اُسے طویل عرصے تک یہی زعم رہے گا کہ وہ مجھے شکست دے کر کامیاب لوٹا ہے" ---- اسانڈر نے کہا اور توصیف اسانڈر کی بے پناہ ذہانت پر واقعی حیران رہ گیا۔ اگر وہ درست کہہ رہی تھی تو اس کا مطلب تھا کہ وہ عمران جیسے شخص کو بھی مات دینے میں کامیاب ہو چکی ہے۔

"ٹھیک ہے ---- میں تمہارا پیغام دے دوں گا اور ویسے بھی میرا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ آپ لینڈ انتہائی پسماندہ اور غریب ملک ہے۔ اُسے تو ویسے بھی اس ایڈوانس ٹائپ کی ریسرچ میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ ایکسیم تھرٹی کی واپسی بھی ہمارے لیے بیکار ہے" ---- توصیف نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے" ---- اسانڈر نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گئی اس کے پیچھے وہ جلاد نما آدمی بھی باہر چلا گیا تھا۔

توصیف بدستور کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ نجانے اسانڈر اس کے متعلق حتمی فیصلہ کیا کرتی ہے کہ اچانک چھت سے سرسراہٹ کی آواز آتی سُنائی دی اور توصیف نے چونک کر چھت کی طرف دیکھا ہی تھا کہ چھت سے سُرخ روشنی کی لہر سی نکل کر توصیف سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی توصیف کا ذہن پہلے سُرخ اور پھر سیاہ رنگ میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جب اس کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی

اور اس کا شعور جاگا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ عمارت کی عقبی دیوار کے
اسی گڑھے میں پہلو کے بل پڑا ہوا تھا جہاں سے رات کے اندھیرے
میں عمارت کے اندر جانے کے لیے دبکا رہا تھا۔ اس وقت شام ہونے
والی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اُسے یہاں اس حالت میں پڑے ہوئے
بھی کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ شاید اُسے جن شعاعوں کی مدد سے بیہوش
کیا گیا تھا اس کے اثرات کافی طویل وقت تک رہتے تھے۔ بہر حال
توصیف اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے نظریں اُٹھا کر ایک بار پھر عمارت کی
عقبی دیوار کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے گڑھے سے نکل کر سڑک
کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ سمجھ چکا تھا کہ اندر ایسی خصوصی مشینری موجود
ہے کہ یقیناً اندر سے اُسے باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہو گا۔ اس لیے کوئی
بھی غلط حرکت اُس کا خاتمہ کر سکتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس
نے یہ فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ وہ اسانڈر سے ہر حالت میں وہ اصل ریسرچ
پیپرز بھی حاصل کر کے ہی واپس جائے گا تاکہ جب اسانڈر کی بتائی ہوئی
کہانی عمران کو سنائے اور ساتھ اصل ریسرچ پیپرز بھی اُس کے حوالے
کر کے اس پر یہ ثابت کر سکے کہ توصیف بھی کسی سے کم نہیں ہے لیکن
ان ریسرچ پیپرز کو حاصل کرنے کے لیے اس کے ذہن میں کوئی کامیاب
اور قابلِ عمل ترکیب نہ آ رہی تھی۔ وہ یہی کچھ سوچتا ہوا سڑک پر
پہنچ گیا۔ اس کا جسم بُری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ اس لیے اس نے خاموشی
سے آگے جا کر ایک خالی ٹیکسی ہائر کی اور اپنے ہوٹل کی طرف بڑھ گیا
تاکہ وہاں تنہائی میں کچھ آرام کرنے کے ساتھ ساتھ ریسرچ پیپرز حاصل
کرنے کی بھی کوئی ترکیب سوچ لے۔ ہوٹل میں پہنچ کر وہ جب اپنے

بستر پر لیٹا تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کا ایک ایک عضو ٹوٹ
رہا ہو۔ اور باوجود جاگتے رہنے کی کوشش کے وہ نجانے کس وقت گہری
نیند سو گیا۔ اور پھر اس کی آنکھ دوسرے روز کافی دن چڑھے ہی کھلی لیکن
بھرپور اور گہری نیند کی وجہ سے اب اس کی ساری جسمانی اور ذہنی تھکان
دُور ہو چکی تھی اور وہ پوری طرح اپنے آپ کو فریش محسوس کر رہا تھا۔ بستر
سے اُٹھ کر وہ باتھ روم میں داخل ہو رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں بجلی
کے کوندے کی طرح ایک خیال آیا اور وہ بُری طرح اچھل پڑا۔ اُسے اسانڈر
مینشن کے اندر داخل ہونے کی ایک محفوظ ترکیب سمجھ میں آ گئی تھی۔ اُسے
یاد آ گیا کہ واپس آتے وقت اس کی نظریں ایک بڑے سے گٹر کے دہانے
پر پڑی تھیں جس کا ڈھکن تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اور چونکہ اسانڈر مینشن
سے دُور دُور تک کوئی عمارت نہ تھی اس لیے اُسے خیال آ گیا کہ یہ گٹر
لائن یقیناً اسانڈر مینشن کی ہو گی اور اُسے یقین تھا کہ عمارت میں اگر حفاظتی
سائنسی آلات نصب ہوں گے تو بہر حال گٹر میں قطعاً نہیں ہو سکتے اور
اگر وہ گٹر کے ذریعے کسی باتھ روم میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے
تو وہ خاموشی سے عمارت کے اندر پہنچ سکتا ہے۔ وہ باتھ روم میں جتنی
دیر رہا اسی منصوبے پر غور کرتا رہا اور جب وہ باتھ روم سے فارغ ہو کر
باہر آیا تو اس کے چہرے پر ایک نئی چمک آ گئی تھی۔ وہ ایک بہترین اور
بے داغ مگر قابلِ عمل منصوبہ سوچ لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اُسے
یقین تھا کہ اس منصوبے کے تحت وہ اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب
رہے گا۔ چنانچہ ناشتے کے بعد وہ ہوٹل سے نکلا اور ٹیکسی لے کر مین
مارکیٹ پہنچ گیا۔ تقریباً دو گھنٹوں کی شاپنگ کے بعد وہ اپنے مطلب کی

چیزیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ خریداری کے بعد وہ واپس ہوٹل آ گیا اور سامان کمرے میں رکھ کر اس نے دوبارہ پاکیشیا جانے کے لیے ٹکٹ وغیرہ خریدنے اور کاغذات کی تیاری میں سارا دن گزار دیا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ اساندر کے آدمی یقیناً اس کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ شام کو جب وہ ہوٹل پہنچا تو وہ دوسرے روز صبح سویرے پاکیشیا جانے والی فلائٹ میں سیٹ بک کرا چکا تھا۔ لیکن کمرے میں پہنچتے ہی اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ کمرے کی حالت دیکھتے ہی اُسے نظر آ گیا تھا کہ کمرے کی اس کی عدم موجودگی میں باقاعدہ تلاشی لی گئی تھی اور خاص طور پر اس سامان کی جو اس نے خریدا تھا لیکن اُسے یقین تھا کہ تلاشی لینے والے اس سامان سے اس کے منصوبے تک کسی صورت بھی نہ پہنچ سکیں گے۔ وہ اطمینان سے کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور اس نے انٹرکام پر ہوٹل سروس والوں کو کافی لانے کا کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کرسی کی پشت پر اپنا سر ٹکا کر اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ اسی بھاگ دوڑ میں خاصا تھک گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے کافی سرو کر دی اور توصیف بڑے اطمینان بھرے انداز میں کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی کافی اس نے ختم ہی کی تھی کہ میز پر رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اُٹھی اور توصیف نے اس طرح چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ گھنٹی اسی فون کی ہے۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اُٹھا لیا۔

"دلیں" ـــــ توصیف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اساندر بول رہی ہوں مسٹر توصیف" ـــــ دوسری طرف سے اساندر کی مترنم آواز سنائی دی اور توصیف نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"میں ٹیلیفون کی آواز سے پریشان ہو گیا تھا کہ یہاں کون مجھے فون کر سکتا ہے۔ بہر حال فرمائیے" ـــــ توصیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اساندر مینشن سے لے کر اب تک تمہاری تمام مصروفیات کا علم ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے وعدے کے مطابق ایپ لینڈ کی بجائے پاکیشیا جانے کے لیے سیٹ ریزرو کرا لی ہے۔ لیکن تم نے جو خریداری کی ہے۔ اس نے مجھے اُلجھن میں ڈال دیا ہے" ـــــ اساندر نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو میرے سامان کی تلاشی آپ کے آدمیوں نے لی ہے۔ جب کہ میں سمجھ رہا تھا کہ یہ ہوٹل والوں کی شرارت ہے اور میں سوچ رہا تھا کہ واپس جاتے وقت مینیجر سے اس کی تحریری شکایت کروں گا۔ لیکن محترمہ آپ کو اس بے ضرر سی خریداری نے کیوں اُلجھن میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت کریں گی" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ بتاؤ کیا تم شادی شدہ ہو" ـــــ اساندر نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں اوہ ـــــ اچھا ـــــ میں آپ کی اُلجھن کی وجہ سمجھ گیا ہوں آپ اس لوٹائے گن اور لوٹائے الیکٹرونک ٹرین کی خریداری کی وجہ سے اُلجھ رہی ہیں۔ محترمہ یہ دونوں چیزیں میں نے اپنے بھتیجے کے لیے خریدی ہیں وہ ان چیزوں کا بے حد شوق رکھتا ہے اور میں جب بھی ملک سے باہر جاتا ہوں تو ہمیشہ اس کے لیے ایسی چیزیں لے کر جاتا ہوں" ـــــ

توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارے سامان میں انکولان کے کیپسولوں کا ایک پیکٹ بھی موجود ہے جب کہ میں جانتی ہوں کہ یہ کیپسول نیند لانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور ان میں انتہائی طاقتور نشہ آور ادویات شامل ہوتی ہیں" ——— اسانڈر نے کہا۔

"جی ہاں یہ میں نے اپنے بڑے بھائی صاحب کے لیے خریدے ہیں۔ وہ نیند نہ آنے کی بیماری میں مبتلا ہیں اور انکولان سے ہی انہیں نیند آتی ہے۔ لیکن اپ لینڈ میں انکولان کیپسول کم طاقت کے ملتے ہیں اور انکولان مسلسل استعمال کرنے کی وجہ سے اب وہ کیپسول ان پر کم اثر کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ انہیں اکٹھے چار چار یا پانچ پانچ کیپسول استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جب کہ یہاں انتہائی طاقت کے کیپسول مل گئے ہیں اس لیے ایک پیکٹ میں نے لے لیا ہے اور ان سے بات بھی کر لی ہے کہ آئندہ وہ ہر ہفتے ایک پیکٹ ہمیں اپ لینڈ روانہ کرتے رہیں گے" ——— توصیف نے جواب دیا۔

"ہاں جس کمپنی سے تم نے یہ کیپسول خریدے ہیں میں نے ان سے پہلے ہی معلوم کرا لیا ہے۔ تم نے انہیں ہر ہفتے ایک پیکٹ روانہ کرنے کا آرڈر بھی دیا ہے اور ایڈوانس رقم بھی ادا کر دی ہے لیکن اس کے باوجود مجھے معلوم ہے کہ ان کیپسولوں میں موجود دوا سے انتہائی طاقتور نشہ آور گیس تیار کی جا سکتی ہے اس لیے اگر ان کیپسولوں کی خریداری سے تمہارا کوئی اور مقصد ہے تو پھر میری بات یاد رکھنا مسٹر توصیف کہ تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ تمہاری ہر حرکت اور منہ سے بولے جانے والا ہر لفظ مجھ تک پہنچ بھی رہا ہے اور پہنچتا بھی رہے گا۔ میں نے صرف عمران کو اس کی شکست کا احساس دلانے کے لیے تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے۔ میری اس نرمی کو میرا احسان سمجھنا" ——— دوسری طرف سے اسانڈر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توصیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ذہنی طور پر وہ مطمئن تھا کہ اسانڈر چاہے لاکھ کوشش کیوں نہ کرے وہ بہرحال اپنے مشن میں کامیاب رہے گا۔ اس نے رات کمرے میں ہی گزاری اور صبح اپنا سامان پیک کر کے ہوٹل سے فارغ ہوا اور ٹیکسی لے کر سیدھا ائیرپورٹ پہنچ گیا۔ آدھے گھنٹے بعد اس کی فلائٹ روانہ ہوئی اور توصیف نے ایک بار پھر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فلائٹ کی روانگی کے بعد اسانڈر اس کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو گئی ہو گی اور اس کی نگرانی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو گا اور اب توصیف اس کڑی نگرانی سے آزاد ہو چکا تھا۔ فلائٹ کا پہلا اسٹاپ تقریباً چار گھنٹوں بعد ایکریمیا کے سرحدی شہر لولیویا تھا اور توصیف لولیویا میں اتر گیا۔ اس نے اپنا بقایا سفر منسوخ کر دیا تھا۔ لولیو کے ایک ہوٹل میں پہنچ کر اس نے اپنا سامان رکھا اور ایک بار پھر شہر میں خریداری کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ اس بار جب وہ واپس آیا تو دوسرے سامان کے ساتھ ساتھ نیا لباس اور سپیشل میک اپ کا سامان بھی خرید لایا تھا۔ لباس تبدیل کر کے اس نے میک اپ کیا اور پھر اپنا سامان لے کر وہ ہوٹل کے عقبی راستے سے خاموشی سے

باہر آگیا۔ ویسے اس نے ایک ہفتے کے لیے کاؤنٹر پر منیٹ ایڈوانس
کردی تھی لیکن اس کے باوجود وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ کسی کو معلوم ہو سکے
کہ اس نے کمرہ اچانک خالی کر دیا ہے۔ ہوٹل سے نکل کر وہ چارٹرڈ ٹورس
کے دفتر پہنچا ـــــــ اور ایک طیارہ چارٹر کرا کر وہ شام کے وقت
دوبارہ ناراک پہنچ گیا مگر اب اس کا حلیہ اور لباس مکمل طور پر تبدیل
ہو چکا تھا اور اُسے یقین تھا کہ اب اساندر کو اس کی واپسی آمد کا کسی
طرح بھی علم نہ ہو سکے گا۔ اس نے ایک بار پھر شہر کے ایک ہوٹل میں
کمرہ لیا اور پھر اس نے بیٹھ کر اپنے منصوبے کی تیاری شروع کر دی تقریباً
دو گھنٹوں کی تیاری کے بعد وہ اپنا مطلوبہ سامان تیار کر چکا تھا۔ ان
کیپسولوں کی مدد سے اس نے واقعی انتہائی طاقتور نشہ آور گیس کے
چند مخصوص کیپسول تیار کر لیے تھے۔ الیکٹرانک ٹرین توڑ کر اس نے
اس میں استعمال ہونے والے انتہائی طاقتور میگنٹ علیحدہ کر لیے تھے
اور ان میگنٹس کی مدد سے اس نے لوٹائے ایئر گن کو ان کیپسولوں کو
کافی فاصلے تک فائر کرنے والی گن تیار کر لی تھی۔ جب وہ پوری طرح
تیار ہو گیا تو اس نے تمام سامان بیگ میں رکھا اور پھر ہوٹل سے باہر
نکل آیا۔ اس وقت رات کافی گزر چکی تھی۔ ہوٹل سے ٹیکسی لے کر
وہ کنگ کالونی پہنچا اور پھر ٹیکسی کو فارغ کر کے وہ پیدل چلتا ہوا
ایک لمبا چکر کاٹ کر اساندر مینشن کے عقب میں پہنچ گیا۔ چند لمحوں
بعد وہ گٹر کے اس دہانے تک پہنچ گیا جس کا اچانک خیال آنے
پر اس نے اپنا تمام منصوبہ تیار کیا تھا۔ دہانے کا ڈھکنا ذرا سا ہٹا
ہوا تھا۔ توصیف نے بیگ ایک طرف رکھا اور پھر جھک کر اس نے

گٹر کے اندر لگے ہوئے کڑوں میں ہاتھ ڈال کر پوری طاقت لگائی اور
کافی بڑا اور وزنی ڈھکنا اُٹھا کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ فولادی
سیڑھی نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھی وہ آہستگی سے نیچے اُترا اور پھر
اس نے بیگ بھی گھسیٹ لیا۔ چند لمحوں بعد وہ گٹر کی تہہ میں اُتر چکا
تھا۔ اس نے جیب سے ٹارچ نکالی اور روشن کر دیا۔ گٹر کافی بڑا تھا
لیکن اس کے اندر پانی نہ ہونے کے برابر تھا اور پانی کی جو مقدار بھی
موجود تھی وہ بھی ساکت تھی۔ یہ اس بات کی واضح نشانی تھی کہ یہ گٹر
واقعی صرف اساندر مینشن کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے اور رات
کے وقت غسل خانے استعمال نہ ہونے کی وجہ سے پانی ساکت
تھا۔ وہ بیگ اُٹھائے گٹر میں اس طرف کو بڑھ گیا جس طرف اساندر
مینشن کی عمارت تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹارچ کی روشنی میں ایک
غسل خانے کا ڈسپوزل پائپ گٹر لائن میں چیک کر چکا تھا۔ اس
نے بیگ نیچے رکھ کر اُسے کھولا اور اس میں سے لوٹائے ایئر گن نکال
کر اس نے اُسے اچھی طرح چیک کیا اور پھر اس کی نال کا رُخ ڈسپوزل
پائپ کے درمیانی خلا کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی
آواز کے ساتھ ہی ایک کیپسول گن کی نال سے نکل کر ڈسپوزل
پائپ کے اندر غائب ہو گیا۔ توصیف نے دوسری بار ٹریگر دبایا
اور ایک بار پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ دوسرا کیپسول بھی ڈسپوزل
پائپ میں غائب ہو گیا۔ توصیف نے گن میں موجود چار کیپسول یکے
بعد دیگرے فائر کیے اور پھر گن کو واپس کھلے ہوئے بیگ میں
رکھ کر اس نے بیگ بند کیا اور اُسے اُٹھا کر واپس چل پڑا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ گٹر کے دہانے سے باہر آچکا تھا۔ اب وہ اطمینان سے بیگ اُٹھائے عمارت کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا اُسے یقین تھا کہ انتہائی طاقتور گیس کے چار کیپسولوں سے نکلنے والی گیس کے اثرات غسل خانے سے نکل کر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر پوری عمارت میں پھیل جائیں گے اور عمارت میں موجود ہر شخص اس گیس کی وجہ سے بیہوش ہو چکا ہوگا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے سُپر مارکیٹ سے خریدی ہوئی کمند بیگ سے نکالی اور پھر اس کمند کی مدد سے چند لمحوں بعد ایک بار پھر عمارت کے اندر پہنچ چکا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ میں سے گیس ماسک نکال کر اپنے چہرے پر فٹ کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ عمارت کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اس کھڑکی تک پہنچا اور پھر اللہ کا نام لے کر وہ کھڑکی سے اندر کمرے میں کود گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس کا منصوبہ ناکام ہو گیا تو یہ کمرہ اس بار اس کی قبر ہی ثابت ہو گا، لیکن کمرے میں پہنچ جانے کے باوجود جب اس پر کوئی اٹیک نہ ہوا تو اس کا حوصلہ بلند ہوا اور وہ کمرے کا دوسرا دروازہ کھول کر ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ بیگ اس نے کمرے میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ اور اب اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا لیکن راہداری میں پہنچتے ہی جیسے اس نے قدم آگے بڑھائے اچانک اس کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی اور باوجود سنبھلنے کی کوشش کے توصیف سر کے بل کسی عمیق گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ہوا تھا کہ اس کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے اور اس کا جسم کسی گہری قبر میں دفن ہوتا چلا جا رہا ہے اور اس کے تمام احساسات جیسے فنا ہو کر رہ گئے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا کرسی پر بیٹھا ہوا بلیک زیرو احتراماً اُٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو —— شوق پورا ہو گیا تمہارا ایکریمیا کی سیر کرنے کا" عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"سیر کیسی عمران صاحب —— میں تو مشن پر گیا تھا سیر کرنے تو نہیں گیا تھا" —— بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ہاں واقعی تم تو مشن پر گئے تھے —— بہت خوب پھر کیا رہا مشن کا۔ تم نے اسس جیکب سے مڈ بھیڑ کے بعد فون کیا تھا۔ اس کے بعد تو فون ہی نہیں کیا" —— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ دانش منزل ہی نہیں آئے ورنہ میرا پیغام تو اب تک

یہاں ریکارڈ ہے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کرتا آ کر خالی منزل میں، دانش تو ایکریمیا گئی ہوئی تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک لفافہ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ لیجئے ایکسیم تھرٹی کے ریسرچ پیپرز ـــــ میں اپنے مشن میں کامیاب لوٹا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اُچھل پڑا۔

"ریسرچ پیپرز کیا مطلب" ـــــ عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت موجود تھی۔

"وہی ریسرچ پیپرز جس کے لیے آپ نے مجھے ایکریمیا بھیجا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اُسے حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ عمران ریسرچ پیپرز پر اس طرح کی حیرت کیوں ظاہر کر رہا ہے۔

"تو تم بھی ریسرچ پیپرز لے آئے ہو ـــــ کمال ہے" ـــــ عمران نے اُسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا اور لفافہ اُٹھا کر اس میں سے کاغذات باہر نکالے تو ایک بار پھر اُچھل پڑا۔

"کیا مطلب یہ کیسا اسرار ہے ـــــ یہ تو وہی ریسرچ پیپرز ہیں جو میں اسانڈر سے لے آیا ہوں" ـــــ عمران کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"اسانڈر سے لے آئے تھے ـــــ کیا مطلب کیا آپ ایکریمیا گئے تھے" ـــــ اس بار حیران ہونے کی باری بلیک زیرو کی تھی۔

"ہاں میں کل شام واپس آیا ہوں۔ تمہارے جانے کے بعد میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں وہاں ٹیم کی مدد کی ضرورت پڑے چنانچہ میں ٹیم لے کر ایکریمیا گیا لیکن وہاں پہنچتے ہی کچھ ایسا چکر چلا کہ تم سے رابطہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی اور میں ریسرچ پیپرز حاصل کر کے واپس آ گیا۔ اب بھی دانش منزل آنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ میں تمہیں کال کر کے واپس آنے کا کہہ دوں تاکہ تم وہاں خواہ مخواہ وقت نہ ضائع کرتے رہو۔ لیکن یہ ریسرچ پیپرز۔ یہ تو بالکل ویسے ہی ہیں۔ یہ کیسا اسرار ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"لیکن ریسرچ پیپرز تو ایکس ون لیبارٹری کے ڈاکٹر جیرالڈ کے پاس تھے۔ میں اُسی سے لے کر آیا ہوں۔ اسانڈر کے پاس کیسے پہنچ سکتے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر جیرالڈ سے لے آئے ہو ـــــ اوہ پھر تو یہ یقینی بات ہے کہ یہ جعلی ہیں۔ اصل ریسرچ پیپرز ڈاکٹر جیرالڈ سے ڈرامہ کھیل کر اسانڈر پہلے ہی حاصل کر چکی تھی" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ اور عمران اُسے اس طنزیہ انداز میں ہنستا دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا ہوا ـــــ یہ تم طنزیہ انداز میں کیوں ہنس رہے ہو" ـــــ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب وہاں صورتِ حال کچھ ایسی ہوئی ہے کہ آپ جیسا ذہین آدمی بھی اسے نہیں سمجھ سکا" ـــــ بلیک زیرو نے فوراً ہی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم کھل کر بات کرو۔ اس طرح محتاط انداز میں الفاظ منتخب کر کے

بات کیوں کر رہے ہو۔ کیا تمہارا مطلب ہے کہ میں جو ریسرچ پیپرز ساندر
سے لے آیا تھا وہ نقلی ہیں اور یہ جو تم ڈاکٹر سے لے آئے ہو یہ اصل
ہیں" ——— عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کا سخت لہجہ بتا رہا ہے کہ آپ ذہنی طور پر اپنی شکست
قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں" ——— اس بار بلیک زیرو نے
بھی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"شکست ——— ہونہہ تو تم اس لیے طنزیہ انداز میں ہنس رہے
تھے۔ دیکھو بلیک زیرو میں نے کبھی اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھا
اس لیے ہمیشہ شکست کو میں نے سامنے رکھا ہے۔ لیکن یہاں معاملہ
کچھ عجیب سا ہو گیا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے تفصیل سے
بتاؤ کہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ میں شکست کھا چکا ہوں" ——— عمران
نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو نے ڈی۔ ایس کے چیف
مکوئین کی رہائش گاہ پر پہنچنے سے لے کر مکوئین کے لہجے میں ڈاکٹر
جیرالڈ سے ہونے والی تمام گفتگو بھی دوہرا دی اور ساتھ ہی اس
نے بتا دیا کہ کس طرح اس نے ڈاکٹر جیرالڈ کو اصل کاغذوں سمیت مکوئین
کی رہائش گاہ پر بلایا اور اس کی کار کے باکس کے خفیہ خانے
سے یہ کاغذ برآمد کر کے واپس لوٹا ہے۔

"اوہ اگر تمہاری یہ بات درست ہے اور لازماً درست ہی ہو گی
تو پھر واقعی میں شکست کھا چکا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر جیرالڈ
سے جو کاغذ ساندر نے جیکولین کے ذریعے حاصل کیے وہ ڈپلیکیٹ
تھے۔ اور اصل کاغذ ڈاکٹر جیرالڈ نے پہلے ہی چھپا رکھے تھے" ———

عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو تفصیل بتا دی ہے۔ اب نتیجہ نکالنا آپ کا کام
ہے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویری گڈ ——— اس کا مطلب ہے کہ میرا پہلا فقرہ درست تھا
کہ دانش منزل کی دانش ایکریمیا پہنچ گئی تھی۔ مجھے خوشی ہوئی ہے
بلیک زیرو کہ تم نے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے اپنے
کاغذات سردادر کو پہنچا دیئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اب تک انہوں
نے اس کا تجزیہ کر لیا ہو گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"یس" ——— دوسری طرف سے سردادر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب ایکسم تھرٹی کے ریسرچ پیپرز جو میں نے
دیئے تھے کیا آپ نے ان کا تجزیہ کر لیا ہے" ——— عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں میں ابھی چند لمحے پہلے ہی فارغ ہوا ہوں مجھے افسوس ہے
عمران کہ یہ کاغذات سائنسی طور پر درست نہیں ہیں بلکہ میرا خیال ہے
کہ جان بوجھ کر بھٹکانے کے لیے خصوصی طور پر یہ کاغذات تیار کیے
گئے ہیں۔ ان کاغذات سے ایکسم تھرٹی پر ریسرچ ہو ہی نہیں سکتی"۔
سردادر نے جواب دیا۔

"اسی لیے میں نے آپ کو فون کیا تھا۔ اس بار مجھ سے واقعی
حماقت ہو گئی ہے اور میں جعلی کاغذات کو ہی اصل سمجھ کر لے آیا

لیکن اصل کاغذات چیف نے اپنے طور پر حاصل کر لیے ہیں۔ وہ اس وقت میرے سامنے موجود ہیں۔ میں آپ کو بھجوا دیتا ہوں" ــــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے بھجوا دو" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب تم واقعی ہنس سکتے ہو بلیک زیرو ــــــ آئی۔ ایم سوری" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کھلے دل سے اعتراف شکست کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی انہیں اصل ہی سمجھتا۔ یہ بات تو کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ڈاکٹر جیرالڈ آغاز سے ہی اس طرح کا حفاظتی اقدام بھی کرے گا۔ ویسے مجھے تو بالکل ہی معلوم نہ تھا کہ مجھ سے پہلے ڈاکٹر جیرالڈ سے ڈرامہ کھیل کر کاغذات اڑائے جا چکے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی ڈاکٹر جیرالڈ نے از خود بتا دی تھی۔ اس نے شاید یہ سمجھا تھا کہ مکوئین کو اس ڈرامے کا علم ہو چکا ہے اس لیے اس نے اپنے بچاؤ کے لیے بات کھول دی ورنہ تو ظاہر ہے کہ مجھے قطعی ناکام واپس لوٹنا پڑتا" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ بھی ہو تم نے قابل مبارکباد کارنامہ سرانجام دیا ہے اور مجھے تمہاری اس کامیابی پر دلی مسرت ہو رہی ہے۔ آج تم نے اپنی صلاحیتیں ثابت کر دی ہیں" ــــــ عمران نے کہا۔

"آپ کے لیے چائے بنا لاؤں" ــــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بلیک زیرو نے یہ بات اس لیے کی ہے کہ تاکہ اس موضوع پر مزید بات چیت نہ ہو۔ وہ عمران کو شرمندگی سے بچانا چاہتا تھا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا تو بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ چائے پینے کے بعد عمران نے بلیک زیرو کے لائے ہوئے کاغذات سنبھالے اور انہیں سرداور تک پہنچانے کے لیے دانش منزل سے باہر آ گیا۔

"مجھے حیرت ہو رہی ہے عمران کہ تم جیسے ذہین آدمی نے آخر ان جعلی کاغذات کو اصل کیسے سمجھ لیا تھا" ــــــ سرداور نے عمران کے پہنچتے ہی سب سے پہلے سوال جڑ دیا۔

"تو آپ مجھے انسانوں کے صف سے بھی نکال چکے ہیں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سرداور بے اختیار ہنس دیئے۔

"ویسے سچی بات تو یہی ہے کہ میں ذہنی طور پر تمہیں ناقابل شکست سمجھنے لگ گیا تھا، لیکن آج پہلی بار مجھے احساس ہوا ہے کہ انسان سے واقعی خطا ہو سکتی ہے۔ بہرحال لاؤ کہاں ہیں وہ کاغذات جو تمہارے چیف نے حاصل کیے ہیں" ــــــ سرداور نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے جیب سے بلیک زیرو کا لایا ہوا لفافہ نکال کر سرداور کی طرف بڑھا دیا۔

"تو یہ اصل کاغذات ہیں" ــــــ سرداؤد نے لفافے سے کاغذات نکالتے ہوئے کہا۔

"چیف کا تو یہی کہنا ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سرداور مسکراتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم بیٹھو میں انہیں چیک کر کے آتا ہوں۔ اس بار زیادہ دیر نہ لگے گی کیونکہ میں پہلے ان کاغذات پر کافی کام کر چکا ہوں" ـــــ سرداور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سرداور کاغذات لے کر دفتر سے باہر چلے گئے اور عمران نے میز پر موجود ایک سائنس میگزین اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ سرداور کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوئی۔ ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور عمران ان کے چہرے پر موجود مسکراہٹ دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ بلیک زیرو والے کاغذات درست ثابت ہوئے ہیں۔

"تمہارا چیف بھی انسان ہی ہے ناں" ـــــ سرداور نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور عمران ان کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب کیا یہ کاغذات بھی جعلی ہیں" ـــــ عمران سرداور کی بات کا مقصد سمجھ گیا تھا۔

"ہاں یہ بھی جعلی ہیں۔ میں نے چیک کیا ہے کہ جو کاغذات پہلے تم لائے تھے وہ اس کی نقل ہیں۔ اس میں البتہ کچھ تبدیلیاں مزید کی گئی تھیں۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ ان کاغذات میں تبدیلیاں کسی بڑے سائنسدان کے ہاتھوں ہوئی ہیں جب کہ اس میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں میرا مطلب ہے وہ پہلے والے کاغذات، وہ تبدیلیاں نسبتاً کسی جونیئر سائنسدان کی طرف سے ہوئی ہیں" ـــــ سرداور نے لفافہ واپس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا تھا۔ شاید زندگی میں پہلی بار یہ موقع آیا تھا کہ اس کا ذہن اس

عجیب و غریب صورت حال کا تجزیہ کرنے سے قاصر رہ گیا تھا۔

"کیا آپ نے اچھی طرح چیک کیا ہے" ـــــ آخر عمران نے لاشعوری طور پر پوچھا۔

"ظاہر ہے یہ اہم مسئلہ ہے۔ دُنیا کی انتہائی انقلابی ریسرچ ہے میں اس میں لاپرواہی کیسے برت سکتا ہوں" ـــــ سرداور نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کمال ہے ـــــ اب تو مجھے نجومیوں پر یقین آنے لگ گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نجومیوں پر کیا مطلب ـــــ نجومیوں کا اس معاملے سے کیا تعلق" ـــــ سرداور نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نجومی کہتے ہیں کہ جب ستارہ گردش میں ہو تو سیدھے سادھے کام بھی الٹ ہو جاتے ہیں۔ اور اس بار واقعی میرا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں کا ستارہ گردش میں آگیا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور سرداور اس کی وضاحت سن کر بے اختیار مسکرا دیئے۔

"او۔کے میں جا کر چیف کو خوشخبری سناتا ہوں" ـــــ عمران نے لفافہ اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"خوشخبری کیا مطلب" ـــــ سرداور ایک بار پھر چونک پڑے تھے۔

"یہ خوشخبری ہی ہے کہ چیف بھی انسانوں کی صف میں شامل ہو چکے ہیں اور انسان بہرحال اشرف المخلوقات ہے" ـــــ عمران نے

جواب دیا اور سرداؤد بے اختیار ہنس پڑے۔

"لو بھئی بلیک زیرو تم بھی آج سے انسانوں کی صف میں شامل ہو گئے ہو۔ مبارک ہو"—— عمران نے واپس دانش منزل پہنچ کر آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"انسانوں کی صف میں کیا مطلب"—— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے اور اس مشن نے ثابت کر دیا ہے کہ میری طرح سیکرٹ سروس کا چیف بھی انسان ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جیب سے لفافہ نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"غلطی —— کیا آپ کا مطلب ہے کہ یہ کاغذات بھی جعلی ہیں"—— بلیک زیرو کے لہجے میں بے یقینی کی حقیقت نمایاں تھی۔

"جی ہاں —— لیکن میرے لائے ہوئے کاغذات سے قدرے بہتر جعلی ہیں۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا۔ تم آخر سیکرٹ سروس کے چیف ہو"—— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ میں نے آپ کو پوری تفصیل تو بتائی ہے۔ ایسی صورت میں یہ کاغذات جعلی کیسے ہو سکتے ہیں"—— بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے سرداور بھی انسان ہیں"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے کہ . . . . ." بلیک زیرو نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"میرے ذہن میں بھی یہی بات آئی تھی مگر سرداور ناراض ہو گئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس قدر اہم اور انقلابی ریسرچ میں وہ لاپرواہی کیسے کر سکتے ہیں"—— عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھینچ لیے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"—— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر میں آغا بول رہا ہوں آپ لینڈ سے"—— دوسری طرف سے آغا کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"یس کیوں کال کی ہے"—— عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"سر آپ نے حکم دیا تھا کہ توصیف اس نایاب دھات کے سلسلے میں مزید انکوائری کرے جسے وائٹ کالر نشیات کی آڑ میں ایکریمیا سپلائی کر رہی تھی"—— دوسری طرف سے آغا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران کو یاد آ گیا کہ مشن کے ابتدائی دور میں اس نے واقعی آغا کی رپورٹ ملنے پر اُسے یہ حکم دیا تھا۔

"ہاں پھر . . . . ." عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اب وہ آغا کو کیا بتاتا کہ یہ انکوائری اپنے انجام کو پہنچ کر ڈبل ناکامی سے دوچار ہو چکی ہے۔

"توصیف اس سلسلے میں ایکریمیا گیا تھا اور ابھی چند لمحے پہلے مجھے اس کی کال ملی ہے۔ اس نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق انکیم تھرٹی نامی، اس دھات کو ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم کے ذریعے ایکس ون نامی لیبارٹری میں پہنچایا جاتا تھا۔ اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر جیرالڈ ہے۔ ڈاکٹر جیرالڈ سے اس دھات پر ہونے والی ریسرچ کے پیپرز وہاں کی ایک عورت اسانڈر نے حاصل کر لیے اور توصیف نے یہ بھی بتایا ہے کہ عمران صاحب بھی اس اسانڈر کے پاس پہنچے تھے اور انہوں نے اسانڈر سے ایک پلاننگ کے تحت ریسرچ پیپرز حاصل کر لیے تھے لیکن اس اسانڈر نے عمران صاحب کی پلاننگ ان پر ہی اُلٹا دی تھی اور اصل کاغذات کی بجائے جعلی کاغذات ان تک پہنچا دیئے جنہیں عمران صاحب اصل سمجھ کر لے گئے ہیں"۔۔۔۔۔ آغا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی بھی آغا کی بات سُن کر چونک پڑا۔

"پھر۔۔۔۔" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"توصیف نے کال کر کے بتایا ہے کہ وہ اسانڈر سے اصل کاغذات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ آغا نے جواب دیا۔

"اب توصیف کہاں ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس نے مجھے کال ایکریمیا کی ایک ریاست لوبلیویا کے ہوٹل گرین ولیو سے کی ہے۔ وہ ہوٹل کے کمرہ نمبر ستا دوسری منزل پر رہائش پذیر ہے۔ اُسے پاکیشیا کے لیے فلائٹ کل صبح ملے گی۔ اس لیے وہ کل کاغذات سمیت پاکیشیا پہنچ جائے گا"۔۔۔۔۔ آغا

نے جواب دیا۔

"عمران واقعی غلط کاغذات لے آیا تھا اور اب میں اُسے دوبارہ ایکریمیا بھیج رہا تھا لیکن اب میں عمران کو کہہ دوں گا کہ وہ ایکریمیا جانے سے پہلے توصیف سے بات کرے"۔۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی ریسرچ پیپرز کا تیسرا اسیٹ سامنے آ گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ توصیف بھی ہم دونوں کی طرح انسانوں کی صف میں شامل ہوتا ہے یا نہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جیرالڈ کے مطابق تو اسانڈر کے پاس جعلی کاغذات گئے تھے"۔ بلیک زیرو نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب تو مجھے شک پڑتا ہے کہ اصل کاغذات کا وجود بھی ہے یا نہیں۔ بہرحال توصیف کو میرے اسانڈر کے پاس جانے اور اس سے میرے کاغذات حاصل کرنے کے بارے میں علم ایسی صورت میں ہی ہو سکتا ہے کہ اُسے یہ بات اسانڈر نے خود بتائی اور اس لیے توصیف سے ہی تفصیلی بات ہو سکتی ہے۔ ذرا کوڈ بک نکال کر لوبلیویا کا رابطہ نمبر بتانا میں ابھی اس سے بات کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے کوڈ بک نکالی اور اُسے کھول کر اس میں سے لوبلیویا کا کوڈ تلاش کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے کوڈ تلاش کر لیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور پہلے ایکریمیا کا مین کوڈ نمبر ڈائل

کر کے پھر بلیک زیرو کا بتایا ہوا ریاست کا کوڈ نمبر ڈائل کیا۔ اور آخر
میں اس نے بولیویا کی مین انکوائری کا نمبر ڈائل کر دیا۔ ایکریمیا میں سسٹم
ایسا بنایا گیا تھا کہ پورے ایکریمیا میں انکوائری نمبر ایک ہی رکھے گئے
تھے۔ اس لیے انکوائری کا نمبر کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

"یس انکوائری پلیز" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز
سنائی دی۔

"ہوٹل گرین ولیو کا نمبر چاہیئے" ——— عمران نے ایکریمین زبان
اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے آپریٹر نے نمبر
بتا دیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر ایکریمیا کا مین کوڈ نمبر اور
پھر بولیویا ریاست کا نمبر ڈائل کر کے اس نے آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر
ڈائل کر دیا۔

"یس ہوٹل گرین ولیو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

"کمرہ نمبر سات دوسری منزل سے رابطہ کرائیں" ——— عمران
نے اسی طرح ایکریمی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ
یہی تاثر دینا چاہتا تھا کہ کال پاکیشیا سے نہیں بلکہ ایکریمیا سے
ہی کی جا رہی ہے کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ توصیف ریاست
بولیویا میں کس انداز میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سے
ہونے والی کال اس کے لیے پریشانی کا باعث بن جائے اور ان
کاغذات کے لیے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے جو توصیف حاصل کر چکا
تھا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد رسیور پر
آواز ابھری۔

"یس" ——— بولنے والے کا لہجہ بے حد محتاط تھا۔ لیکن آواز
توصیف کی ہی تھی۔

"ایک بار نہیں تین بار کہنا پڑتا ہے لفظ یس۔ تب جملہ حقوق محفوظ
ہوتے ہیں" ——— عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے اور آواز میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ" ——— اس بار توصیف کی چیختی ہوئی
آواز سنائی دی۔

"سوچ لو میرا نام لینے سے کہیں وہ محترمہ ہی نہ ناراض ہو جائے جس
سے تم اصل نکاح نامہ اڑا لائے ہو" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو دوسری طرف سے توصیف کے بے اختیار قہقہے کی
آواز سنائی دی۔

"اس کی فکر نہ کریں وہ اب باقی ساری عمر ڈھونڈتی رہے گی اصل
نکاح نامہ" ——— توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اطمینان
بھرا سانس لیا۔

"او۔ کے اب ذرا اپنی خوش قسمتی کی تفصیل بھی بتا دو۔ مجھے تو اس
محترمہ نے جعلی نکاح نامہ دے کر بھیج دیا تھا اور جب میں نے
وہ نکاح نامہ یہاں چیف کو پیش کیا تو بس کچھ نہ پوچھو چیف صاحب
مجھے اس جرم میں جیل بھجوانے پر تیار ہو گئے تھے۔ اگر تمہارے آغا کا
فون چیف کو نہ مل جاتا تو یقیناً میں اب جیل کی کوٹھڑی میں بیٹھا ان محترمہ
کی ذہانت کے قصیدے گا رہا ہوتا" ——— عمران نے کہا اور اس

بار بھی توصیف بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب یہ بات تو آپ کو بہرحال تسلیم کرنی ہو گی کہ اسانڈر آپ سے زیادہ ذہین ثابت ہوئی ہے" ——— توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہونی ہی تھی۔ ظاہر ہے اب میرے پاس شہلا جیسی ذہین خاتون کا سہارا جو نہ تھا" ——— عمران نے جواب دیا اور توصیف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ہنسی کا باقی کوٹا یہاں پاکیشیا آکر پورا کر لینا۔ میں غریب آدمی ہوں اور پاکیشیا میں کال کے نرخ اب اس قدر بڑھا دیئے گئے ہیں کہ یوں لگتا ہے جیسے دُنیا میں نہیں بلکہ کائنات کے کسی اور سیارے سے میں کال کی جا رہی ہو۔ ایکریمیا کائنات کا کوئی اور سیارہ نہ سہی بہرحال دوسرا براعظم تو ہے" ——— عمران نے کہا۔

"عمران صاحب مجھے جب آغا نے چیف کا حکم دیا تو میں نے مزید انکوائری شروع کر دی۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ آصف نواز کا تعلق ایکریمیا میں ایک خفیہ ایجنسی ڈی۔ ایس کے سرگرم ایجنٹ جیکب سے ہے چنانچہ میں ایکریمیا پہنچا اور پھر میں نے وہاں جیکب کی تلاش شروع کر دی لیکن جب میں جیکب کے فلیٹ پہنچا تو وہاں جیکب کی لاش نظر آئی۔ اس طرح یہ راستہ بند ہو گیا لیکن میں ناکام واپس نہ آنا چاہتا تھا اس لیے میں نے جیکب کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنی شروع کر دی اس طرح مجھے اسانڈر کا پتہ چلا۔ میں رات کے وقت اسانڈر کی رہائش گاہ میں عقبی دیوار سے کود کر داخل ہوا مگر اسانڈر نے اس عمارت

میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے چنانچہ میں پکڑا گیا اور پھر اسانڈر میرے پاس پہنچی وہ میرے ایشیائی ہونے پر یہی سمجھی کہ میں آپ کا آدمی ہوں۔ اس پر اس نے حیرت کا اظہار کیا کہ جب آپ کاغذات لے کر مطمئن ہو کر چلے گئے ہیں تو پھر میں کیوں یہاں آیا ہوں۔ میں نے اُسے بتایا کہ میں آپ کو جانتا تو ہوں لیکن میرا تعلق آپ سے نہیں بلکہ اَپ لینڈ سیکرٹ سروس سے ہے اور میں وائٹ کالر کی طرف سے اَپ لینڈ سے حاصل ہونے والی نایاب دھات کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے جیکب کے پاس پہنچا اور جیکب کی لاش دیکھ کر میں یہاں آیا ہوں تو اس پر اسانڈر نے شاید اپنے احساسِ برتری کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا کہ وہ مجھے آپ کی ناکامی کی تفصیل بتائے اور مجھے زندہ واپس بھجوا دے تاکہ میں آپ کے پاس جا کر آپ کو بتا سکوں کہ آپ اس قدر ذہین مشہور ہونے کے باوجود اسانڈر کے مقابلے میں شکست کھا چکے ہیں۔ میں نے اصل بات اگلوانے کے لیے فوراً وعدہ کر لیا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ایکسم تھرٹی کے ریسرچ پیپرز ایک ڈرامہ کھیل کر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر جیرالڈ سے حاصل کر لیے ہیں اور اس ڈرامے میں اس کی ایک ساتھی جیکولین اور لیبارٹری کے ایک سائنسدان ڈاکٹر فراسٹ نے مین کردار ادا کیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر فراسٹ سے اُسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر جیرالڈ نے شروع سے ہی اصل کاغذات خفیہ رکھے تھے اور نقلی کاغذات بنا کر لیبارٹری میں سامنے رکھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر جیرالڈ کو شاید یہ علم نہ تھا کہ ڈاکٹر فراسٹ اس کے اس راز سے واقف ہے، چنانچہ اسانڈر نے

ڈرامہ کھیلنے سے پہلے ڈاکٹر فراسٹ کی مدد سے ایک اور ڈرامہ کھیلا اور ڈاکٹر جیرالڈ کے اصل کاغذات اس کے خفیہ سیف سے نکال کر اوپن کرادیئے اور اس کے بنائے ہوئے ڈپلیکیٹ کاغذات کو ان کی جگہ سیف میں رکھ دیا۔ اور پھر جیکولین کی مدد سے اصل کاغذات اس نے حاصل کر لیے۔ اس طرح اس کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر جیرالڈ مطمئن رہے گا کہ اصل کاغذات اس کے سیف میں محفوظ ہیں اور وہ مزید کوئی کارروائی نہ کرے گا۔ بہر حال یہ اصل کاغذات جب اساندر کی تحویل میں پہنچے تو ان سے پہلے وہ ڈاکٹر فراسٹ کو اپنی رہائش گاہ پر بلوا چکی تھی۔ اس نے ان کاغذات کے پہنچتے ہی ایک اور کھیل کھیلا کہ فوری طور پر ڈاکٹر فراسٹ کے ذریعے ان کی ایک اور ڈپلیکیٹ مطلب ہے کہ جعلی کاغذات تیار کرالیے تاکہ کسی بھی صورتِ حال میں وہ اصل کاغذات کو محفوظ کر سکے۔ اس کے بعد آپ وہاں پہنچے۔ آپ پرنس آف ڈھمپ کے نام سے وہاں پہنچے جب کہ وہ اس نام سے واقف تھی اس لیے وہ پہچان گئی کہ یہ آپ ہیں۔ آپ نے وہاں جیکولین وغیرہ کی بات کی تو وہ سمجھ گئی کہ آپ کو اس ڈرامے کا علم ہو چکا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کے سامنے دو راستے تھے ایک تو یہ کہ آپ کو آپ کے ساتھیوں کو ہلاک کرا دے لیکن اس طرح اس کے خیال میں پیچیدگیاں بڑھ جاتیں۔ اس لیے اس نے آپ کو واپس جانے دیا چونکہ وہ آپ کی ذہانت کی قائل تھی اس لیے اُسے یقین تھا کہ آپ ان کاغذات کو حاصل کرنے کی کوئی پلاننگ ضرور کریں گے اور پھر آپ کا وہاں چھوڑا ہوا خصوصی ڈکٹا فون اس نے چیک

کر لیا۔ اس کے پاس ایسی مشینری تھی کہ اس ڈکٹا فون کو اس نے ڈبل طور پر استعمال کیا اور آپ کی تمام نقل و حرکت اور آپ کی آوازیں اس تک پہنچتی رہی۔ جب آپ نے ایکریمین سیکرٹ سروس کے چیف کے طور پر اس سے بات کی تو اُسے معلوم تھا کہ آپ بات کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے آپ کو ڈاج دینے کا منصوبہ بنایا اور وہ ڈپلیکیٹ کاغذات لے کر اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ سے باہر آ گئی اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق آپ نے اس سے یہ کاغذات حاصل کر لیے اور اس طرح آپ مطمئن ہو کر واپس پاکیشیا چلے گئے جبکہ اصل کاغذات اس کے پاس محفوظ رہے"۔۔۔۔ توصیف نے تفصیل بتائی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات اُبھر آئے۔ اب ان دونوں کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تھی کہ ان دونوں کے حاصل کردہ کاغذات کیسے جعلی ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر جیرالڈ جنہیں اصل کاغذات سمجھ کر مکوئین کے پاس لے آیا تھا وہ بھی جعلی تھے اور بلیک زیرو وہ کاغذات لے آیا جب کہ عمران وہ کاغذات لے آیا جنہیں ڈاکٹر فراسٹ نے تیار کیا تھا۔

"کمال ہے ۔۔۔۔ میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا کہ شادی سے پہلے ذہانت مردوں کے پاس ہوتی ہے اور نکاح کے ذریعے عورتوں کو ٹرانسفر ہو جاتی ہے، لیکن شاید زمانہ بدل گیا ہے۔ اب نکاح سے پہلے ہی ذہانت ٹرانسفر ہو جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نکاح کی بجائے اگر منگنی کر لی جائے تو نتیجہ مردوں کے حق میں

نکلتا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے توصیف نے جواب دیا اور
عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر
ہے عمران اگر ناکام ہو گیا تھا تو توصیف نے کامیابی حاصل کر لی تھی
اور اس کی منگنی شہلا سے ہو چکی تھی۔ اس لحاظ سے اس کا جواب
واقعی انتہائی برمحل اور خوبصورت تھا۔

"چلو پاکیشیا نہ سہی اپ لینڈ سہی۔ براعظم تو ایک ہی ہے۔ کم از کم
تم نے ایشیائی مردوں کی لاج رکھ لی۔ لیکن کچھ تفصیل ہمیں بھی بتاؤ"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جواب میں توصیف نے اسا ندر
مینشن میں دوبارہ داخل ہونے کی منصوبہ بندی کے بارے میں
تفصیل سے بتانا شروع کر دیا اور عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل
میں خراجِ تحسین ادا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ واقعی اسا ندر جیسی باخبر عورت
کو ڈاج دے کر ناراک سے نکلنا اور پھر پولیو مارک کر وہاں سے
پھر واپس نارک پہنچنا واقعی ذہانت کی بات تھی۔ اگر توصیف وہیں اپنے
منصوبے پر عمل شروع کر دیتا تو ظاہر ہے اس کا نہ صرف ابتداء ہی
میں منصوبہ ناکام ہو جاتا بلکہ اس کا خاتمہ بھی یقینی تھا۔ لیکن جب
توصیف نے اسے بتایا کہ نشہ آور گیس اندر پھیلا دینے کے باوجود
برآمدے میں پہنچتے ہی وہ اچانک گہرائی میں گر کر ہوش و حواس کھو
بیٹھا تھا تو عمران کے بے اختیار ہونٹ بھینچ گئے۔

"عمران صاحب جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو
ایک تہہ خانے میں پڑا پایا۔ یہ تہہ خانہ سٹور کے طور پر استعمال ہوتا
تھا اور اب اسے میری خوش قسمتی سمجھیئے کہ جس جگہ میں گرا وہاں

نیچے مشینری کے خاصے کھوکھے پڑے ہوئے تھے اس طرح میری ہڈیاں
ٹوٹنے سے بچ گئیں۔ البتہ معمولی سا زخمی میں ضرور ہو گیا تھا۔ لیکن اس
سے ایک فائدہ اور ہو گیا کہ اس سٹور سے باہر نکلتے ہی میں اس کوٹھی کے
سائنسی حفاظتی اقدامات کے آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ وہاں واقعی انتہائی
جدید ترین مشینری نصب تھی لیکن یہ ساری مشینری بند تھی۔ وہاں چار
افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے لیکن ان میں سے ایک آدمی جو مین
مشین کے سامنے بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی پوزیشن دیکھ کر میں ساری
بات سمجھ گیا۔ اچانک بیہوش ہو جانے کی وجہ سے وہ نیچے گرا تو اس نے
لاشعوری طور پر دونوں ہاتھوں سے مشینری کو پکڑنے کی کوشش کی اور
اس طرح اس کا ایک ہاتھ مین ہینڈل پر پڑا اور دوسرا ایک اور
بٹن پر پڑا ہوا تھا اور اس کے دباؤ کی وجہ سے وہ بٹن اندر تھا۔ مین ہینڈل
آف ہو جانے سے ساری مشینری آف ہو گئی مگر وہ بٹن شاید اسی میکنزم
کا تھا جو برآمدے میں تھا۔ اس طرح جیسے ہی میرے قدموں کا دباؤ وہاں
پڑا میکنزم ہٹ گیا اور میں نیچے سٹور میں جا گرا۔ بہرحال میں وہاں سے
نکلا اور پھر پوری کوٹھی میں گھومتا رہا۔ انکولان گیس نے اپنی مخصوص
خصوصیت کی وجہ سے پوری کوٹھی میں اپنے اثرات پھیلا دیئے تھے۔
اس طرح پوری کوٹھی میں موجود افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں
اسا ندر بھی شامل تھی۔ انکولان گیس کا توڑ تو میرے پاس نہ تھا اس لیے
انہیں ہوش میں لایا نہ جا سکتا تھا۔ اس لیے میں نے خود پوری کوٹھی کی مکمل
تلاشی لی اور پھر اسا ندر کے بیڈ روم کے نیچے ایک خصوصی کمرہ میں
نے دریافت کر لیا اور اس کی ایک الماری سے مجھے وہ ریسرچ پیپرز

مل گئے۔ میں نے انہیں اچھی طرح چیک کیا۔ ان میں ایکسیم بھرتی کے الفاظ
میں نے خاص طور پر چیک کیے جب میری پوری تسلی ہو گئی تو میں یہ پیپرز
لے کر خاموشی سے کوٹھی سے باہر آ گیا۔ کمند میں نے واپس اٹھا کر بیگ
میں رکھ لی اور بغیر کسی رکاوٹ کے میں چارٹرڈ طیارے ہائر کرنے والی
ایجنسی تک پہنچ گیا۔ وہاں سے براہ راست چارٹرڈ طیارہ میں نے بولیویا
کے لیے بک کرایا اور اس طرح بولیویا واپس اپنے ہوٹل پہنچ گیا۔ یہاں
سے میں نے پاکیشیا جانے والی فلائٹ کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ صبح
فلائٹ جائے گی۔ اس کی مکمل بکنگ کرا کر پھر میں نے آغا کو فون کیا اور
اب آپ کا فون آیا ہے“ ـــــ توصیف نے اپنے اس شاندار
کارنامے کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس لحاظ سے تو یہ کراس مشن بن گیا تھا۔ لیکن شکر ہے کہ آخری
کامیابی بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حصے میں ہی آئی ہے لیکن
میرا خیال ہے کہ جس طرح اسانڈر مجھے میری شکست اور اپنی کامیابی کا
احساس دلانے کے لیے تمہیں بھیج رہی تھی اس طرح اب اُسے اسکی
شکست اور تمہاری کامیابی سے آگاہ کرنے کے لیے مجھے ایکریمیا جانا
پڑے گا۔ ورنہ جس طرح تم اس سے اصل کاغذات لے آئے ہو اُسے
تو قیامت تک معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس کی ذہانت کو شکست دینے والا
کون ہے“ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میں تو اپنی کامیابی کو بس قدرت کی طرف سے ایک
انعام سمجھ رہا ہوں ورنہ ظاہر ہے میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ
کی ناکامی کے باوجود میں اس طرح یہ پیپرز حاصل کر سکوں گا“ ـــــ
توصیف نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

”اچھا تو تم اب اسانڈر والا مشن دوسرے انداز میں پورا کر رہے
ہو“ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسانڈر والا مشن کیا مطلب“ ـــــ توصیف نے حیران ہو کر
پوچھا۔

”پہلے تم پاکیشیا آ رہے تھے کہ اسانڈر کی کامیابی اور میری ناکامی کی
بات کرو اور اب تم نے اسانڈر کی بجائے اپنی فتح اور میری شکست کی
بات کر دی ہے۔ بہرحال مجھے یہ شکست تسلیم ہے۔ لیکن وہ شعر تو تم
نے بھی سنا ہوا ہو گا جس کا مفہوم ہے کہ شہسوار ہی میدان جنگ میں
گرتے ہیں۔ وہ بچہ بیچارہ کیا گرے گا جو ابھی گھٹنوں کے بل چل رہا
ہو“ ـــــ عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے توصیف
کے زوردار قہقہے سے رسیور جھنجھنا اٹھا۔

”مجھے تسلیم ہے کہ آپ شہسوار ہیں اور میں آپ کے مقابلے میں
بچہ“ ـــــ توصیف نے ہنستے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”وہ تو میں نے مذاق میں بات کی تھی۔ ورنہ سچی بات یہ ہے توصیف
کہ تم نے واقعی ایک شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے اور مجھے یقین ہے
کہ تمہارا یہ کارنامہ جب چیف کے نوٹس میں آئے گا تو چیف کو یقیناً
اس بات پر مسرت ہو گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں
کام کرنے والے افراد میں جوہر قابل کی کمی نہیں ہے لیکن بس میری ایک
درخواست ہے“ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”درخواست کیسی عمران صاحب حکم کیجیے“ ـــــ توصیف نے

جواب دیا۔

"درخواست اتنی ہے کہ اس طویل فون کال کا بل چیف کو ادا کرنے کی سفارش کر دینا میں بہت غریب آدمی ہوں" ——— عمران نے کہا اور توصیف کے قہقہے کا آغاز ہوتے ہی عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"توصیف کو واقعی اس شاندار کارنامے پر انعام ملنا چاہیئے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم انعام کی بات کر رہے ہو جب کہ ہمارے ملک کی روایت کے مطابق تو اُسے سزا ملنی چاہیئے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سزا ——— وہ کس بات کی" ——— بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کی کہ اس نے چیف کے مقابلے میں کامیابی کیوں حاصل کی۔ یہ اتنی بڑی گستاخی ہے کہ جسے کسی بھی محکمے کا چیف کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

- وہ لمحہ ـــــ جب عمران اور اس کے ساتھی شاگل کے سامنے بے بس پڑے ہوتے تھے اور شاگل موت کا فرشتہ بنا فاتحانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا ـــــ کیا عمران اور اس کے ساتھی شاگل کے ہاتھوں انجام کو پہنچ گئے ـــــ ؟
- ایس۔ ایس پروجیکٹ ـــــ جس تک پہنچنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک ایسا طریقہ استعمال کیا جو خود عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی نیا اور حیرت انگیز تھا۔
- ایس۔ ایس پروجیکٹ ـــــ کیا یہ پروجیکٹ مکمل ہو گیا اور وادی مشکبار میں جاری مجاہدین کی تحریک ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی یا ـــ؟
- عمران ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــــ شاگل اور مادام ریکھا کے درمیان برپا ہونے والی انتہائی خوفناک اور اعصاب شکن کشمکش ـــــ ایسی کشمکش جس کا انجام موت اور یقینی موت تھا۔

لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حیرت انگیز واقعات

انتہائی تیز رفتار کہانی ـــــ اعصاب شکن سسپنس

وادی مشکبار میں جاری مجاہدین کی تحریک کے پس منظر میں لکھی گئی ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں انمٹ نقوش چھوڑ جائے گی

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان